تفہیم الاحادیث

جلد پنجم

کتاب الحدود والتعزیر

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ادارہ معارفِ اسلامی
منصورہ لاہور پاکستان

كتاب الحدود والتعزير

تفہیمُ الاحادیث

تفہیم القرآن اور مولانا مودودیؒ کی دوسری تحریروں میں مذکور
احادیث اور فقہی احکام ومسائل کی ترتیب وتخریج

جلد پنجم

باب کتاب الحدود والتعزیر

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ترتیب وتخریج

مولانا عبدالوکیل علوی

مکتبہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور

(جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں)

❑ نام کتاب	تفہیم الاحادیث جلد پنجم (معاشرت، حدود وتعزیرات)	
❑ مواد از تصنیفات	مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ	
❑ ترتیب وتدوین	مولانا عبدالوکیل علوی	
❑ باہتمام	ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور	
❑ مطبع	رانا پرنٹرز، دی مال لاہور	
❑ اشاعت اوّل	جون ۱۹۹۹ء	
❑ اشاعت دوم	ستمبر ۲۰۰۰ء	
❑ اشاعت سوم	مارچ ۲۰۰۴ء	(۱۰۰۰)
❑ اشاعت چہارم	اپریل ۲۰۰۷ء	(۱۰۰۰)
❑ اشاعت پنجم	اپریل ۲۰۰۸ء	(۱۱۰۰)
❑ اشاعت ششم	جون ۲۰۱۰ء	(۱۱۰۰)
❑ صفحات	۵۱۲	
❑ قیمت	-/۵۵۰ روپے	

تقسیم کنندہ:

مکتبہ معارفِ اسلامی

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ نمبر: ۵۴۷۹۰

فون: ۳۵۴۳۲۴۱۹، ۳۵۴۱۹۵۲۰-۴، ۳۵۴۳۲۴۷۶، ۳۵۴۳۲۴۷۶

کتاب الحدود والتعزیر

فصل:۱ اسلام، جرم اور سزا

- جرم کے مراتب ۳۷۳
- اسلام میں سزا کی اصل روح ۳۷۳
- اسلام کے نظام جزا اور سزا کا حیرت انگیز کرشمہ ۳۷۶
- وہ گناہ جو توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں ۳۷۶
- گناہ کی سزا پالینا ہی گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے ۳۸۰
- قانون کی زد میں آنے سے لوگوں کو بچاؤ ۳۸۲
- شریعت کی رو سے قانون کا نفاذ کس صورت... ۳۸۵
- کیا حاکم وقت حدود الٰہی میں کمی وبیشی کا مجاز ہے؟ ۳۸۷
- ذمی اور مسلمان اسلامی عدالت کی نظر میں ۳۸۹

فصل:۲ قطع ید کے متعلق احکام

- خائن کے لیے قطع ید نہیں ۳۹۳
- ڈھال کی قیمت سے کم چوری پر قطع ید نہیں ۳۹۳
- پھل اور ترکاری کی چوری میں سزا ۳۹۴
- کھانے کی چوری میں سزا ۳۹۵
- حقیر اشیاء کی چوری میں سزا ۳۹۵
- پہلی چوری میں کون سا ہاتھ کاٹا جائے گا ۳۹۶
- ڈھال کی قیمت عہد نبوی میں ۳۹۶
- بیت المال کی چوری اور جنگل میں چرتے... ۳۹۹
- کیا حد سرقہ میں فدیہ لیا جا سکتا ہے؟ ۳۹۹
- سزائے سرقہ کے بعد توبہ واستغفار ۴۰۰
- حد سرقہ میں سفارش ۴۰۱
- ثبوت جرم کے بعد مجرم پر ترس کھانا ۴۰۲
- غیر اسلامی نظام میں اجرائے حدود شرعیہ ۴۰۴
- دور جدید میں قطع ید کی سزا کے اثرات ۴۰۵

فصل:۳ شراب نوشی

- شراب کے متعلق ارشادات نبوی ۴۰۹
- شراب نوشی کی حد ۴۱۵
- ترک شراب ۴۲۱
- ضرب تازیانہ کے لیے کوڑا کیسا ہو ۴۲۳
- مار کی کیفیت ۴۲۴
- سزا کی نوعیت ۴۲۵
- باندھ کر مارنے کی ممانعت ۴۲۶
- ضرب کی ابتداء کون کرے گا؟ ۴۲۷
- الکوہل آمیز ادویہ کا استعمال ۴۲۷

فصل:۴ زنا اور اس کی سزا

- شادی شدہ مرد وزن کی سزا ۴۳۳
- زنا بالجبر کی سزا ۴۳۵
- ضعیف اور مریض زانی کی سزا ۴۴۱
- حد زنا کس پر نافذ ہوگی ۴۴۲
- ثبوت جرم کے بغیر سزائے رجم ۴۴۳

فصل:۵ قذف اور اس کی سزا

- حد قذف کے حکم کا منشا ۴۴۷
- احکام قذف ۴۴۸
- وہ شرائط جو قاذف میں پائی جانی چاہئیں ۴۴۹
- وہ شرطیں جو مقذوف میں پائی جانی چاہئیں ۴۴۹
- فعل قذف میں پائی جانے والی شرطیں ۴۵۰
- کیا یہ جرم قابل دست اندازی سرکار ہے؟ ۴۵۱
- کیا یہ جرم قابل راضی نامہ ہے؟ ۴۵۱
- حد قذف کا مطالبہ کون کرے؟ ۴۵۲
- حد قذف سے بچنے کی صرف ایک صورت ۴۵۲
- جو شخص ایسی شہادت پیش نہ کر سکے ۴۵۳
- ایک سوال اور اس کا جواب ۴۵۴
- کیا شہادت نہ لا سکنا اس کے لازمی جھوٹے... ۴۵۵
- حد قذف کے بارے میں فقہاء حنفیہ کی رائے ۴۵۵
- تکرار قذف کے بارے میں حنفیہ اور جمہور فقہاء... ۴۵۵
- قذف جماعت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ۴۵۶
- گواہوں میں اختلاف ہو جائے تو کیا عدالت...؟ ۴۵۶
- قذف سو برس کے اعمال غارت کر دیتی ہے ۴۵۷
- معیار شہادت ۴۵۸
- جھوٹی شہادت اور شرک باللہ برابر ہیں ۴۵۹

فصل:۶ تعزیرات

- تعزیر کی مقدار ۴۶۱

فصل:۷ سزائے رجم کے دو اہم واقعات

- ماعز بن مالک اسلمی کا واقعہ ۴۶۵
- غامدیہ کا واقعہ ۴۶۸
- ماعز اور غامدیہ کے لیے دعاء مغفرت ۴۶۹

فصل:۸ شادی شدہ یہودی مرد و عورت کے لیے حد رجم - ۴۷۳

فصل:۹ آیت رجم کے بارے میں تحقیق - ۴۸۱

فصل:۱۰ قتل خطا

- قتل خطا کا خوں بہا اور عاقلہ ۴۸۷
- خوں بہا کی مقدار ۴۸۹
- لاوارث قاتل کی دیت کون ادا کرے گا ۴۹۱
- قاتل کے ساتھ اس کے اولیاء بھی دیت ادا کریں ۴۹۲
- صدقہ کی نیت سے قصاص کی معافی کا ثواب ۴۹۳

فصل:۱۱ مرتد کی سزا

- حکم قتل مرتد کا ثبوت حدیث سے ۴۹۵
- خلافت راشدہ کے نظائر ۵۰۰
- مرتدین کے خلاف خلیفہ اوّل کا جہاد ۵۰۳
- ائمہ مجتہدین کا اتفاق ۵۰۵
- اقامت حدود الٰہی ۵۰۷

پیش لفظ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی شہرہ آفاق تفسیر تفہیم القرآن کی چھ جلدوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث کا حوالہ دیا گیا ہے اور ان کی ایسی تشریح اور تنقیح کی گئی ہے جس سے اسلام کے جامع نظام حیات کے مختلف گوشوں کی دور حاضر کی زبان میں بہت خوب وضاحت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مولانا مودودی مرحوم کے وقیع اور وسیع لٹریچر میں بھی بے شمار احادیث کو نقل کیا گیا ہے اور ان کی عام فہم انداز میں تشریح وتوضیح کی گئی ہے۔

ادارہ معارف اسلامی منصورہ کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا تھا کہ مولانا مودودی مرحوم ومغفور نے جن احادیث کو ہزاروں صفحات پر مشتمل اپنی اہم تالیفات میں بنائے استدلال بنایا ہے اور پھر اپنی خداداد صلاحیت اور بلند پایہ علمی ذوق کے ساتھ ان احادیث کی جو تشریح اور وضاحت کی ہے، انھیں ان تمام کتابوں سے نکال کر جمع کر دیا جائے تاکہ حدیث کے میدان میں مولانا مرحوم کی تحقیقی فکر اردو دان حضرات کے سامنے لائی جا سکے۔ یہ کام ادارہ کے ریسرچ سکالر مولانا عبدالوکیل علوی صاحب کے ذمے لگایا گیا تھا۔ انھوں نے کئی سال کی محنت شاقہ اور عرق ریزی کے ساتھ اس کارِ عظیم کو نہایت عمدہ خوبی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

تفہیم الاحادیث کی پہلی جلد جو ''ایمانیات'' خاص طور پر ''توحید'' کے مباحث پر مشتمل ہے، اگست ۱۹۹۳ء میں شائع کر دی گئی تھی، اور اس کی دوسری جلد جو ''رسالت'' اور ''آخرت'' پر مشتمل ہے، ستمبر ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ ملک کے علمی حلقوں میں ان دونوں جلدوں کی بہت پذیرائی ہوئی اور دونوں جلدوں کے پہلے ایڈیشن مختصر مدت کے اندر ختم ہو گئے تھے۔ پھر یکے بعد دیگرے تیسری جلد (کتاب الصلوٰۃ)، چوتھی جلد (کتاب الصوم، کتاب الحج)، پانچویں جلد (معاشرت)، چھٹی جلد (جہاد، نظم جماعت اور اطاعت امیر)، چھٹی جلد (معیشت، کتاب الآداب اور دعوات) اور آٹھویں جلد (فضائل قرآن) پر مشتمل شائع ہوتی چلی گئیں۔ ۲۰۰۳ء میں یہ سلسلۃ الذہب پایہ تکمیل کو پہنچا، تمام جلدوں کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

تفہیم الاحادیث کی پانچویں جلد ''کتاب النکاح (عورتوں کے تمدنی حقوق، پردہ، لباس اور ستر کے احکام، اور عورت کا دائرۂ عمل وغیرہ) اور ''کتاب الحدود'' پر مشتمل ہے۔ امید ہے کہ حلقہ خواتین اور قانون دان حضرات اس اہم کتاب کے مطالعے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ نکاح، طلاق، مہر، حضانت، بیوی بچوں کے گزارے، عائلی معاملات ومقدمات کے علاوہ حدود وتعزیرات کے بارے

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سے رہنمائی حاصل کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ادارہ معارف اسلامی منصورہ کی طرف سے آٹھ جلدوں پر مشتمل تفہیم الاحادیث کا مکمل سیٹ شائع کرنے کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی خدمت حدیث اور مولانا عبدالوکیل علوی صاحب کی جمع حدیث کی اس محنت کا بہترین اجر ان دونوں حضرات کو عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ حدیث کے اس مجموعہ کو تمام مسلمانوں کے لیے نفع بخش فرمائے اور اس کی تیاری اور طباعت میں جن رفقا نے حصہ لیا ہے ان سب کو حدیث رسول کی خدمت کا اجر اور اس کی برکات سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

خاکسار

محمد اسلم سلیمی

ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی

منصورہ، لاہور

۲۹ ذوالحجہ ۱۴۲۴ھ

۲۱ فروری ۲۰۰۴ء

نوٹ: محترم چودھری محمد اسلم سلیمی نے یہ پیش لفظ تیسری اشاعت کے لیے تحریر کیا تھا۔ اب ان شاء اللہ ہم چھٹا ایڈیشن آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اس ایڈیشن میں قرآنی آیات سافٹ ویئر سے لی گئی ہیں۔

اسلام، جرم اور سزا

جرم کے مراتب

جرم کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ انسان جرم کرے مگر اس کو جرم سمجھے اور اس پر شرمندہ ہو۔ اس قسم کا جرم محض اپنی حیثیت کے لحاظ سے سزا کا مستوجب ہوتا ہے بلکہ توبہ اور اظہار ندامت سے معاف بھی کیا جاسکتا ہے، کیوں کہ ایسا جرم صرف انسان کی کمزوری پر محمول کیا جائے گا۔[1]

جرم کا دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسان جرم کرے اور اس کو عیب کے بجائے خوبی سمجھے اور فخر کے ساتھ علانیہ اس کا اظہار کرے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس شخص کے دل میں اس قانون کا کوئی احترام نہیں ہے جو اس فعل کو جرم قرار دیتا ہے۔

جرم کا آخری مرتبہ یہ ہے کہ انسان نہ صرف ایک قانون کے خلاف جرم کا ارتکاب کرے بلکہ اس کے مقابلہ میں ایک دوسرے قانون کے لحاظ سے اس جرم کو جائز اور عین ثواب سمجھے اور جو قانون اس فعل کو جرم ٹھہراتا ہے اس کا مذاق اڑائے اور اس کی پیروی کرنے والوں کو خطا کار سمجھے، ایسا شخص صرف قانون کی خلاف ورزی ہی نہیں کرتا، بلکہ اس کی تحقیر کرتا ہے اور اس کے خلاف بغاوت کا مرتکب ہوتا ہے۔ (تنقیحات: بغاوت...)

اسلام میں سزا کی اصل روح

۱۔ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ.

''مسلم میں عمران بن حصین کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے غامدیہ کی نماز جنازہ کے موقع پر عرض کیا، یارسول اللہ! کیا اب اس زانیہ کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ آپ نے فرمایا، اس نے وہ توبہ کی ہے کہ اگر تمام اہل مدینہ پر تقسیم کردی جائے تو سب کے لیے کافی ہو۔''

---

[1] انسان جب تک انسان ہے، بشری کمزوریاں اس کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ بندے کا کام یہ ہے کہ حتی الامکان بندگی کی پوری کوشش کرے اور اس کے باوجود جو کوتاہیاں اس کے عمل میں رہ جائیں ان پر شرمسار ہو اور اللہ تعالیٰ سے درگزر کی درخواست کرتا رہے۔ جو شخص بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ وہ مکمل معیاری انسان ہے وہی دراصل ناقص انسان ہے۔ (مکاتیب اول، ۳۵: انسان...)

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْغَسَّانَ مَالِکُ بْنُ عَبْدِالْوَاحِدِ الْمِسْمَعِیُّ، قَالَ:نَامُعَاذٌ یعنی ابْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یَحْیٰ ابْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، قَالَ:حَدَّثَنِیْ اَبُوْقِلَابَةَ اَنَّ اَبَاالْمُهَلَّبِ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَیْنَةَ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ وَهِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنَا، فَقَالَتْ: یَانَبِیَّ اللّٰهِ! اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَیَّ، فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِیَّهَا، فَقَالَ:اَحْسِنْ اِلَیْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ، فَاْتِنِیْ بِهَا، ففَعَلَ، فَاَمَرَبِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُکَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْهَا۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ، تُصَلِّیْ عَلَیْهَا یَانَبِیَّ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْقُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ۔(۱)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ وہ اس وقت زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی میں نے ایسا فعل کیا ہے کہ میں حد کو پہنچ گئی ہوں لہٰذا آپ مجھ پر حد قائم فرمائیں۔ نبی ﷺ نے اس کے سرپرست (ولی) کو بلایا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ جب وضع حمل سے فارغ ہو تب میرے پاس لے آنا اس نے ایسا ہی کیا (وضع حمل اور بچے کی دودھ چھٹائی کے بعد وہ لے کر حاضر ہوا) تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے بدن کے کپڑے مضبوطی سے باندھ دیے جائیں۔ پھر حکم دیا گیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے، تو رجم کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو حضرت عمرؓ بولے اے اللہ کے نبی آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے جو زنا کر چکی ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے تو ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دیا جائے تو ان سب کے لیے کافی ہو جائے۔

۲۔ ''بخاری میں ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص کو شراب نوشی کے جرم میں سزا دی جا رہی تھی۔ کسی کی زبان سے نکلا'' خدا تجھے رسوا کرے۔'' اس پر نبی ﷺ نے فرمایا'' اس طرح نہ کہو، اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔'' (ابوداؤد میں اس پر اتنا اور اضافہ ہے کہ) حضورؐ نے فرمایا'' بلکہ یوں کہو'' خدایا اسے معاف کر دے، خدایا اس پر رحم کر۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ، حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ اَنَسٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ:اِضْرِبُوْهُ... قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ : فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ:اَخْزَاکَ اللّٰهُ۔ قَالَ: لَاتَقُوْلُوْا هٰکَذَا لَاتُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ۔(۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایسا ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا مارو اسے۔ حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ ہم میں سے بعض اپنے ہاتھ سے اور بعض اپنی جوتی سے اور بعض اپنے کپڑے سے مارنے لگا۔ جب وہ واپس جانے لگا تو کسی نے کہا اللہ تجھے رسوا و ذلیل کرے۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کہو اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ بلکہ یوں کہو، الٰہی اسے معاف کر دے الٰہی اس پر رحم کر۔

ابوداؤد میں اس پر اتنا اور اضافہ ہے:

〈۲〉 وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ ۔(۳)

تشریح: رجم کی سزا میں جب مجرم مر جائے تو پھر اس سے پوری طرح مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے گا۔ اس کی تجہیز و تکفین کی جائے گی۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس کو عزت کے ساتھ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ اس کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے گی اور کسی کے لیے جائز نہ ہوگا کہ اس کا ذکر برائی کے ساتھ کرے۔

۳۔ بخاری میں جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت ہے کہ جب رجم سے ماعز بن مالک کی موت واقع ہوگئی تو نبی ﷺ نے اس کو خیر سے یاد فرمایا اور اس کی نماز جنازہ خود پڑھائی۔

〈۳〉 حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَجُلاً مِنْ اَسْلَمَ جَآءَ النَّبِيَّ ﷺ، فَاعْتَرَفَ بِالزِّنٰى۔ وَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ : اَبِكَ جُنُوْنٌ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: اُحْصِنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ فَاُمِرَ بِهٖ، فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ، فَرَّ، فَاُدْرِكَ، فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ الحديث۔(۴)

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے اسلم قبیلہ کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زنا کا اعتراف کیا، نبی ﷺ نے اپنا منہ پھیر لیا، حتی کہ اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی۔ نبی ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا، تجھے جنون تو لاحق نہیں؟ وہ بولا نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا شادی شدہ ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ پس پھر اسے سنگسار کرنے کا حکم صادر فرما دیا۔ اور اسے عیدگاہ میں رجم کر دیا گیا۔ جب پتھر پڑنے لگے تو بھاگ کھڑا ہوا لیکن دھر لیا گیا اور رجم کر دیا گیا اور وہ مر گیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے خیر سے یاد فرمایا اور اس کی نماز جنازہ خود پڑھائی۔

تشریح: مندرجہ بالا احادیث سے اسلام میں سزا کی اصل روح واضح ہو جاتی ہے۔ اسلام کسی بڑے سے بڑے مجرم کو بھی دشمنی کے جذبے سے سزا نہیں دیتا بلکہ خیر خواہی کے جذبے سے دیتا ہے، اور جب سزا دے چکتا ہے تو پھر اسے رحمت و شفقت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ کم ظرفی صرف موجودہ تہذیب نے پیدا کی ہے کہ حکومت کی فوج یا پولیس جسے مار دے، اور کوئی عدالتی تحقیقات جس کے مارنے کو جائز ٹھیرا دے، اس کے متعلق یہ تک گوارا نہیں کیا جاتا کہ کوئی اس کا جنازہ اٹھائے یا کسی کی زبان سے اس کا ذکر خیر سنا جائے۔ اس پر اخلاقی جرأت (یہ موجودہ تہذیب میں ڈھٹائی کا مہذب نام ہے) کا یہ عالم ہے کہ دنیا کو رواداری کے وعظ سنائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

اسلام کے نظام جزا و سزا کا حیرت انگیز کرشمہ

۴۔ ایک مرتبہ ایک چور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس نے ایک شملہ چرایا تھا۔ آپؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا ''میں نہیں سمجھتا کہ اس نے چوری کی ہوگی۔'' ملزم نے آگے بڑھ کر عرض کیا ''نہیں، یا رسول اللہ میں نے چوری کی ہے'' آپؐ نے اس کے اقرار کو قبول کر کے حکم دیا کہ ''جاؤ، اس کا ہاتھ کاٹو پھر اسے داغو، پھر میرے پاس حاضر کرو۔'' چنانچہ ہاتھ کاٹنے کے بعد اسے دوبارہ حاضر خدمت کیا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا ''اب اللہ سے توبہ کر'' اس نے کہا ''میں نے توبہ کی'' آپؐ نے فرمایا جا، اللہ نے تیری توبہ قبول کر لی۔''

تخریج: نَا اَبُوعُبَيْدِ نِالْقَاسِمُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ، اَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِيَ بِسَارِقٍ سَرَقَ شَمْلَةً، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا قَدْ سَرَقَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذْهَبُوْا بِهِ فَاقْطَعُوْهُ، ثُمَّ احْسِمُوْهُ، ثُمَّ ائْتُوْنِي بِهِ، فَقُطِعَ فَاُتِيَ بِهِ فَقَالَ: تُبْ اِلَى اللّٰهِ، فَقَالَ: قَدْ تُبْتُ اِلَى اللّٰهِ قَالَ: تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔(۵)

۵۔ ایک شخص (عمر بن سمرہ) نے حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ''میں نے فلاں قبیلے کا اونٹ چرا لیا ہے۔ آپ مجھے پاک کر دیں۔ حضورؐ نے اس قبیلے میں آدمی بھیج کر حقیقت حال دریافت کرائی۔ معلوم ہوا کہ فی الواقع اونٹ غائب ہے۔ اس پر آپؐ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ جب سزا اس پر نافذ کی گئی تو اس نے کہا 'شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے پاک کر دیا۔'' پھر اپنے کٹے ہوئے ہاتھ کو مخاطب کر کے کہتا ہے ''تو مجھے دوزخ میں لے جانا چاہتا تھا، اللہ نے مجھے تجھ سے بچا لیا۔ (تفہیمات دوم، ۲۳ قطع...)

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى، ثَنَا ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ، انبأ ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّ ابْنَ عَمْرِو بْنِ سَمُرَةَ بْنِ حَبِيبِ ابْنِ عَبْدِ شَمْسٍ جَآءَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي سَرَقْتُ جَمَلاً لِبَنِي فُلاَنٍ۔ فَطَهِّرْنِي۔ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالُوْا: اِنَّا افْتَقَدْنَا جَمَلاً لَنَا، فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ۔ قَالَ ثَعْلَبَةُ :اَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ حِيْنَ وَقَعَتْ يَدُهٗ وَهُوَيَقُوْلُ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي طَهَّرَنِي مِنْكِ اَرَدْتِ اَنْ تُدْخِلِي جَسَدِي النَّارَ۔(۶)

وہ گناہ جو توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں

۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد نبوی سے عشاء کی نماز پڑھ کر پلٹا تو دیکھا کہ ایک عورت میرے دروازے

پڑھی ہے۔ میں اس کو سلام کر کے اپنے حجرے میں چلا گیا اور دروازہ بند کر کے نوافل پڑھنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور پوچھا کیا چاہتی ہے؟ وہ کہنے لگی میں آپ سے سوال کرنے آئی ہوں۔ مجھ سے زنا کا ارتکاب ہوا، ناجائز حمل ہوا۔ بچہ پیدا ہوا تو میں نے اس کو مار ڈالا۔ اب میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ میرا گناہ معاف ہونے کی بھی کوئی صورت ہے؟ میں نے کہا ہرگز نہیں۔ وہ بڑی حسرت کے ساتھ آہیں بھرتی ہوئی چلی گئی اور کہنے لگی۔ ''افسوس، یہ حسن آگ کے لیے پیدا ہوا تھا'' صبح نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ کر جب میں فارغ ہوا تو میں نے حضورؐ کو رات کا قصہ سنایا۔ آپ نے فرمایا بڑا غلط جواب دیا ابوہریرہ تم نے۔ کیا یہ آیت قرآن میں تم نے نہیں پڑھی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ... اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا (الفرقان: ۶۸-۷۰) حضورؐ کا یہ جواب سن کر میں نکلا اور اس عورت کو تلاش کرنا شروع کیا۔ رات کو عشاء ہی کے وقت وہ ملی میں نے اسے بشارت دی اور بتایا کہ سرکار رسالت مآبؐ نے تیرے سوال کا یہ جواب دیا ہے۔ وہ سنتے ہی سجدے میں گر گئی اور کہنے لگی شکر ہے اس خدائے پاک کا جس نے میرے لیے معافی کا دروازہ کھولا۔ پھر اس نے گناہ سے توبہ کی اور اپنی لونڈی کو اس کے بیٹے سمیت آزاد کر دیا۔

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اَبُوْزُرْعَةَ، حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا عِيْسٰى بْنُ شُعَيْبِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدِ الشَّمَّاسُ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَآءَ تْنِىْ امْرَأَةٌ، فَقَالَتْ: هَلْ لِىْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ اِنِّىْ زَنَيْتُ، وَوَلَدْتُ، وَقَتَلْتُهُ. فَقُلْتُ: لَا، وَلَانِعْمَتْ الْعَيْنِ وَلَاكَرَامَةٌ، فَقَالَتْ وَهِىَ تَدْعُو بِالْحَسْرَةِ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِىِّ ﷺ الصُّبْحَ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ مَاقَالَتِ الْمَرْأَةُ وَمَاقُلْتُ لَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِئْسَمَا قُلْتَ، اَمَا كُنْتَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ؟ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِلٰى قَوْلِهِ اِلَّا مَنْ تَابَ الْآيَةَ فَقَرَاْتُهَا عَلَيْهَا، فَخَرَّتْ سَاجِدَةً، وَقَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَ لِىْ مَخْرَجًا۔(۷)

—— هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَفِىْ رِجَالِهِ مَنْ لَايُعْرَفُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک خاتون آئی اور دریافت کیا کہ کیا میرے لیے توبہ کی گنجایش ہے؟ جب کہ میں زنا کا ارتکاب کر بیٹھی ہوں اور اس سے بچہ بھی پیدا ہوا اور اسے میں نے قتل کر دیا۔ میں نے جواب دیا کہ نہیں اب تیرے لیے توبہ کی گنجایش نہیں نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو سکتی ہیں اور نہ بزرگی وعزت افزائی ہو سکتی ہے۔ یہ سن کر وہ اٹھی اور حسرت سے کف افسوس ملتی ہوئی چلی گئی۔ اس کے بعد میں نے صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی، فراغتِ نماز کے بعد میں نے عورت کا بیان کردہ واقعہ اور اپنا جواب آپ کے سامنے بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت برا جواب دیا۔ ابوہریرہ! کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ ... الآية —— جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، ... اِلَّا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کر چکا ہو ... —— پھر میں نے اس خاتون کے روبرو وہی آیت پڑھی تو وہ سجدے میں گر پڑی اور بولی اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے لیے چھٹکارے کی صورت پیدا فرما دی۔

(۲) حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْکَرِیْمِ بْنُ عُمَیْرٍ، قَالَ: ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: ثَنَا عِیْسیٰ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلیٰ لِبَنِی الدِّیْلِ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ عَنْ فُلَیْحِ الشَّمَّاسِ، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ اَبِیْ عُبَیْدٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ. قَالَ:صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعَتَمَةَ ثُمَّ انْصَرَفْتُ، فَاِذَا امْرَأَةٌ عِنْدَ بَابِیْ، ثُمَّ سَلَّمْتُ. فَفَتَحْتُ،وَدَخَلْتُ، فَبَیْنَا اَنَافِیْ مُصَلِّیْ اُصَلِّیْ اِذْنُقِرَتِ الْبَابُ، فَاَذِنْتُ لَهَا، فَدَخَلَتْ، فَقَالَتْ: اِنِّیْ جِئْتُکَ اَسْاَلُکَ عَنْ عَمَلٍ عَمِلْتُ، هَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَتْ:اِنِّیْ زَنَیْتُ، وَوَلَدْتُ فَقَتَلْتُهُ، فَقُلْتُ:لَا. وَلَانِعْمَتْ الْعَیْنِ وَلَاکَرَامَةٌ، فَقَامَتْ وَهِیَ تَدْعُوْ بِالْحَسْرَةِ تَقُوْلُ:یَاحَسْرَتَاه! اُخْلِقَ هٰذَا الْحُسْنُ لِلنَّارِ؟ قَالَ: ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ مِنْ تِلْکَ اللَّیْلَةِ ثُمَّ جَلَسْنَا نَنْتَظِرُ الْاِذْنَ عَلَیْهِ، فَاُذِنَ لَنَا. فَدَخَلْنَا، ثُمَّ خَرَجَ مَنْ کَانَ مَعِیْ وَتَخَلَّفْتُ، فَقَالَ:مَالَکَ یَااَبَاهُرَیْرَةَ، اَلَکَ حَاجَةٌ؟ فَقُلْتُ لَهُ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!صَلَّیْتُ مَعَکَ الْبَارِحَةَ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ وَقَصَصْتُ عَلَیْهِ مَاقَالَتِ الْمَرْاَةُ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ:مَاقُلْتَ لَهَا؟ قَالَ: قُلْتُ لَهَا: لَاوَاللّٰهِ! وَلَانِعْمَةُ الْعَیْنِ وَلَاکَرَامَةٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : بِئْسَ مَاقُلْتَ. اَمَاکُنْتَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ الایة اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا، فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: فَخَرَجْتُ، فَلَمْ اَتْرُکْ بِالْمَدِیْنَةِ حِصْنًا وَلَادَارًا اِلَّاوَقَفْتُ عَلَیْهَا، فَقُلْتُ: اِنْ تَکُنْ فِیْکُمُ الْمَرْاَةُ الَّتِیْ جَآءَ تْ اَبَاهُرَیْرَةَ اللَّیْلَةَ، فَلْتَاْتِنِیْ وَلْتُبَشِّرْ، فَلَمَّا صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ الْعِشَاءَ، فَاِذَا هِیَ عِنْدَ بَابِیْ، فَقُلْتُ: اَبْشِرِیْ، فَاِنِّیْ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ فَذَکَرْتُ لَهُ مَاقُلْتِ لِیْ وَمَاقُلْتُ لَکِ، فَقَالَ:بِئْسَ مَاقُلْتَ لَهَا! اَمَاکُنْتَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ. فَقَرَاْتُهَا عَلَیْهَا، فَخَرَّتْ سَاجِدَةً، فَقَالَتْ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ لِیْ مَخْرَجًا وَتَوْبَةً مِمَّاعَمِلْتُ. اِنَّ هٰذِهِ الْجَارِیَةَ وَابْنَهَا حُرَّانِ لِوَجْهِ اللّٰهِ، وَاِنِّیْ قَدْتُبْتُ مِمَّا عَمِلْتُ۔(۸)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں عشاء کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھ کر واپس آیا تو دیکھا میرے دروازے پر ایک عورت کھڑی ہے۔ میں نے اسے سلام کہا اور کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ میں اپنی جائے نماز میں نماز ادا کر رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے اندر آنے کی اجازت دی اور وہ حجرے میں داخل ہوگئی اور بولی کہ میں تمہارے پاس ایک عمل سے متعلق دریافت کرنے آئی ہوں جس کا میں ارتکاب کر بیٹھی ہوں، کیا میرے لیے توبہ کی گنجایش ہے؟ یہ کہہ کر اس نے اپنا واقعہ بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے زنا کیا ہے۔ اس کے نتیجہ میں بچے کو جنم دیا اور پھر اسے قتل بھی کر دیا۔ یہ سن کر میں (ابو ہریرہؓ) نے جواب دیا کہ تمہارے لیے کوئی گنجایش نہیں، نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور نہ

عزت وتکریم ملے گی۔ وہ کف افسوس اور اظہار تاسف کرتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور کہنے لگی کیا یہ حسن جہنم رسید ہونے کے لیے پیدا کیا گیا تھا؟ وہ تو چلی گئی، ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے اسی رات صبح کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی اور فارغ ہوکر ہم آپ کے انتظار میں بیٹھے رہے کہ آن جناب کی طرف سے اذن ملاقات کب ملتا ہے۔ پس تھوڑی دیر بعد ہمیں ملاقات کی اجازت مل گئی اور آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ میرے ساتھی تو چلے گئے مگر میں بیٹھا رہا۔ آپ نے دریافت فرمایا ابو ہریرہؓ تمہیں کوئی ضرورت وحاجت درپیش ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کل میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور واپس چلا گیا۔ پھر میں نے اس عورت کا بیان کردہ سارا واقعہ عرض کردیا۔ نبی ﷺ نے سن کر پوچھا اچھا تم نے اسے کیا جواب دیا؟ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت سے کہا بخدا تمہارے لیے توبہ کی گنجایش نہیں۔ نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور نہ عزت وتکریم ہی ملے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے تو بہت برا جواب دیا کیا تم یہ آیت نہیں پڑھتے؟ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ ... ـــــ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے... الا یہ کہ کوئی (ان گناہوں کے بعد) توبہ کرچکا ہو اور ایمان لاکر عمل صالح کرنے لگا ہو ـــــ ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں یہ جواب سن کر نکل کھڑا ہوا اس کی تلاش میں میں نے مدینہ کا گلی کوچہ اور گھر گھر چھان مارا دروازوں پر دستک دے کر دریافت کرتا کہ جو عورت کل رات ابو ہریرہؓ سے ملی وہ مجھے ملے اس کے لیے خوشخبری اور بشارت ہے۔ پھر میں عشاء کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھ کر واپس لوٹا تو اسی عورت کو اپنے دروازے پر موجود پایا۔ میں نے کہا، مبارک ہو۔ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمہارا سارا واقعہ سنایا اور اپنا جواب بھی بتایا۔ آپ نے فرمایا ابو ہریرہؓ تم نے جو جواب دیا بہت برا تھا، کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی؟ پھر میں نے اس عورت کے سامنے وہ آیت پڑھی وہ سنتے ہی سجدے میں گر پڑی اور کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے میرے لیے توبہ کے ذریعہ راستہ پیدا فرمایا۔ یہ لونڈی اپنے بچے سمیت اللہ کے لیے آزاد ہے۔ جو برا فعل میں نے کیا اس سے توبہ کرتی ہوں۔

۷۔ ایک بوڑھے نے آکر حضورؐ سے عرض کیا: یارسول اللہ ساری زندگی گناہوں میں گزری ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا ارتکاب نہ کرچکا ہوں۔ اپنے گناہ اگر تمام روئے زمین کے باشندوں پر بھی تقسیم کردوں تو سب کو لے ڈوبیں۔ کیا اب بھی میری معافی کی کوئی صورت ہے؟ فرمایا، کیا تو نے اسلام قبول کرلیا ہے؟ اس نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا جا، اللہ معاف کرنے والا اور تیری برائیوں کو بھلائی سے بدل دینے والا ہے۔ اس نے عرض کیا میرے سارے جرم اور قصور؟ فرمایا ہاں تیرے سارے جرم اور قصور۔ (ابن کثیر)

تخریج: قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا اَبِیْ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِیْرِ الدِّمَشْقِیُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا اَبُوْجَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مَكْحُوْلاً يُحَدِّثُ قَالَ: جَاءَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ هَرِمٌ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ غَدَرٌ وَفَجَرٌ، وَلَمْ يَدَعْ حَاجَةً وَلَا دَاجَةً اِلَّا اقْتَطَفَهَا بِيَمِيْنِهٖ، وَقُسِمَتْ خَطِيْئَتُهٗ بَيْنَ اَهْلِ الْاَرْضِ، لَاَوْبَقَتْهُمْ، فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اَاَسْلَمْتَ؟

فَقَالَ: اَمَا اَنَا فَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَاِنَّ اللّٰهَ غَافِرٌ لَّکَ غَدْرَاتِکَ وَفَجْرَاتِکَ وَمُبَدِّلٌ سَيِّئَاتِکَ حَسَنَاتٍ مَاکُنْتَ کَذٰلِکَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَغَدْرَاتِیْ وَفَجْرَاتِیْ؟ فَقَالَ: وَغَدْرَاتُکَ وَفَجْرَاتُکَ، فَوَلّٰی الرَّجُلُ يُکَبِّرُ وَيُهَلِّلُ۔(۹)

تشریح: یہ احادیث ان لوگوں کے لیے بشارت ہیں جن کی زندگی پہلے طرح طرح کے جرائم سے آلودہ رہی ہو اور اب وہ اپنی اصلاح پر آمادہ ہوں۔ یہی عام معافی کا اعلان تھا جس نے اس بگڑے ہوئے معاشرے کے لاکھوں افراد کو سہارا دے کر مستقل بگاڑ سے بچالیا۔ اسی نے ان کو امید کی روشنی دکھائی اور اصلاح حال پر آمادہ کیا ورنہ اگر ان سے یہ کہا جاتا کہ جو گناہ تم کر چکے ہو ان کی سزا سے اب تم کسی طرح نہیں بچ سکتے۔ تو یہ انہیں مایوس کر کے ہمیشہ کے لیے بدی کے بھنور میں پھنسا دیتا اور کبھی ان کی اصلاح نہ ہوسکتی۔ مجرم انسان کو صرف معافی کی امید ہی جرم کے چکر سے نکال سکتی ہے۔ مایوس ہو کر وہ ابلیس بن جاتا ہے۔ توبہ کی اس نعمت نے عرب کے بگڑے ہوئے لوگوں کو کس طرح سنبھالا۔ اس کا اندازہ ان بہت سے واقعات سے ہوتا ہے جو نبی ﷺ کے زمانے میں پیش آئے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، الفرقان، حاشیہ ۷۰)

گناہ کی سزا پالینا ہی گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے

۸۔ اِنَّ مَنْ اَصَابَ مِنْ هٰذَا الْمَعَاصِیْ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِی الدُّنْيَا فَهُوَ کَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَی اللّٰهِ اِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهٗ۔

''ان گناہوں میں سے کسی گناہ کی نجاست اگر کسی کو لگ گئی اور دنیا ہی میں اس کی سزا بھی اسے دے دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ ہو جائے گی لیکن اگر اللہ کی حکمت سے اس کا گناہ چھپا رہ گیا تو اس کا معاملہ اللہ کے ہاتھ ہے وہ چاہے گا تو معاف کر دے گا ورنہ سزا دے گا۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ اَبِیْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِیِّ عَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ مَجْلِسٍ، فَقَالَ: بَايِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّاتُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَاتَسْرِقُوْا، وَلَاتَزْنُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ کُلَّهَا فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ، وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ کَفَّارَتُهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْ شَاءَ غَفَرَلَهٗ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ۔(۱۰)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں ایک مجلس میں حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا، اس بات پر مجھ سے بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، آپ نے (اس موقع پر وہ ساری آیت تلاوت فرمائی جس میں بیعت کا ذکر ہے) اور فرمایا کہ تم میں سے جس نے اپنا عہد پورا کیا اس کا اجر

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور جو ان میں سے کسی کا مرتکب ہوا اور اس کی اسے سزا بھی دے دی گئی تو یہ سزا اس کے لیے کفارہ ہے۔ اور جو ان میں سے کسی کا مرتکب ہوا اور اللہ نے اس کی پردہ پوشی فرمادی تو وہ اللہ کے اختیار میں ہے چاہے اسے معاف کردے چاہے سزا دے۔

—— وَفِی الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ وَجَرِیرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَخُزَیْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ۔ حَدِیْثُ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ، وَقَالَ الشَّافِعِیُّ لَمْ اَسْمَعْ فِیْ هٰذَا الْبَابِ اَنَّ الْحَدَّ یَکُوْنُ کَفَّارَةً لِاَهْلِهٖ شَیْئًا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ، وَقَالَ الشَّافِعِیُّ: واجب لِمَنْ اَصَابَ ذَنْبًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ اَنْ یَّسْتُرَ عَلٰی نَفْسِهٖ وَیَتُوْبَ فِیْمَا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ رَبِّهٖ۔ وَکَذٰلِکَ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ اَیْضًا اَمَرَا رَجُلًا اَنْ یَّسْتُرَ عَلٰی نَفْسِهٖ۔

ابن ماجہ نے حضرت علیؓ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے:

(۲) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَصَابَ فِی الدُّنْیَا ذَنْبًا فَعُوْقِبَ بِهٖ، فَاللّٰهُ اَعْدَلُ مِنْ اَنْ یُّثَنِّیَ عُقُوْبَتَهٗ عَلٰی عَبْدِهٖ، وَمَنْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فِی الدُّنْیَا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ، فَاللّٰهُ اَکْرَمُ اَنْ یَعُوْدَ فِیْ شَیْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ۔(۱۱)

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اسے اس کی سزا بھی دے دی گئی تو اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ عدل فرمانے والا ہے اس سے اس کی توقع نہیں کہ وہ اپنے بندے کو دوبارہ سزا دے گا اور جس نے دنیا میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو اب اللہ کی انتہائی کرم نوازی سے یہ بعید ہے کہ وہ جو گناہ معاف فرما چکا ہو اس کی دوبارہ سزا دے۔

شرح السنہ میں خزیمہ بن ثابت کے واسطہ سے روایت ہے:

(۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ اَصَابَ ذَنْبًا اُقِیْمَ عَلَیْهِ حَدُّ ذٰلِکَ الذَّنْبِ فَهُوَ کَفَّارَتُهٗ۔(۱۲)

تشریح: اسلام میں سزا کا تصور خیر خواہانہ ہے نہ کہ بدخواہانہ۔ اسلام کسی کو غصہ اور طیش میں نہیں مارتا۔ دشمنی کا جذبہ اس کے کسی قانون میں نہیں پایا جاتا، یہاں سزا کے اندر "تطہیر" کا داعیہ کارفرما ہے۔ یہاں آدمی کو اس لیے سزا دی جاتی ہے کہ ارتکاب جرم سے اس کے نفس وروح کو جو نجاست لگ گئی ہے اسے دھو ڈالا جائے، اسے پاک کردیا جائے تاکہ وہ آخرت کی سزا سے بچ جائے۔ خود مجرم کے اندر اسلام یہ اعتقاد پیدا کرتا ہے کہ اصلی حاکم خدا ہے جس سے تو اپنے کسی فعل کو نہیں چھپا سکتا۔ اور اصلی عدالت آخرت کی عدالت ہے جس میں بہرحال تجھے پیش ہونا ہی پڑے گا۔ اور وہاں کی سزا بڑی رسوا کن ہوگی۔ اگر تو نے دنیا میں اپنا جرم چھپالیا تو اسی گندگی کو لیے ہوئے تو خدا کی عدالت میں حاضر ہوگا۔ لیکن اگر تو نے یہاں خود اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کردیا تو یہ سزا تجھے پاک کردے گی۔ اور تو اس طرح خدا کے ہاں پہنچے گا کہ گویا تو نے یہ جرم کیا ہی نہ تھا۔[1]

---

[1] پردہ کے ضمن میں بھی آچکی ہے۔

اس مقام پر یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ جو شخص خود اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کرے اس کا یہ فعل خود توبہ اور شرم ساری کو مستلزم ہے۔ اسی لیے ایسا آدمی سزا پانے کے بعد دنیا اور دین دونوں میں گناہ سے پاک ہو جاتا ہے، رہا وہ مجرم جو خود نہ آیا ہو بلکہ پکڑا ہوا آیا ہو تو نبی ﷺ کا قاعدہ تھا کہ سزا نافذ کرنے کے بعد اسے توبہ کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔
(تفہیمات دوم، ۲۳: قطع...)

قانون کی زد میں آنے سے لوگوں کو بچاؤ

۹ ۔ اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَا وَجَدْتُّمْ لَهَا مَدْفَعاً۔

''سزاؤں کو دفع کرو جہاں تک بھی ان کو دفع کرنے کی گنجایش پاؤ۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَاوَجَدْتُّمْ لَهُ مَدْفَعًا۔(۱۳)

۱۰ ۔ اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَااسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ، فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُّخْطِئَ فِی الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِی الْعُقُوْبَةِ۔

''مسلمانوں سے سزاؤں کو دور رکھو جہاں تک بھی ممکن ہو۔ اگر کسی ملزم کے لیے سزا سے بچنے کا کوئی راستہ نکلتا ہے تو اسے چھوڑ دو۔ کیوں کہ حاکم کا معاف کر دینے میں غلطی کر جانا اس سے بہتر ہے کہ وہ سزا دینے میں غلطی کر جائے۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ، وَاَبُوعَمْرٍو الْبَصْرِیُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زِيَادٍ الدِّمَشْقِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَعَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ، فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ، فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُّخْطِئَ فِی الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِی الْعُقُوْبَةِ۔(۱۴)

علامہ شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں:

(۲) اَخْبَرَنَا اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ، ثَنَا اَبُوالْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، اِمْلَاءً ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُعَيْمٍ، ثَنَا اَبُوْقُدَامَةَ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ مَهْدِیٍّ، ثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ لَقِيْتُ زُفَرَ فَقُلْتُ لَهُ صِرْتَ حَدِيْثًا فِی النَّاسِ وَضُحْكَةً، قَالَ: وَمَاذٰلِكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: تَقُوْلُوْنَ فِی الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ۔ وَجِئْتُمْ اِلٰی اَعْظَمِ الْحُدُوْدِ فَقُلْتُمْ تُقَامُ بِالشُّبُهَاتِ قَالَ: وَمَا ذٰلِكَ؟ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ، فَقُلْتُمْ: يُقْتَلُ بِهٖ، قَالَ: فَاِنِّیْ اُشْهِدُكَ السَّاعَةَ اَنِّیْ قَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ۔(۱۵)

ترجمہ : عبدالواحد بن زیاد بیان کرتے ہیں کہ میں زفر سے ملا اور ان سے کہا کہ آپ حضرات تو لوگوں میں نشانہ گفتگو اور اضحوکہ بنے ہوئے ہیں۔ زفر نے پوچھا وہ کیسے؟ عبدالواحد نے بیان کیا کہ میں نے کہا تم لوگ سب چیزوں کے بارے میں کہتے ہو شبہات کی بنا پر حدود کو دور رکھو اور خود تم سب سے بڑی حد کا ارتکاب کرتے ہو، تم کہتے ہو کہ شبہ کی بنا پر حد قائم کی جائے گی۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا اور تم لوگ کہتے ہو کہ قتل کیا جائے گا۔ زفر نے کہا میں اس وقت آپ کو گواہ بنا کر قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اس سے رجوع کر لیا۔

تشریح : فقہاء کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا محض حمل کا پایا جانا، جب کہ عورت کا کوئی شوہر، یا لونڈی کا کوئی آقا معلوم و معروف نہ ہو، ثبوت زنا کے لیے کافی شہادت بالقرینہ ہے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ کی رائے ہے کہ یہ کافی شہادت ہے اور اسی کو مالکیہ نے بھی اختیار کیا ہے۔ مگر جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ محض حمل اتنا مضبوط قرینہ نہیں ہے کہ اس کی بنیاد پر کسی کو رجم کر دیا جائے یا کسی کی پیٹھ پر سو کوڑے برسا دیئے جائیں۔ اتنی بڑی سزا کے لیے ناگریز ہے کہ یا تو شہادت موجود ہو یا پھر اقرار۔ اسلامی قانون کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ شبہ سزا دینے کے لیے نہیں بلکہ معاف کرنے کے لیے محرک ہونا چاہیے۔

حضورؐ نے احادیث بالا میں جو قاعدہ بیان کیا ہے اس کی رو سے حمل کی موجودگی چاہے شبہ کے لیے کتنی ہی قوی بنیاد ہو، زنا کا یقینی ثبوت بہر حال نہیں ہے۔ اس لیے کہ لاکھ میں ایک درجے کی حد تک اس امر کا امکان بھی ہے کہ مباشرت کے بغیر کسی عورت کے رحم میں مرد کے نطفے کا کوئی جز پہنچ جائے اور وہ حاملہ ہو جائے۔ اتنے خفیف شبہ کا امکان بھی اس کے لیے کافی ہونا چاہیے کہ ملزمہ کو زنا کی ہولناک سزا سے معاف رکھا جائے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

(اسلام میں) اس امر کی کوشش کی جاتی ہے کہ لوگ جہاں تک ممکن ہو سزا سے بچائے جائیں۔ چناں چہ ثبوت جرم کے لیے شہادت کا معیار بہت سخت رکھا جاتا ہے۔ اجرائے حد سے پہلے کچھ مدت تحقیقات کے لیے معین کی جاتی ہے کہ شاید اس دوران میں گواہوں کی غلطی کھل جائے۔ قاضیوں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ لوگوں کو حتی الامکان سزا سے بچاؤ۔

(تفہیمات دوم، ۲۳ قطع...)

شبہ کی بنا پر حد نافذ نہ کرنے کی جتنی روایات ہیں ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ تک ایسی سند سے نہیں پہنچتی جس سے روایت ثابت قرار دی جا سکے۔ وہ روایات مندرجہ ذیل ہیں:

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی روایت :

اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَااسْتَطَعْتُمْ، فَإِنْ كَانَ لَهَا مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُ فَإِنَّ الْإِمَامَ اَنْ يُخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ۔

''مسلمانوں سے حدود کو ہٹاؤ جس قدر تم طاقت رکھتے ہو۔ اگر اس کے لیے کوئی راستہ پیدا ہوتا ہو تو اسے چھوڑ دو۔ اس لیے کہ امام کا درگزر اور معاف کرنے میں غلطی کرنا سزا دینے میں غلطی کرنے سے بہتر ہے۔''

فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ کی احادیث کی تخریج نصب الرایہ کے مؤلف حنفی بزرگ عالم زیلعی فرماتے ہیں: ترمذی

نے محمد بن ربیعہ سے، یزید بن زیاد سے، زہری سے عروہ سے عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِدْرَءُ وْا الْحُدُوْدَ الخ۔ ترمذی نے کہا: ہم اس حدیث کو مرفوع نہیں جانتے، مگر محمد بن ربیعہ کی حدیث جو انہوں نے ابن زیاد سے، زہری سے روایت کی ہے اور یزید بن زیاد ضعیف ہے اور اسی روایت کو وکیع نے بھی یزید بن زیاد سے روایت کیا ہے۔ مگر اسے اس نے مرفوع روایت نہیں کیا موقوف بیان کیا ہے۔ یہ زیادہ صحیح ہے، امام حاکم نے اپنی المستدرک میں اسے نقل کر کے کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے مگر شیخین نے اسے روایت نہیں کیا۔ امام ذہبی نے اپنی مختصر میں اس پر تعاقب کیا اور فرمایا: یزید بن زیاد کے متعلق نسائی نے کہا ہے کہ یہ راوی متروک ہے اور ترمذی نے اپنی علل کبیر میں کہا ہے کہ محمد بن اسماعیل نے یزید بن زیاد کو گیا گزرا منکر الحدیث قرار دیا ہے، لیکن دارقطنی اور بیہقی دونوں نے اپنی اپنی سنن میں مرفوعاً بھی روایت کیا ہے تاہم بیہقی نے کہا ہے کہ اس روایت کا موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے۔

(نصب الرایہ زیلعی ج ۳ ص: ۷۴، ۷۵)

حضرت علیؓ سے مروی روایت :

علامہ زیلعی فرماتے ہیں: دارقطنی نے اپنی سنن میں مختار تمار سے، ابومطر سے، علی سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اِدْرَأُوا الْحُدُوْدَ ''حدود کو ہٹاؤ۔'' اس روایت میں مختار تمار ضعیف ہے۔

(نصب الرایہ زیلعی ج ۳ ص: ۷۵)

یہ روایت بیہقی میں بھی ہے۔ مختار تمار کے بارے میں تقریب میں لکھا ہے کہ وہ ضعیف ہے اور بخاری کے نزدیک یہ منکر الحدیث ہے۔

بیہقی نے اس روایت کو مختار تمار سے ایک اور سند کے ساتھ حضرت علی سے نقل کیا ہے۔ اس روایت میں مندرجہ ذیل الفاظ کا اضافہ ہے: وَلَا يَنْبَغِيْ لِلْاِمَامِ اَنْ يُّعَطِّلَ الْحُدُوْدَ ''امام کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ حدود کو معطل کرے۔''

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی روایت :

علامہ زیلعی فرماتے ہیں: ابویعلی موصلی نے اپنی مسند میں بایں سند ایک روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اسحاق بن اسرائیل نے بیان کیا ہمیں وکیع نے بیان کیا، مجھے ابراہیم بن فضل مخزومی نے سعید مقبری کے واسطہ سے ابوہریرہؓ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِدْرَأُوْا الْحُدُوْدَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ''حدود کو جہاں تک ممکن ہو دور رکھو!'' ابن ماجہ نے اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ ہمیں عبداللہ بن الجراح نے بیان کیا، ہمیں وکیع نے اسی سند سے مرفوعاً بیان کیا: اِدْفَعُوا الْحُدُوْدَ مَا وَجَدْتُّمْ لَهَا مَدْفَعًا ''سزاؤں کو دفع کرو جہاں تک ان کو دفع کرنے کی گنجائش پاؤ۔''

یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے ابراہیم بن فضل مخزومی کو امام احمد، ابن معین، امام بخاری اور نسائی ازدی نے دارقطنی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ناصر الدین البانی نے اپنی الارواء ج ۸ رکے ص ۲۶ ر پر بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن عباس سے مروی روایت :

حارثی نے مسند ابی حنیفہ میں مقسم عن ابن عباس کے حوالہ سے اِدْرَأُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبُهَاتِ مَا اسْتَطَعْتُمْ، جہاں تک ممکن ہو حدود کو شبہات کی بنا پر دور رکھو۔ یہ روایت ابن عدی کے ہاں بھی اسی طرح ہے اور یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

(از مرتب)

شریعت کی رو سے قانون کا نفاذ کس صورت میں ہوتا ہے

۱۱۔ مَنْ اَتٰی شَیْئاً مِّنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ فَلْیَسْتَتِرْ بِسَتْرِ اللّٰهِ فَاِنْ اَبْدٰی لَنَا صَفْحَتَهٗ اَقَمْنَا عَلَیْهِ کِتَابَ اللّٰهِ۔

''تم میں سے جو شخص ان گندے کاموں میں سے کسی کا مرتکب ہو جائے تو اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپا رہے۔ لیکن اگر وہ ہمارے سامنے اپنا پردہ کھولے گا تو ہم اس پر کتاب اللہ کا قانون نافذ کر کے چھوڑیں گے۔''

تخریج: (۱) قَالَ ﷺ: مَنْ اَتٰی شَیْئًا مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ فَلْیَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ، فَاِنَّ مَنْ اَبْدٰی لَنَا صَفْحَتَهٗ اَقَمْنَا عَلَیْهِ کِتَابَ اللّٰهِ۔(۱۶)

(۲) حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلاً اعْتَرَفَ عَلٰی نَفْسِهٖ بِالزِّنَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ ﷺ بِسَوْطٍ، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ مَکْسُوْرٍ، فَقَالَ: فَوْقَ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ جَدِیْدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهٗ فَقَالَ: دُوْنَ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ قَدْ رُکِبَ بِهٖ وَلَانَ، فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجُلِدَ ثُمَّ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! قَدْاٰنَ لَکُمْ اَنْ تَنْتَهُوْا عَنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ مَنْ اَصَابَ مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ شَیْئًا فَلْیَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ یُّبْدِلَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَیْهِ کِتَابَ اللّٰهِ۔(۱۷)

ترجمہ: امام مالکؒ نے زید بن اسلم کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک آدمی نے ارتکاب زنا کا اعتراف کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے کوڑا لانے کا حکم ارشاد فرمایا کوڑا لایا گیا جو ٹوٹا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اس سے ذرا اچھا ہو۔ پھر ایک نیا کوڑا پیش کیا گیا جس کے اطراف ابھی تک کاٹے نہیں گئے تھے۔ فرمایا اس سے ذرا گھٹیا ہو۔ پھر ایک ایسا کوڑا لایا گیا جسے ترکیب دے کر نرم کیا گیا تھا۔ اب اسے سزا دینے کا حکم دیا تو اسے کوڑے مارے گئے۔ فرمایا لوگو! اب وقت آن پہنچا ہے کہ تم حدود اللہ کو پائمال کرنے سے باز آجاؤ (رک جاؤ) جس نے ان گندے کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اسے اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپے رہنا چاہیے۔ جس نے ہمارے روبرو اپنا راز فاش کیا تو اس پر ہم کتاب اللہ کا قانون نافذ کر کے چھوڑیں گے۔

عبداللہ بن عمر سے مروی روایت کے الفاظ:

(۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ بَعْدَ اَنْ رُجِمَ الْاَسْلَمِیُّ فَقَالَ: اجْتَنِبُوْا هٰذِهِ الْقَاذُوْرَةَ الَّتِیْ نَهَی اللّٰهُ عَنْهَا فَمَنْ اَلَمَّ فَلْیَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ، وَلْیَتُبْ اِلَی اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ یُّبْدِلَنَا صَفْحَتَهٗ نُقِمْ عَلَیْهِ کِتَابَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔(۱۸)

ـــــ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماعز اسلمی کے رجم کیے جانے کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا جن گندے کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے ان سے اجتناب کرو، بچو۔ پس جو مرتکب ہوا سے اللہ کے ڈالے ہوئے پردے میں چھپے رہنا چاہیے اور اللہ کی جناب میں توبہ کرنی چاہیے۔ پس جس نے ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کیا اس پر ہم کتاب کا قانون نافذ کر کے چھوڑیں گے۔

۱۲۔ لَوْسَتَرْتَهٗ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ۔

''کاش تم اس کا پردہ ڈھانک دیتے تو تمہارے لیے زیادہ اچھا تھا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيٰى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ مَاعِزًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَقَرَّ عِنْدَهٗ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَاَمَرَ بِرَجْمِهٖ، وَقَالَ لِهَزَّالٍ: لَوْ سَتَرْتَهٗ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ۔(۱۹)

۱۳۔ تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيْ مَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ۔

''ابوداؤد اور نسائی میں ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا حدود کو آپس میں ہی معاف کر دیا کرو مگر جس حد (جرم مستلزم حد) کا معاملہ مجھ تک پہنچ جائے گا پھر وہ واجب ہو جائے گی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ الْمَهْرِيُّ، اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ، فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ۔(۲۰)

تشریح: اسلامی قانون یہ لازم نہیں کرتا کہ کوئی شخص اپنے جرم کا خود اقرار کرے، یا جو لوگ کسی شخص کے جرم زنا پر مطلع ہوں وہ ضرور ہی اس کی خبر حکام تک پہنچائیں۔ البتہ جب حکام اس پر مطلع ہو جائیں تو پھر اس جرم کے لیے معافی کی کوئی گنجایش نہیں ہے۔

(مندرجہ بالا دوسری حدیث ماعز بن مالک اسلمی کے بارے میں ہے کہ جب ان سے) زنا کا جرم سرزد ہوا تو ہزال بن نعیم نے ان سے کہا کہ جا کر نبی ﷺ کے سامنے اپنے اس جرم کا اقرار کرو چناں چہ انہوں نے جا کر حضورؐ سے اپنا جرم بیان کر دیا۔ اس پر حضورؐ نے ایک طرف تو انہیں رجم کی سزا دی اور دوسری طرف ہزال سے فرمایا لو سترتہٗ بثوبک کان خیراً لک۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

کیا حاکمِ وقت حدودِ الٰہی میں کمی وبیشی کا مجاز ہے

۱۴ ۔ يُؤْتَى بِوَالٍ نَقَصَ مِنَ الْحَدِّ سَوْطاً فَيُقَالُ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذَاکَ؟ فَيَقُوْلُ رَحْمَةً لِّعِبَادِکَ. فَيُقَالُ لَهُ اَنْتَ اَرْحَمُ بِهِمْ مِنِّیْ؟ فَيُؤْمَرُ بِهٖ اِلَى النَّارِ. وَيُؤْتَى بِمَنْ زَادَ سَوْطاً فَيُقَالُ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِکَ؟ فَيَقُوْلُ لِيَنْتَهُوْا عَنْ مَعَاصِيْکَ. فَيَقُوْلُ اَنْتَ اَحْکَمُ بِهِمْ مِنِّیْ؟ فَيُؤْمَرُ بِهٖ اِلَى النَّارِ.

''قیامت کے روز ایک حاکم لایا جائے گا جس نے حد میں سے ایک کوڑا کم کر دیا تھا۔ پوچھا جائے گا یہ حرکت تو نے کیوں کی تھی؟ وہ عرض کرے گا آپ کے بندوں پر رحم کھا کر۔ ارشاد ہوگا اچھا تو ان کے حق میں مجھ سے زیادہ رحیم تھا! پھر حکم ہوگا لے جاؤ اسے دوزخ میں۔ ایک اور حاکم لایا جائے گا جس نے حد پر ایک کوڑے کا اضافہ کر دیا تھا۔ پوچھا جائے گا تو نے یہ کس لیے کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا تاکہ لوگ آپ کی نافرمانیوں سے باز رہیں۔ ارشاد ہوگا اچھا تو ان کے معاملے میں مجھ سے زیادہ حکیم تھا! پھر حکم ہوگا لے جاؤ اسے دوزخ میں۔'' (تفسیر کبیر)

۱۵ ۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے خطبہ میں فرمایا، ''لوگو تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں وہ ہلاک ہوگئیں۔ اس لیے کہ جب ان میں کوئی عزت والا چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے تھے۔

تخریج: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّتْهُمُ الْمَرْاَةُ الْمَخْزُوْمِيَّةُ الَّتِیْ سَرَقَتْ، قَالُوْا: مَنْ يُّكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ يَجْتَرِئُ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟ ثُمَّ قَامَ، فَخَطَبَ، فَقَالَ: يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ، تَرَكُوْهُ، وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحُدُوْدَ وَاَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا۔(۲۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش کے ہاں ایک مخزومی خاتون، جس نے چوری کی تھی، کی بڑی اہمیت تھی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کون بات کرے گا (خود ہی کہنے لگے) رسول اللہ ﷺ کے پیارے ڈلے اسامہ بن زید کے علاوہ کون ہے جو یہ جرأت کر سکے (انہوں نے اسامہ بن زید کو قائل کر کے آپ کی خدمت میں بھیجا) سامہ نے رسول اللہ ﷺ سے (اس بارے میں) گفتگو کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ کی بات سن کر فرمایا کیا تم حدود لہ میں سے ایک حد میں سفارش کرتے ہو؟ یہ فرما کر آپ کھڑے ہوئے اور خطاب فرمایا۔ لوگو! تم سے پہلی قومیں گمراہ

ہوئیں، اس وجہ سے کہ جب ان میں کوئی معزز وشریف آدمی چوری کا مرتکب ہوتا ہے تو اسے (سزا دیے بغیر) چھوڑ دیتے اور جب کمزور وضعیف حیثیت والا آدمی چوری کا ارتکاب کر بیٹھتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ اللہ کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کی مرتکب ہو جاتیں تو محمدؐ اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

۱۶۔ حضورؐ نے فرمایا ''ایک حد جاری کرنا اہل زمین کے لیے چالیس دن کی بارش سے زیادہ مفید ہے۔''

تخریج:(۱) اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: اِقَامَةُ حَدٍّ بِاَرْضٍ خَيْرٌ لِاَهْلِهَا مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔ (۲۲)

ابن ماجہ میں ابن عمر کی روایت:

(۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِّنْ مَّطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِىْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ (۲۳)

—— فِىْ اِسْنَادِهٖ سَعِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، ضَعَّفَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ وَغَيْرُهٗ وَقَالَ الدَّارُ قُطْنِىْ: يَضَعُ الْحَدِيْثَ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ میں سے ایک حد کا قائم ونافذ کرنا اللہ کے شہروں میں برسنے والی چالیس روزہ بارش سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

(۳) اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عِيْسٰى بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ جَرِيْرُبْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ يُحَدِّثُ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَدٌّ يُعْمَلُ فِى الْاَرْضِ خَيْرٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ يُمْطَرُوْا ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا۔ (۲۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حد جو روئے زمین پر جاری کی جائے وہ اہل زمین کے لیے تیس روز کی برسنے والی بارش سے زیادہ بہتر ہے۔

تشریح: اسلام میں فوجداری قانون کو دین اللہ فرمایا ہے۔ معلوم ہوا کہ صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہی دین نہیں ہیں بلکہ مملکت کا قانون بھی دین ہے۔ دین کو قائم کرنے کا مطلب صرف نماز ہی قائم کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کا قانون اور نظام شریعت قائم کرنا بھی ہے جہاں یہ چیز قائم نہ ہو وہاں نماز اگر قائم ہو بھی تو گویا ادھورا دین قائم ہوا۔ جہاں اس کو رد کر کے دوسرا کوئی قانون اختیار کیا جائے وہاں کچھ اور نہیں خود دین اللہ رد کر دیا گیا۔

دوسری چیز جو ان احادیث میں قابل توجہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی یہ تنبیہ ہے کہ زانی اور زانیہ پر میری تجویز کردہ سزا نافذ کرنے میں مجرم کے لیے رحم اور شفقت کا جذبہ تمہارا ہاتھ نہ پکڑے۔

بعض نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ مجرم کو جرم ثابت ہونے کے بعد چھوڑ نہ دیا جائے اور نہ سزا میں کمی کی جائے۔

بلکہ پورے سو کوڑے مارے جائیں۔ اور بعض نے یہ مطلب لیا ہے کہ ہلکی مار نہ ماری جائے جس کی کوئی تکلیف ہی مجرم محسوس نہ کرے۔ مزید برآں یہ مراد بھی ہے کہ زانی کو وہی سزا دی جائے جو اللہ نے تجویز فرمائی ہے۔ اسے کسی اور سزا سے نہ بدل دیا جائے۔ کوڑوں کے بجائے کوئی اور سزا دینا اگر رحم اور شفقت کی بنا پر ہو تو معصیت ہے، اور اگر اس خیال کی بنا پر ہو کہ کوڑوں کی سزا ایک وحشیانہ سزا ہے تو یہ قطعی کفر ہے جو ایک لمحہ کے لیے بھی ایمان کے ساتھ ایک سینے میں جمع نہیں ہوسکتا۔ خدا کو خدا بھی ماننا اور اس کو معاذ اللہ وحشی بھی کہنا صرف انہی لوگوں کے لیے ممکن ہے جو ذلیل ترین قسم کے منافق ہیں۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۳)

ذمی اور مسلمان اسلامی عدالت کی نظر میں

۱۷۔ اَنَا اَحَقُّ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِہٖ۔

''نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کیا تو آپؐ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار میں ہوں۔'' (الجہاد فی الاسلام، باب پنجم، ۴: ذمیوں...)

تخریج: ﴿۱﴾ ثَنَا اِسْمَاعِیْلُ الصَّفَّارُ، نَا الرَّمَادِیُّ ح وَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْفَارِسِیُّ، نَااِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ، قَالاَ: نَاعَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ الثَّوْرِیِّ، عَنْ رَبِیْعَۃَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْبَیْلَمَانِیِّ یَرْفَعُہٗ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَقَادَ مُسْلِمًا قَتَلَ یَھُوْدِیًّا وَقَالَ الرَّمَادِیُّ: اَقَادَ مُسْلِمًا بِذِمِّیٍّ، وَقَالَ: اَنَا اَحَقُّ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِہٖ۔(۲۵)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن بیلمان مرفوع روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے یہودی کے قتل کا قصاص مسلمان سے لیا۔ اور رمادی کا بیان ہے کہ آپ نے ذمی کے بدلہ میں مسلمان سے قصاص لیا، اور فرمایا کہ میں اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہوں۔

دارقطنی نے عبدالرحمٰن بن البیلمانی کے حوالہ سے یہ بھی بیان کیا ہے:

﴿۲﴾قَالَ: قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَجُلاً مِنْ اَھْلِ الْقِبْلَۃِ بِرَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الذِّمَّۃِ، وَقَالَ: اَنَا اَحَقُّ مَنْ اَوْفٰی بِذِمَّتِہٖ۔(۲۶)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن بیلمانی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل قبلہ میں سے ایک آدمی کو اہل ذمہ کے ایک آدمی کے بدلہ میں قتل کیا اور فرمایا کہ اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ میں حقدار ہوں۔

شرح معانی الآثار للطحاوی میں عبدالرحمٰن بن البیلمانی سے مروی روایت:

﴿۳﴾اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَدْ قَتَلَ مُعَاھِدًا مِنْ اَھْلِ الذِّمَّۃِ، فَاَمَرَ بِہٖ فَضُرِبَ عُنُقُہٗ وَقَالَ: اَنَااَوْلٰی مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِہٖ۔(۲۷)

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن بیلمانی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے پاس مسلمانوں میں سے ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے اہل ذمہ میں سے ایک معاہد کو قتل کر دیا تھا۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور اسے قتل کر دیا گیا اور فرمایا کہ میں اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ اولیٰ (حقدار) ہوں۔

ماٰخذ

(۱) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ ابوداؤد ج۲ کتاب الحدود باب فی المرأة التی امر النبی برجمها من جهینة۔☆ ترمذی ج۱ ابواب الحدود باب منه۔

(۲) بخاری ج۲ کتاب الحدود باب الضرب بالجرید والنِّعَالِ۔

(۳) ابوداؤد ج۴۔ کتاب الحدود باب فی الحد فی الخمر۔

(۴) بخاری ج۲۔ کتاب الحدود، باب الرجم بالمصلی۔

(۵) دارقطنی ج۳۔ کتاب الحدود اور ابن کثیر ج۲ رواه الثوری عن یزید بن خصیفة مرسلا۔ قال الزیلعی: کذلک رواه ابوداؤد فی المراسیل عن الثوری به مرسلا ورواه عبد الرزاق فی مصنفه اخبرنا ابن جریج والثوری به مرسلا ورواه ابوعبید القاسم بن سلام فی غریب الحدیث: حدثنا اسماعیل ابن جعفر عن یزید بن خصیفة به ایضاً مرسلا وقال: لم یسمع بالحسم فی قطع السارق عن النبی ﷺ الا فی هذا الحدیث وقال ابن القطان فی کتابه: ویزید بن خصیفة هو منسوب الی جده فانه یزید بن عبد الله بن خصیفة وهو ثقة بلا خلاف۔ ☆دارقطنی ج۳۔ص ۱۰۲ حاشیه علی دارقطنی عن شمس الحق عظیم آبادی۔☆ یہ روایت السنن الکبریٰ للبیهقی نے ج۸۔ ص ۲۷۱ پر نقل کی ہے اور ص ۲۷۶ پر بھی ہے وصله یعقوب عن عبد العزیز وتابعه علیه غیره وارسله عنه علی بن المدینی۔

(۶) ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۲۴ السارق یعترف۔☆ احکام القرآن للجصاص ج۲۔ سورة المائدة۔

(۷) تفسیر ابن کثیر ج۳ سورة الفرقان بحواله طبرانی۔

(۸) تفسیر ابن جریر ج۹۔ پ۱۹ سورة الفرقان۔

(۹) تفسیر ابن کثیر ج۳۔ سورة الفرقان مطبع التجاریة الکبریٰ مصر۔

(۱۰) بخاری ج۲ کتاب الحدود، باب الحدود کفارة۔☆ مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب الحدود کفارات لاهلها۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها باب الحدود کفارات۔☆ دارقطنی ج۳ کتاب الحدود حدیث نمبر ۴۰۰ عن عبادة۔☆ ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء ان الحدود کفارة لاهلها۔

(۱۱) ابن ماجه کتاب الحدود باب ۳۳ الحد کفارة۔ ☆ کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۲۹۶۵۔☆دارقطنی ج۳ کتاب الحدود۔☆مسند احمد ج۱ ص ۹۹ عن علی۔

(۱۲) شرح السنه بحواله مشکوة باب مالا یدعیٰ علی الحدود۔ ☆دارقطنی ج۳ کتاب الحدود۔☆کنز العمال ج۵۔

حدیث نمبر ۱۳۳۶۷ اور حدیث نمبر ۱۲۹۶۴ ۔☆مجمع الزوائد ج۶ ۔کتاب الحدود باب هل تكفر الحدود الذنوب ام لا۔

(۱۳) ابن ماجه کتاب الحدود باب ۵ الستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشبهات۔ ابراهیم بن فضل کے متعلق ابن ماجه کے اسی باب کے تحت فی الزوائد: فی اسناده ابراهیم بن فضل مخزومی، ضَعَّفَهُ احمد وابن معین والبخاری وغیره بهی منقول هے۔☆ کنزالعمال ج۵۔ حدیث نمبر ۱۲۹۷۴ ۔

(۱۴) ترمذی ج۲۔ابواب الحدود باب فی درء الحدود۔☆سنن دارقطنی ج۳۔کتاب الحدود مطبوعه نشر السنة ملتان دارقطنی میں فان وجدتم للمسلم مخرجاً کا اضافه بهی منقول هے۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی۔کتاب الحدود، باب ماجاء فی درء الحدود بالشبهات، عن عائشة۔ وقال البیهقی فی السنن روایة وکیع اقرب الی الصواب۔ ☆کنزالعمال ج۵۔حدیث نمبر ۲۹۷۱ ۔ ☆المستدرک للحاکم ج۲ ۔کتاب الحدود، باب ان وجدتم لمسلم مخرجا فخلوا سبیله هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔☆فی اسناده یزید بن زیاد الدمشقی وهوضعیف۔ قد قال البخاری فیه: منکر الحدیث، وقال النسائی: متروک۔

(۱۵) دارقطنی ج۳، ص۸۴ پر التعنیق المغنی لعلامه شمس الحق عظیم آبادی☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الجنایات باب بیان ضعف الخبر الذی روی فی قتل المؤمن بالکافر۔ ☆کنزالعمال ج۵۔حدیث نمبر ۱۲۹۵۷، نمبر ۱۲۹۷۲ ۔ ابومسلم الکجی عن عمر بن عبدالعزیز مرسلا بحواله ابن السمعانی عن عمر بن عبدالعزیز قال الحافظ ابن حجر: وفی سنده من لایعرف۔

(۱۶) احکام القرآن للجصاص ج۳۔سوره نور۔

(۱۷) مؤطا امام مالک ج۲کتاب الحدود، باب ماجاء فیمن اعترف علی نفسه بالزنا۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸کتاب الاشربة والحد فیها جماع ابواب صفة السوط، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔

(۱۸) المستدرک للحاکم ج۴۔کتاب التوبة والانابة من الم فلیستتر بستر الله اور ج۴۔کتاب الحدود باب تعافوا الحدود بینکم۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها۔☆کنز العمال ج۵۔حدیث نمبر۱۳۵۴۲ اور حدیث نمبر۱۳۵۵۷ اورحدیث نمبر ۱۴۰۰۶ اور قدرے لفظی اختلاف کے ساتھ۔ ☆المصنف لعبد الرزاق ج۷ص۳۲۳ عن عبدالله بن دینار۔

(۱۹) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب فی الستر علی اهل الحدود۔☆مؤطا امام مالک ج۲۔کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم۔☆مسند احمد ج۵۔ص۲۱۷ مؤطا نے بثوبک کی جگه بردائک نقل کیاهے۔☆کنزالعمال ج۵۔ حدیث نمبر۱۳۵۵۷ ۔☆المستدرک ج۴۔ کتاب الحدود۔

(۲۰) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود باب العفو عن الحدود مالم تبلغ السلطان۔☆نسائی ج۸کتاب قطع السارق باب مایکون حرزا وما لایکون۔☆المستدرک ج۴۔کتاب الحدود۔☆کنز العمال ج۵۔ حدیث ۱۲۹۷۹ ۔ ☆دارقطنی ج۳۔کتاب الحدود۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳۔ سورة النور۔

(۲۱) بخاری ج۲کتاب الحدود باب کراهیة الشفاعة فی الحد اذارفع الی السلطان۔☆مسلم ج ۴۔کتاب الحدود باب قطع السارق الشریف والنهی عن الشفاعة فی الحدود۔☆دارمی ج۲۔کتاب الحدود باب الشفاعة فی الحدود دون

السلطان۔ ☆ السنن الکبریٰ ج۸۔ کتاب السرقۃ۔ باب جماع ابواب القطع فی السرقۃ۔

(۲۲) نسائی ج۸ کتاب قطع السرقۃ، باب الترغیب فی اقامۃ الحد۔

(۲۳) ابن ماجہ کتاب الحدود، باب ۳ اقامۃ الحدود۔

(۲۴) نسائی ج۸۔ کتاب قطع السرقۃ، باب الترغیب فی اقامۃ الحد۔☆ ابن ماجہ کتاب الحدود، باب۳ اقامۃ الحدود۔ ☆مسند احمد ج۲۔ ص۳۶۲۔ ۴۰۲۔ عن ابی ہریرۃ ص۳۶۲ پر حَدٌّ یُقَامُ فی الاَرْضِ خَیْرٌلِّلنَّاسِ مِنْ اَنْ یُّمْطَرُوْا الخ ہے۔

(۲۵) دارقطنی ج۳ کتاب الحدود۔☆السنن الکبری للبیہقی ج۸۔ کتاب الجنایات باب بیان ضعف الخبر الذی روی فی قتل المؤمن بالکفر۔

(۲۶) دارقطنی ج۳ ص۳۵ کتاب الحدود۔

(۲۷) شرح معانی الآثار للطحاوی ج۲، ص۱۲۵، ۱۲۶۔امام بیہقی نے یہ روایت السنن الکبریٰ ج۸ص۳۰ پر بیان کرکے کہا ہے: ھذا ھوالاصل فی ھذا الباب وھو منقطع وقد روی عن ربیعۃ عن عبدالرحمن بن البیلمانی عن النبی ﷺ مرسلا۔ ☆بیہقی ج۸ص۳۱پر اخبرنا ابوبکر بن الحارث الفقیہ قال : قال ابوالحسن علی بن عمر الدار قطنی الحافظ ابن البیلمانی ضعیف لاتقوم بہ حجۃٌ اذا وصل الحدیث فکیف بما یرسلہ واللّٰہ اعلم۔

قطع ید کے متعلق احکام

خائن کے لیے قطع ید نہیں

۱۸۔ لاقَطْعَ عَلیٰ خَائِنٍ۔

''خائن کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔''

تخریج: ﴿۱﴾ رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لاَ قَطْعَ عَلٰی خَائِنٍ۔(۱)

﴿۲﴾حَدَّثَنَا نَصْرُبْنُ عَلِیٍّ، اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ، ثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ، قَالَ: قَالَ اَبُوالزُّبَیْرِ: قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: لَیْسَ عَلَی الْخَائِنِ قَطْعٌ۔(۲)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ خَشْرَمٍ، ثَنَا عِیْسٰی ابْنُ یُوْنُسَ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ عَلٰی خَائِنٍ، وَلاَ مُنْتَهِبٍ، وَلاَ مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ۔(۳) (ھذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا خیانت کرنے والے، لوٹنے والے اور اچک لینے والے پر قطع (ید) کی سزا نہیں ہے۔

ڈھال کی قیمت سے کم چوری پر قطع ید نہیں

۱۹۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ڈھال سے کم کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹا جائے۔

تخریج: ﴿۱﴾ اَخْبَرَنَااَبُوعَبْدِاللّٰہِ الْحَافِظُ، اَنْبَأَ عَلِیُّ بْنُ عِیْسٰی بْنِ اِبْرَاهِیْمَ، ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ، ثَنَا یُوْسُفُ ابْنُ مُوْسٰی، ثَنَا جَرِیْرٌ وَوَکِیْعٌ وَابْنُ اِدْرِیْسَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ یَدَالسَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِیْ اَدْنٰی مِنْ ثَمَنِ حَجَفَةٍ اَوْتُرْسٍ، وَکُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُوْثَمَنٍ، وَاِنَّ یَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الشَّیْءِ التَّافِهِ۔(۴)

ترجمہ: حضرت عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ڈھال کی قیمت سے کم قیمت کی چوری پر چور کا ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔ نیز چور کا ہاتھ آپ کے دور سعادت میں معمولی چیز کی چوری پر بھی نہیں کاٹا گیا۔

(۲)اَخْبَرَنَااَبُوْبَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْاَصْبَهَانِيُّ اَنْبَأَ اَبُوْمُحَمَّدِ ابْنُ حَيَّانَ، ثَنَا ابْنُ صَاعِدٍ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ رَجَاءٍ ثَنَا وَكِيْعٌ ثَنَا مَسَرَّةُ بْنُ مَعْبَدٍ،قَالَ:سَمِعْتُ اِسْمَاعِيْلَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِي الْهَاجِرِ يُحَدِّثُ عَنْ رَجَاءِ ابْنِ حَيْوَةَ عَنْ عَدِيٍّ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَطَعَ يَدَ سَارِقٍ مِنَ الْمَفْصِلِ۔(۵)

ـــــ قَالَ وَحَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، ثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ مِثْلَهُ۔

ترجمہ: حضرت عدی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چور کا ہاتھ، ہاتھ اور بازو کے ملنے کی جگہ (گٹ) سے کاٹ دیا۔

(۳)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ:اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ اَدْنٰى مِنْ حَجَفَةٍ اَوْتُرْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُوْثَمَنٍ۔(۶)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ڈھال (چاہے چمڑے کی ہو یا لوہے کی دونوں قیمتی ہیں) کی قیمت سے کم کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں دی گئی۔

(۴) ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمُقْرِئُ، نَااَحْمَدُ بْنُ الْعَبَّاسِ، نَااِسْمَاعِيْلُ بْنُ سَعِيْدٍ، اَنَاالْوَاقِدِيُّ، عَنِ ابْنِ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا سَرَقَ السَّارِقُ فَاقْطَعُوْا يَدَهُ، فَاِنْ عَادَ فَاقْطَعُوْا رِجْلَهُ، فَاِنْ عَادَ فَاقْطَعُوْا يَدَهُ، فَاِنْ عَادَ فَاقْطَعُوْا رِجْلَهُ۔(۷)

ـــــ كَذَا قَالَ خَالِدُ بْنُ سَلَمَةَ، وَقَالَ غَيْرُهُ۔عَنْ خَالِدِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب چور چوری کرے تو اس کا پہلے ہاتھ کاٹ دو۔ پھر دوبارہ کرے تو اس کا پاؤں کاٹ دو۔ پھر سہ بار کرے تو اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دو اور اگر چوتھی مرتبہ بھی کرے تو اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دو۔

پھل اور ترکاری کی چوری میں سزا

۲۰۔ لَاقَطْعَ فِيْ ثَمَرَةٍ وَلَاكَثَرٍ۔

''پھل اور ترکاری کی چوری میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔''

تخریج: حَدَّثَنَاعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حِبَّانَ، اَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ فَغَرَسَهُ فِيْ حَائِطِ سَيِّدِهٖ، فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ، فَوَجَدَهُ فَاسْتَعْدٰى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَهُوَ اَمِيْرُالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ،فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ، وَاَرَادَ قَطْعَ يَدِهٖ، فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ اِلٰى رَافِعِ ابْنِ خَدِيْجٍ، فَسَاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَاقَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَلَاكَثَرٍ۔ فَقَالَ الرَّجُلُ:اِنَّ مَرْوَانَ اَخَذَ غُلَامِيْ وَهُوَ

يُرِيْدُ قَطْعَ يَدِهٖ۔ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ اِلَيْهِ، فَتُخْبِرُهٗ بِالَّذِيْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَمَشٰى مَعَهٗ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ حَتّٰى اَتٰى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَقَالَ لَهٗ رَافِعٌ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَاقَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ، فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَاُرْسِلَ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ۔ اَلْكَثَرُ الْجُمَّارُ۔(۸)

ترجمہ: محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ ایک غلام نے کسی کے باغ میں سے کھجور کا پودا چوری کر کے اپنے مالک و آقا کے باغ میں لگایا۔ پودے کا مالک اس کی تلاش وکھوج میں نکلا تو اس پودے کو پالیا۔ اس شخص نے مروان بن حکم سے جو ان دنوں مدینہ کا حاکم تھا غلام کے خلاف مقدمہ درج کرا کر مدد کی درخواست کی، مروان نے اس غلام کو قید کر دیا اور اس کے ہاتھ کاٹنے کا قصد کیا۔ غلام کا مالک رافع بن خدیج کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا۔ رافع نے ان کو بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پھل اور ترکاری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔ اس آدمی نے بتایا کہ مروان نے میرے غلام کو گرفتار کر لیا ہے اب وہ اس کو قطع ید کی سزا دینا چاہتا ہے۔ میری تمنا اور خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ مروان کے پاس تشریف لے چلیں اور جو کچھ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ان کو سنا دیں۔ رافع اس کے ساتھ مروان کے پاس پہنچے اور مروان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے فرما رہے تھے کہ پھل اور ترکاری (کی چوری) میں قطع ید کی سزا نہیں ہے یہ سن کر مروان نے فرمان جاری کیا کہ اسے چھوڑ دیا جائے۔ چناں چہ اسے چھوڑ دیا گیا۔ ابوداؤد نے کثر کا معنی جُمار کیا ہے جس کے معنی کھجور کے درخت کی گوند ہے۔

کھانے کی چوری میں سزا

۲۱۔ لَا قَطْعَ فِيْ طَعَامٍ۔

''کھانے کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔''

تخریج: وَرَوَى الْحَسَنُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَاقَطْعَ فِيْ طَعَامٍ۔(۹)

ترجمہ: کھانے کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔

حقیر اشیاء کی چوری میں سزا

۲۲۔ لَمْ يَكُنْ قَطْعُ السَّارِقِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الشَّيْءِ التَّافِهِ۔

''عائشہؓ کی حدیث ہے، حقیر چیزوں کی چوری میں نبی ﷺ کے زمانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا۔''

تخریج: رَوَتْ عَائِشَةُ، قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ قَطْعُ السَّارِقِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الشَّيْءِ التَّافِهِ۔(۱۰)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد باسعادت میں معمولی چیزوں کی چوری پر قطع ید کی سزا نہیں دی جاتی تھی۔

پہلی چوری پر کون سا ہاتھ کاٹا جائے گا

چور کا ایک ہاتھ کاٹا جائے گا اور امت کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلی چوری پر سیدھا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

سرقہ کا اطلاق خیانت پر نہیں ہوتا بلکہ صرف اس فعل پر ہوتا ہے کہ کسی کے مال کو اس کی حفاظت سے نکال کر اپنے قبضہ میں کر لے۔

ڈھال کی قیمت عہدِ نبوی میں

۲۳۔ ڈھال کی قیمت سے کم کی چوری پر ہاتھ نہیں کاٹنا چاہیے۔ ایک ڈھال کی قیمت نبی ﷺ کے زمانے میں بروایت عبداللہ بن عباس دس درہم، بروایت ابن عمر تین درہم، بروایت انس بن مالک ۵ درہم، اور بروایت حضرت عائشہ ایک چوتھائی دینار ہوتی تھی۔ اس اختلاف کی بنا پر فقہاء کے درمیان کم سے کم نصاب سرقہ میں اختلاف ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سرقہ کا نصاب دس درہم ہے اور امام مالکؒ، شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک چوتھائی دینار (اس زمانہ کے درہم میں تین ماشہ $\frac{1}{5}$ ارتی چاندی ہوتی تھی اور ایک چوتھائی دینار ۳ درہم کے برابر تھا)۔

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ ابْنُ اَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ۔(۱۱)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹ دیا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

ابن عمر کی روایت: قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ پر امام ترمذی کا تبصرہ۔ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ، وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَيْمَنَ۔ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ قَطَعَ فِيْ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ۔ وَرُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ اَنَّهُمَا قَطَعَا فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ وَرُوِيَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا: تُقْطَعُ الْيَدُ فِيْ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ، وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ فُقَهَاءِ التَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَاَحْمَدَ، وَاِسْحٰقَ رَاَوُا الْقَطْعَ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا۔ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ قَالَ: لَاتُقْطَعُ اِلَّا فِيْ دِيْنَارٍ اَوْعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَهٰذَا حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ، رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَالْقَاسِمُ لَمْ يَسْمَعْ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالُوْا: لَاقَطْعَ فِيْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ۔

(۲) اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ۔(۱۲)

ترجمہ : عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کی چوری میں قطع ید کی سزا دی، ان دنوں ڈھال کی قیمت پانچ درہم تھی۔

(۳) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، اَخْبَرَنِیْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ، اَنَّ نَافِعًا مَوْلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ حَدَّثَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ سَرَقَ تُرْسًا مِنْ صُفَّةِ النِّسَآءِ ثَمَنُهٗ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ۔(۱۳)

ترجمہ : حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جس نے خواتین کے مخصوص چبوترے سے ڈھال چرائی تھی جس کی قیمت تین درہم تھی۔

(۴) اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ كَمْ تُقْطَعُ الْيَدُ؟ قَالَ: لَا تُقْطَعُ الْيَدُ فِیْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ، فَاِذَا ضَمَّهُ الْجَرِيْنُ قُطِعَتْ فِیْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ، وَلَا تُقْطَعُ فِیْ حَرِيْسَةِ الْجَبَلِ، فَاِذَا اٰوَی الْمُرَاحُ قُطِعَتْ فِیْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ۔(۱۴)

ترجمہ : عمرو بن شعیب نے اپنے والد کے حوالہ سے اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کتنی مقدار پر قطع ید کی سزا دی جائے گی؟ آپ نے فرمایا درخت پر لٹکتے ہوئے پھل کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ جب اسے جرین (گودام) میں محفوظ کرلیا جائے تو پھر ڈھال کی قیمت کے مساوی چوری پر قطع ید ہے اور نہ پہاڑوں میں چرتے ہوئے جانور کی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔ جب اپنے باڑے میں پہنچ جائے تو پھر ڈھال کی قیمت کے مساوی چوری میں قطع ید ہے۔

(۵) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِیْ حَيْوَةُ ابْنُ شُرَيْحٍ عَنْ عَيَّاشِ نِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقَتْبَانِیِّ عَنْ شُيَيْمِ بْنِ بَيْتَانَ وَيَزِيْدَ بْنِ صُبْحٍ الْاَصْبَحِیِّ، عَنْ جُنَادَةَ ابْنِ اَبِیْ اُمَيَّةَ، قَالَ: كُنَّا مَعَ بُسْرِ بْنِ اَرْطَاةٍ فِی الْبَحْرِ، فَاُتِیَ بِسَارِقٍ يُقَالُ لَهٗ مِصْدَرٌ سَرَقَ بُخْتِيَةً فَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَاتُقْطَعُ الْاَيْدِیْ فِی السَّفَرِ، وَلَوْلَاذٰلِكَ لَقَطَعْتُهٗ۔(۱۵)

ترمذی نے لکھا ہے:

—— والعمل علی هذا عند بعض اهل العمل، منهم الاوزاعی لايرون ان يقام الحد فی الغزو، وبحضرة العدو مخافة ان يلحق من يقام عليه الحد بالعدو، فاذا خرج الامام من ارض الحرب ورجع الی دارالسلام اقام علی من وجب عليه كذلك قال الاوزاعی۔

(۶) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ، ثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَيْرِيْزٍ،

قَالَ: سَأَلْنَا فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، عَنْ تَعْلِيقِ الْيَدِ فِي الْعُنُقِ لِلسَّارِقِ أَمِنَ السُّنَّةِ هُوَ؟ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِي عُنُقِهِ۔(۱۶)

ترجمہ: ہم نے فضالہ بن عبید سے چور کے کٹے ہوئے ہاتھ کو اس کے گلے میں لٹکانے کے بارے میں پوچھا کیا ایسا کرنا مسنون ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور پیش کیا گیا۔ اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس کے ہاتھ کے بارے میں آپ نے حکم دیا اور اس کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔

(۷)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔(۱۷)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ربع ¼ دینار کی مالیت اور اس سے زائد پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

ـــــ تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، وَ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَمَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔

(۸)حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ، ثنا حَجَّاجُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ مَيْمُونِ ابْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيقِ الْخُمُسِ سَرَقَ مِنَ الْخُمُسِ فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَقْطَعْهُ، وَقَالَ: مَالُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ سَرَقَ بَعْضُهُ بَعْضًا۔(۱۸)

ترجمہ: مال غنیمت کے خمس کے ایک غلام نے خمس کے مال میں چوری کر لی یہ مقدمہ نبی ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کا ہاتھ قطع نہ فرمایا اور فرمایا اللہ کا مال تھا۔ ایک نے دوسرے کا مال چرا لیا ہے۔

ـــــ فِي الزَّوَائِدِ: فِي إِسْنَادِهِ جُبَارَةُ وَهُوَ ضَعِيفٌ۔

(۹)حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ، عَنِ الْمُشَعَّثِ ابْنِ طَرِيفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا أَبَا ذَرٍّ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، فَقَالَ: كَيْفَ أَنْتَ إِذَا أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ يَكُونُ الْبَيْتُ فِيهِ بِالْوَصِيفِ يعني الْقَبْرَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ أَوْ مَا خَارَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اللّٰهِ، قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ أَوْ قَالَ: تَصْبِرُ۔(۱۹)

ـــــ قَالَ أَبُو دَاوُدَ: قَالَ حَمَّادُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ يُقْطَعُ النَّبَّاشُ لِأَنَّهُ دَخَلَ عَلَى الْمَيِّتِ بَيْتَهُ۔

ترجمہ: ابوذرؓ سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا، ابوذر! میں نے عرض کیا حاضر جناب بندہ حاضر ہے آپ نے فرمایا تیرا کیا حال ہوگا اس وقت جب لوگ موت کا شکار ہو رہے ہوں گے۔ اس وقت گھر قبر ہوگا۔ میں

نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں یا پھر جو ارشاد میرے لیے فرمائیں آپ نے ابوذر کو نصیحت فرمائی کہ ایسے موقع پر صبر کا دامن تھامے رکھنا۔

بیت المال کی چوری اور جنگل میں چرتے ہوئے جانور کی چوری کی سزا

پھر بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کی چوری میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہ دی جائے گی۔ مثلاً نبی ﷺ کی ہدایت ہے کہ پھل اور ترکاری، کھانے اور حقیر چیزوں کی چوری میں قطع ید نہیں ہے۔ پرندے کی چوری پر ہاتھ نہ کاٹنے پر حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا فیصلہ ہے۔ نیز سیدنا عمر و علی رضی اللہ عنہما نے بیت المال سے چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا، اور اس معاملے میں صحابہ کرامؓ میں سے کسی کا اختلاف منقول نہیں ہے۔ ان مآخذ کی بنیاد پر مختلف ائمہ فقہ نے مختلف چیزوں کو قطع ید کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ترکاریاں، پھل، گوشت، پکا ہوا کھانا، غلہ جس کا ابھی کھلیان نہ کیا گیا ہو، کھیل اور گانے بجانے کے آلات وہ چیزیں ہیں جن کی چوری میں قطع ید کی سزا نہیں ہے۔ نیز جنگل میں چرتے ہوئے جانوروں کی چوری اور بیت المال کی چوری میں بھی وہ قطع ید کے قائل نہیں ہیں، اسی طرح دوسرے ائمہ نے بھی بعض چیزوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ ان چوریوں پر سرے سے کوئی سزا ہی نہ دی جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ ان جرائم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۱، المائدہ، حاشیہ: ۶۰)

کیا حد سرقہ میں فدیہ لیا جا سکتا ہے؟

۲۴۔ بنی مخزوم کی عورت کے مقدمے (چوری) کا جب حضورؐ نے فیصلہ سنایا تو اس کی قوم نے کہا "یا رسول اللہ ہم فدیہ دینے کو حاضر ہیں۔ مگر آپؐ نے فرمایا "اس کا ہاتھ کاٹو" انہوں نے عرض کیا ہم پانچ سو دینار اس کے ہاتھ کے بدلے میں دیتے ہیں، آپ نے فرمایا "اس کا ہاتھ کاٹو" جب ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو اس عورت نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "یا رسول اللہ خدا کے ہاں بھی میرے بچنے کی کوئی صورت ہے؟ آپؐ نے جواب دیا "ہاں، اب تو اپنے گناہ سے اس طرح پاک ہو چکی ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئی ہو۔" (تفہیمات دوم، ۲۳: قطع...)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ الْمَعْنٰى، قَالاَ: ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ مَخْلَدٌ: عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ امْرَأَةً مَخْزُوْمِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا۔ (۲۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ مخزوم قبیلہ کی ایک عورت سامان ادھار لے کر اس سے انکار کر دیتی (کہ میں نے لیا ہی نہیں) نبی ﷺ نے اس کے بارے میں قطع ید کا حکم صادر فرمایا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا حَسَنٌ، ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ اَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ۔ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، اَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ عَلٰى عَهْدِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَ بِهَا الَّذِيْنَ سَرَقَتْهُمْ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ سَرَقَتْنَا، قَالَ قَوْمُهَا: فَنَحْنُ نَفْدِيْهَا يَعْنِيْ اَهْلَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْطَعُوْا يَدَهَا، فَقَالُوْا: نَحْنُ نَفْدِيْهَا بِخَمْسِ مِائَةِ دِيْنَارٍ، قَالَ: اقْطَعُوْا يَدَهَا، قَالَ: فَقُطِعَتْ يَدُهَا الْيُمْنٰى، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: هَلْ لِّيْ مِنْ تَوْبَةٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، اَنْتِ الْيَوْمَ مِنْ خَطِيْئَتِكِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْكِ اُمُّكِ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ سُوْرَةِ الْمَائِدَةِ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔(۲۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عہد رسالت مآب میں چوری کی۔ جن لوگوں کی چوری کی تھی وہ اسے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں لے آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول اس عورت نے ہماری چوری کی ہے۔ اس کی قوم (قبیلہ کے لوگوں) نے کہا کہ ہم اس کا فدیہ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹو۔ قبیلہ کے لوگوں نے پھر پیش کش کی کہ ہم اس کے ہاتھ کے عوض پانچ صد دینار دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر اس چور عورت کا سیدھا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ تو وہ بولی اے اللہ کے رسول کیا میرے لیے کسی توبہ کی صورت بھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ آج تو اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوگئی ہے جیسے تیری ماں نے تجھے ابھی جنم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمان سورہ مائدہ میں فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ ''جس نے اپنے اوپر ظلم کے بعد توبہ کی اور اپنے اعمال کی اصلاح کرلی'' الآیہ۔

سزائے سرقہ کے بعد توبہ واستغفار

۲۵۔ قُلِ اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

''کہہ میں خدا سے معافی چاہتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

- اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ۔

''خدایا اسے معاف فرمادے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ اَبِي الْمُنْذِرِ مَوْلٰى اَبِيْ ذَرٍّ، عَنْ اَبِيْ اُمَيَّةَ الْمَخْزُوْمِيِّ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِلِصٍّ قَدِ اعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوْجَدْ مَعَهٗ مَتَاعٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اِخَالُكَ سَرَقْتَ، قَالَ: بَلٰى، فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا، فَاَمَرَ بِهٖ، فَقُطِعَ وَجِيْءَ بِهٖ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ۔ (۲۲)

——— قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ: رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: عَنْ اَبِيْ اُمَيَّةَ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

ترجمہ: حضرت ابوامیہ مخزومی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ اس نے اعتراف کیا (کہ اس نے چوری کی ہے) مگر اس کے پاس کوئی مال ومتاع نہ پایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں تو خیال نہیں کرتا کہ تو نے چوری کی ہوگی اس نے کہا کیوں نہیں۔ پھر اس نے دو تین مرتبہ اس کا اعادہ کیا تو آپ نے حد کے نافذ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر آپ کی خدمت میں اسے لایا گیا تو آپ نے اسے تلقین فرمائی کہ اللہ سے مغفرت وبخشش طلب کر اور اس کی جناب میں رجوع کر (توبہ کر) اس نے کہا میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اس کی توبہ قبول فرما۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہاتھ کٹنے کے بعد جو شخص توبہ کرلے اور اپنے نفس کو چوری سے پاک کر کے اللہ کا صالح بندہ بن جائے وہ اللہ کے غضب سے بچ جائے گا اور اللہ اس کے دامن سے اس داغ کو دھو دے گا۔ لیکن اگر کسی شخص نے ہاتھ کٹوانے کے بعد بھی اپنے آپ کو بدنیتی سے پاک نہ کیا اور وہی گندے جذبات اپنے اندر پرورش کیے جن کی بنا پر اس نے چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہاتھ تو اس کے بدن سے جدا ہو گیا مگر چوری اس کے نفس میں بدستور موجود رہی اس وجہ سے وہ خدا کے غضب کا اسی طرح مستحق رہے گا جس طرح ہاتھ کٹنے سے پہلے تھا۔ اسی لیے قرآن وحدیث چور کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ اللہ سے معافی مانگے اور اپنے نفس کی اصلاح کرے۔ کیوں کہ ہاتھ کاٹنا تو انتظام تمدن کے لیے ہے۔ اس سزا سے نفس پاک نہیں ہوسکتا۔ نفس کی پاکی صرف توبہ اور رجوع الی اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۱، المائدہ، حاشیہ: ۶۱)

شرعی سزا جاری ہونے کے بعد آخرت میں آدمی کی معافی اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب کہ آدمی نے اس کے ساتھ خدا سے توبہ بھی کی ہو اور اپنے نفس کی اصلاح کرلی ہو۔ لیکن اگر بالفرض ایک شخص نے چوری کی اور اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا، مگر اس نے گناہ پر اپنے خدا کے سامنے کوئی اعتراف ندامت نہ کیا، کوئی توبہ نہ کی، چوری چھوڑ دینے کا کوئی فیصلہ نہ کیا، بلکہ الٹا اپنے دل میں اس شریعت ہی کو کوستا رہا جس نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا ہے، تو خدا کے ہاں اس کے معاف کر دیئے جانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (رسائل ومسائل سوم، فقہی مسائل: کفارہ...)

حدِ سرقہ میں سفارش

۲۶۔ ایک مرتبہ چوری کے جرم میں قریش کی ایک عورت فاطمہ نامی کا ہاتھ کاٹنے کا آپ نے حکم دیا۔ حضرت اُسامہ بن زید نے اس کے حق میں سفارش کی۔ اس پر آپ نے فرمایا "خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، اَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ، فَفَزِعَ قَوْمُهَا اِلٰى اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُوْنَهُ، قَالَ عُرْوَةُ، فَلَمَّا كَلَّمَهُ اُسَامَةُ فِيْهَا، تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

فَقَالَ: أَتُكَلِّمُنِيْ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟ قَالَ أُسَامَةُ: اسْتَغْفِرْلِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيْبًا، فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّمَا اَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَاسَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ، اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْاَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا، ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَاْتِيْنِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَاَرْفَعُ حَاجَتَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔(۲۳)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر نے بتایا کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک عورت نے چوری کی اس کے قبیلہ کے لوگ فریادرسی کے لیے حضرت اسامہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس عورت کے متعلق سفارش کی استدعا کرنے لگے، عروہ کا بیان ہے کہ جب اسامہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو (سفارش) کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا فرمایا، اسامہ تم مجھ سے حدود اللہ میں سے ایک حد کے بارے میں گفتگو (سفارش) کرتے ہو؟ اسامہ نے عرض کیا، یارسول اللہ میرے لیے اللہ سے معافی کی درخواست فرمائیں۔ اسی روز دوپہر کے بعد رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطاب فرمانے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد وستایش جو اس کے لائق ہے فرمائی پھر فرمایا اما بعد۔ تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو ہلاک کر دیا اس نے کہ جب ان میں کا معزز وشریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ادنی اور کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کر دیتے۔ اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے بہت اچھی اور عمدہ توبہ کی، اور شادی کر لی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وہ میرے پاس اپنی کسی ضرورت کے لیے آتی رہتی تھی۔ میں اس کی حاجت وضرورت کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دیتی تھی۔

تشریح: اللہ کے اس بے لاگ دین میں جس طرح نبی کی ذات کے لیے کوئی رعایت نہیں، اسی طرح نبی کے خاندان اور اس کے قریب ترین عزیزوں کے لیے بھی کسی رعایت کی گنجایش نہیں ہے۔ یہاں جس کے ساتھ بھی کوئی معاملہ ہے اس کے اوصاف (Merits) کے لحاظ سے ہے۔ کسی کا نسب اور کسی کے ساتھ آدمی کا تعلق کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ گمراہی وبدعملی پر خدا کے عذاب کا خوف سب کے لیے یکساں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اور سب تو ان چیزوں پر پکڑے جائیں مگر نبی کے رشتہ دار بچے رہ جائیں۔

ثبوت جرم کے بعد مجرم پر ترس کھانا

۲۷۔ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔ (بخاری وابن ماجہ)

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔''

تخریج:(۱) اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ عَلَى اَلْسِنَةِ اُنَاسٍ يُعْرَفُوْنَ وَهِیَ لَاتُعْرَفُ حُلِيًّا، فَبَاعَتْهُ وَاَخَذَتْ ثَمَنَهُ، فَاُتِیَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَعٰى اَهْلُهَا اِلٰى اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُكَلِّمُهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَتَشْفَعُ اِلَیَّ فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ اُسَامَةُ: اِسْتَغْفِرْلِیْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّتَئِذٍ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِمَا هُوَاَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّمَاهَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ فِيْهِمْ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ: لَوْاَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا، ثُمَّ قَطَعَ تِلْكَ الْمَرْأَةَ۔(۲۴)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک غیر معروف عورت نے جانے پہچانے معروف لوگوں کے سامنے زیور ادھار لیا اور اسے بیچ کر کھا گئی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اس کے خاندان والوں نے کوشش کی کہ اسامہ بن زید اس کی سفارش کریں۔ چناں چہ اسامہ نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی (سفارش کی) آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا (سرخ ہوگیا) اسامہ گفتگو کرتے رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسامہ سے فرمایا کیا تو حدود اللہ میں سے ایک حد میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ یہ جواب سن کر اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے معافی کی درخواست فرمائیں پھر اسی روز بعد از دوپہر آپ کھڑے ہوئے۔ اللہ کی وہ حمد وثنا فرمائی جس کا وہ اہل ہے پھر فرمایا اَمَّا بَعْدُ۔ تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے تباہ وبرباد ہوئے کہ ان میں اگر معزز آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب ادنیٰ درجہ کا آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اگر فاطمہ، محمد کی بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا۔

(۲) حَدَّثَنَامُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ فَارِسٍ، حَدَّثَنَااَبُوْصَالِحٍ، عَنِ اللَّيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ اَنَّ عَائِشَةَؓ قَالَتْ: اسْتَعَارَتِ امْرَأَةٌ تَعْنِیْ حُلِيًّا عَلَى اَلْسِنَةِ اُنَاسٍ يُعْرَفُوْنَ وَلَاتُعْرَفُ هِیَ، فَبَاعَتْهُ، فَاَخَذَتْ، فَاُتِیَ بِهَا النَّبِیَّ ﷺ، فَاَمَرَ بِقَطْعِ يَدِهَا وَهِیَ الَّتِیْ شَفَعَ فِيْهَا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَقَالَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَالَ۔(۲۵)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک غیر معروف عورت نے جانے پہچانے معروف لوگوں کے ذریعہ زیور عاریتاً لیا اور اسے بیچ کر کھا گئی۔ پس اسی جرم میں پکڑی گئی اور اسے نبی ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے اس کے قطع ید کا حکم صادر

فرمایا۔ یہ وہی عورت تھی جس کے بارے میں اسامہ بن زید نے سفارش کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق جو کچھ فرمایا، سو فرمایا۔

(۳) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَمَخْلَدُ بْنُ خَالِدٍ، الْمَعْنٰى، قَالاَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ مَخْلَدٌ: عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ امْرَأَةً مَخْزُوْمِيَّةً كَانَتْ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ فَتَجْحَدُهُ، فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا فَقُطِعَتْ يَدُهَا۔(۲۶)

——— قَالَ اَبُوْدَاوُدَ: رَوَاهُ جُوَيْرِيَّةُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَوْ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ، زَادَ فِيْهِ: وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ خَطِيْبًا، فَقَالَ:هَلْ مِنِ امْرَأَةٍ تَائِبَةٍ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهٖ۔ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، وَتِلْكَ شَاهِدَةٌ فَلَمْ تَقُمْ وَلَمْ تَتَكَلَّمْ، وَرَوَاهُ ابْنُ عُنْجٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ، قَالَ فِيْهِ: فَشَهِدَ عَلَيْهَا۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بنومخزوم کی ایک عورت سامان عاریتاً لے کر مکر جاتی تھی۔ نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا فرمان جاری کیا چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

تشریح: بنی مخزوم کے معزز گھرانے کی ایک عورت فاطمہ لوگوں کے زیور اور سامان عاریتاً منگواتی اور پھر مکر جایا کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا، اور جرم ثابت ہو گیا۔ قریش میں کھلبلی مچ گئی کہ کہیں اس کا بھی ہاتھ نہ کاٹ ڈالا جائے۔ مگر حضورؐ کے سامنے سفارش کی جرأت کسے تھی۔ آخر کار یہ مشورہ ہوا کہ اسامہ سے جو حضورؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید کے بیٹے تھے، سفارش کرائی جائے، کیوں کہ حضورؐ کو ان سے محبت تھی۔ اسامہ نے حاضر ہو کر سفارش کی۔ سنتے ہی آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا کیا تم حدود اللہ کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ سہم گئے اور معافی مانگی۔ اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا ''تم سے پہلے جو قومیں تباہ ہوئی ہیں ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان میں کوئی معزز آدمی جرم کرتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے۔ اور جب کوئی ادنیٰ درجے کا آدمی جرم کرتا تو اس کو سزا دیتے تھے۔ میں تو اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی، تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹے بغیر نہ چھوڑتا۔

(تفہیمات دوم، ۲۳: قطع...)

غیر اسلامی نظام میں اجرائے حدود شرعیہ

اسلامی قانون فوجداری کی دفعات اس مملکت کے لیے ہیں جس میں پورا اسلامی نظام زندگی قائم ہو نہ کہ اس مملکت کے لیے جس میں سارا نظام کفر کے طریقوں پر چل رہا ہو اور صرف ایک چوری یا زنا کی سزا اسلام کے قانون سے لے لی جائے۔ چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا عین انصاف ہے اگر ملک کا معاشی نظام بھی اس کے ساتھ اسلامی احکام کے مطابق ہے، اور یہ قطعی ظلم ہے اگر ملک میں اسلام کے منشا کے خلاف سود حلال اور زکوٰۃ متروک ہو اور حاجت مند انسان کی دست گیری کا کوئی انتظام نہ ہو۔

(رسائل و مسائل چہارم، عام مسائل: غیر...)

دور جدید میں قطع ید کی سزا کے اثرات

جب چور کے ہاتھ کاٹنے کا طریقہ جاری ہوگا تو ان شاء اللہ چوری نہایت تھوڑے عرصے میں ختم ہو جائے گی، اور سینکڑوں ہاتھوں کے کٹنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ ایک چور یہ امید رکھتا ہے کہ میں دس ہزار روپیہ چرالوں گا، اگر پکڑا جاؤں گا تو کچھ مدت تک سرکار کی روٹیاں کھا کر واپس آجاؤں گا اور اس وقت بھی میرے پاس اچھا خاصا سرمایہ جمع ہوگا۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص دوبارہ اولین موقع پاتے ہی پھر چوری کرے گا۔ اس طرح کے عادی مجرمین کی ہمارے ہاں کثرت ہے اور انہی کو جرائم سے باز رکھنا مشکل ترین مسئلہ ہے۔ لیکن اگر چور کو یہ معلوم ہو گیا کہ ایک مرتبہ پکڑے جانے کے بعد ایک ہاتھ اور دوسری مرتبہ پکڑے جانے کے بعد دوسرا ہاتھ کٹ جائے گا تو وہ چوری کرنے پر بآسانی آمادہ نہ ہوگا۔ پھر جس چور کا ہاتھ ایک مرتبہ کٹ جائے گا وہ جہاں جائے گا اس کا کٹا ہوا ہاتھ پکار پکار داستان حال بیان کرے گا اور موجودہ صورت حال باقی نہیں رہے گی۔ جس میں پیشہ ور چور اور اکو مہذب انسانوں کے بھیس میں چار سو اپنے شکار تلاش کرتے پھرتے ہیں اور کوئی انہیں پہچان بھی نہیں سکتا۔ میری قطعی رائے یہ ہے کہ چوری کے انسداد کے لیے اس قانون کے نفاذ کی شدید ضرورت ہے تہذیب جدید کے بہت سے نقائص میں سے ایک نقص یہ بھی ہے کہ اس کی ساری ہمدردیاں مجرم کے ساتھ ہیں۔ اس سوسائٹی کے ساتھ نہیں ہیں، جس کے خلاف مجرم سرگرم کار ہے۔ مجرد یہ سننے پر کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اس تہذیب کے فرزندوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہولناک جرائم کو معاشرے میں پروان چڑھتے دیکھ کر وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ آخر میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ اسلام صرف چور کا ہاتھ ہی نہیں کاٹتا بلکہ وہ زکوٰۃ وصدقات کا نظام بھی قائم کرتا ہے۔ ہر شخص کی بنیادی ضرورت بھی پوری کرتا ہے، وہ شہریوں کی اخلاقی تعلیم وتربیت کا بھی انتظام کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو حلال اور جائز طریق پر کمانا اور خرچ کرنا بھی سکھاتا ہے۔ اس کے بعد اگر ایک شخص کی حلال کمائی کو کوئی دوسرا حرام طریقے سے چراتا ہے، تو اسے ہاتھ کاٹنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

(رسائل ومسائل چہارم سیاسی مسائل: اسلام میں...)

ماخذ

(۱) احکام القرآن للجصاص ج۲ ص۴۱۸ سورۃ المائدۃ اورص۴۱۳ پر قال ابوبکر روی عن النبی ﷺ انه قال لاقطع علی خائن ولامختلس منقول ہے۔

(۲) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب القطع فی الخلسة والخیانة۔☆ نسائی ج۸ کتاب قطع السارق باب مالاقطع فیه عن جابر۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، باب الخائن والمنتهب والمختلس، عن جابر۔☆ابن ماجه نے لایقطع الخائن ولاالمنتهب ولا المختلس نقل کیاهے۔ کنزالعمال ج۵ حدیث ۱۳۳۵۳۔

(۳) ترمذی ج ۱۔ ابواب الحدود، باب ماجاء فی الخائن والمختلس والمنتهب۔ نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب مالاقطع فیه عن جابر۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸۔ کتاب السرقة باب لاقطع علی المختلس ولاعلی

المنتهب ولاعلى الخائن۔ عن جابر۔☆دارقطنی ج۳۔کتاب الحدود، حدیث ۳۱۰ عن جابر۔☆ سنن دارمی ج۲۔ کتاب الحدود، باب مالا یقطع من السرق۔

(۴) السنن الکبری للبیهقی ج۸۔کتاب السرقة باب مایجب فیه القطع۔

(۵) السنن الکبری للبیهقی ج۸کتاب السرقة باب السارق یسرق اولافتقطع یده الیمنی من مفصل الکف ثم یحسم بالنار۔☆عمرو بن دینار قال: کان عمر بن الخطابؓ عنه یقطع السارق من المفصل...اور حجیة بن عدی سے منقول ہے: ان علیا رضی اللّٰه عنه قطع ایدیهم من المفصل وحسمها۔☆السنن الکبریٰ ج۸کتاب السرقة۔

(۶) بخاری ج۲کتاب الحدود، باب قول الله والسارق والسارقة۔☆مسلم ج۲کتاب الحدود، باب حدالسرقة ونصابها۔مسلم میں فی ادنی کی جگه فی اقل ہے۔☆نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذاسرقه السارق قطعت یده۔ نسائی میں دون کی جگه المجن کے الفاظ ہیں۔

(۷) دارقطنی ج۳کتاب الحدود۔ حدیث نمبر۲۹۲۔☆مشکوٰة باب قطع السارق بحواله شرح السنة۔☆احکام القرآن للجصاص ج ۱ المائده۔

(۸) ابوداؤدج۴۔ کتاب الحدود باب ما لا قطع فیه۔☆ ترمذی ج ۱ ابواب الحدود، باب ماجاء لاقطع فی ثمرولاکثر۔ ☆نسائی ج۸۔کتاب قطع السارق، باب مالاقطع فیه۔☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب۲۷لایقطع فی ثمر ولاکثر۔ عن رافع بن خدیج۔ فی الزوائد: فی اسناده عبد الله بن سعید المقبری، وهو ضعیف۔☆موٴطا امام مالک ج۲کتاب الحدود باب مالاقطع فیه۔☆سنن دارمی ج۲کتاب الحدود باب مالایقطع فیه من الثمار۔ عن رافع بن خدیج۔☆السنن الکبری ج۸۔کتاب السرقة اورباب مایکون حرزا ومالایکون۔ عن رافع بن خدیج۔ ☆احکام القرآن للجصاص ج۲ سورة المائده۔☆ کنزالعمال ج۵ حدیث ۱۳۳۳۲۔

(۹) احکام القرآن للجصاص ج۲۔ سورة المائدة۔

(۱۰) احکام القرآن للجصاص ج۲۔ سورة المائده۔☆کنز العمال ج۵۔ حدیث نمبر۱۳۹۴۵۔

(۱۱) بخاری ج۲کتاب الحدود، باب قول اللّٰه والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما الخ۔☆مسلم ج۲کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت یده۔☆ابنِ ماجه کتاب الحدود، باب حد السارق۔☆موٴطا امام مالک ج۲کتاب السرقة، باب مایجب فیه القطع۔☆دارقطنی ج۳۔کتاب الحدود۔☆دارمی ج۲۔ کتاب الحدود باب مایقطع فیه الید۔☆احکام القرآن للجصاص ج۲ سوره مائده۔

(۱۲) نسائی ج۸کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذا سرقه انسارق قطعت یده۔☆دارقطنی ج۲کتاب الحدود۔

(۱۳) ابوداؤدج۴کتاب الحدود، باب مایقطع فیه السارق۔☆نسائی ج۸کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذا سرقه السارق قطعت یده۔

(۱۴) نسائی ج۸۔کتاب قطع السارق، باب الثمر المعلق یسرق۔☆موٴطا امام مالک ج۲کتاب الحدود، باب مایجب فیه القطع۔

(۱۵) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب فی الرجل یسرق فی الغزو ایقطع؟☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء ان لایقطع الایدی فی الغزو۔

(۱۶) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب فی تعلیق ید السارق☆ ترمذی ج۱ ۔ ابواب الحددو۔ باب ماجاء فی تعلیق ید السارق۔☆نسائی ج۷ کتاب قطع السارق، باب تعلیق یدالسارق فی عنقہ۔ ☆ ابن ماجہ کتاب الحدود، باب تعلیق الید فی العنق۔☆دارقطنی ج۲۔کتاب الحدود۔☆ ترمذی میں ھذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ الا من حدیث عمر بن علی ا لمقدمی عن الحجاج بن ارطاۃ وعبد الرحمن بن محیریز ھو اخو عبداللہ ابن محیریز شامی۔ اور نسائی میں قال ابوعبد الرحمن الحجاج بن ارطاۃ ضعیف ولایحتج بحدیثہ کھا گیاھے۔ ☆السنن الکبری للبیھقی ج۸۔ کتاب السرقۃ باب ماجاء فی تعلیق الید فی عنق السارق۔ عن فضالۃ بن عبید۔

(۱۷) بخاری ج۲ کتاب الحدود، باب قول اللہ والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما وفی کم تقطع۔ وقطع علی من الکفِّ وقال قتادۃ فی امرأۃٍ سرقت فقطعت شمالھا لیس الا ذلک۔ بخاری میں یقطع فی ربع دینار بھی مروی ھے۔☆مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد السرقۃ ونصابھا۔☆ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب مایقطع فیہ السارق۔☆نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب القدر الذی اذا سرقہ السارق قطعت یدہ۔☆ابن ماجہ کتاب الحدود، حد السارق۔ ☆احکام القران للجصاص ج۲ المائدہ۔☆ترمذی ج۱ ۔ابواب الحدود باب ماجاء فی کم یقطع السارق۔حدیث عائشۃ حدیث حسن صحیح۔☆السنن الکبری ج۸ کتاب السرقۃ باب مایجب فیہ القطع نسائی کی ایک روایت میں قطع رسول اللہ ﷺ فی ربع دینار بھی مروی ھے۔☆دارقطنی ج۲ کتاب الحدود میں لاتقطع یدالسارق الا فی ربع دینار فصاعداً۔☆بخاری کتاب الحدود اور نسائی کتاب قطع السارق، السنن الکبریٰ نے کتاب السرقۃ میں حضرت عائشہ کے حوالہ سے عن النبی ﷺ قال تقطع یدالسارق فی ربع دینار بھی روایت کیاھے۔☆نسائی نے کتاب قطع السارق باب القدر الذی اذا سرقہ السارق قطعت یدہ اور دارقطنی نے ج۳ کتاب الحدود میں عن عائشۃ ان رسول اللہ ﷺ قال: لاتقطع الید الافی یعنی ثمن المجن ثلث دینار اونصف دینار فصاعداً بھی مروی ھے۔☆حضرت عائشہ سے مروی بخاری میں کتاب الفرائض میں منقول روایت میں ان یدالسارق لم تقطع علی عھد النبی ﷺ الافی ثمن مجنٍ حَجَفۃٍ اوتُرس بھی مذکور ھے۔☆بخاری کتاب الحدود باب قول اللہ والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما اور مسلم کتاب الحدود باب حد السرقۃ ونصابھا اور ابن ماجہ کتاب الحدود باب حد السارق نے حضرت ابوھریرہ سے قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فتقطع یدہ ویسرق الحبل فتقطع یدہ بیان کیاھے۔

(۱۸) ابن ماجہ کتاب الحدود، باب العبد یسرق۔

(۱۹) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب فی قطع النباش۔

(۲۰) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب فی القطع فی العاریۃ اذا جَحَدَتْ۔☆احکام القرآن للجصاص ج۲ المائدہ۔

(۲۱) مسند احمد ج۲ ص۷۸۔۱۷۷ ۔☆تفسیر ابنِ جریر ج۴ جز۶، سورۃ المائدہ۔ عن عبداللہ بن عمرو۔

(۲۲) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب فی التلقین فی الحد۔☆نسائی ج۸کتاب السرقة، باب تلقین السارق۔ ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۲۹تلقین السارق۔ ابن ماجه اور نسائی نے فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: قُلْ اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ نقل کیاهے اور نسائی میں اِذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ جِیئُوْا بِهٖ فَقَطَعُوْهُ ثُمَّ جَاؤُا به هے۔☆مسند احمد ج۵ ص۲۹۳۔☆سنن دارمی ج۲کتاب الحدود باب ۶المعترف بالسرقة۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب السرقة، باب ماجاء فی الاقرار بالسرقة والرجوع عنه۔☆ احکام القرآن للجصاص ح۲ سورة المائدة۔

(۲۳) بخاری ج۲۔ کتاب المغازی کتاب الحدود، باب کراهیة الشفاعة فی الحد اذا رفع الی السلطان ، ج۱کتاب الانبیاء ، ج۲اور ج۱میں المرأة المخزومیة کی وضاحت بهی هے۔☆مسلم ج۲کتاب الحدود، باب النهی عن الشفاعة فی الحدود۔☆ابوداؤد ج۴کتاب الحدود، باب فی الحد یشفع فیه۔☆ترمذی ج۱ابواب الحدود، باب ماجاء فی کراهیة ان یشفع فی الحدود۔☆ نسائی ج۸کتاب قطع السارق باب ذکر اختلاف الناقلین لخبر الزهری فی المخزومیة التی سرقت۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب۶ الشفاعة فی الحدود۔ ☆ مسند احمد ج۶ ص۱۶۲۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸۔کتاب السرقة، باب السارق توهب له السرقة۔ عن عائشة۔ ☆سنن دارمی ج۲کتاب الحدود باب الشفاعة فی الحدود دون السلطان۔

(۲۴) نسائی ج۸کتاب قطع السارق، باب فی المخزومیة التی سرقت۔

(۲۵) ابوداؤد ج۴کتاب الحدود، باب فی القطع فی العاریة اذا جحدت۔☆نسائی ج۸،کتاب قطع السارق، باب فی المخزومیة التی سرقت۔

(۲۶) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب فی القطع فی العاریة اذا جحدت،☆نسائی ج۸کتاب قطع السارق، باب مایکون حرزا ومالایکون۔☆ابوداؤد نے حضرت عائشه سے بیان کیاهے ۔

شراب نوشی

شراب کے متعلق ارشادات نبوی

۲۸۔ شراب کے متعلق آخری حکم آنے سے پہلے نبی ﷺ نے ایک خطبہ میں لوگوں کو متنبہ فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے، بعید نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آجائے، لہٰذا جن جن لوگوں کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کردیں۔

تخریج: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيْرِيُّ، قَالَ: نَاعَبْدُالْاَعْلٰى، ابْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى اَبُوْهَمَّام، قَالَ: نَاسَعِيْد نِالْجُرَيْرِيُّ، عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ، عَنْ اَبِىْ سَعِيْد نِالْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ، قَالَ: يَااَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعَرِّضُ بِالْخَمْرِ وَلَعَلَّ اللّٰهَ سَيُنْزِلُ فِيْهَا اَمْرًا، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلْيَبِعْهُ، وَلْيَنْتَفِعْ بِهٖ، قَالَ: فَمَا لَبِثْنَا اِلَّايَسِيْرًا حَتّٰى قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ الْخَمْرَ، فَمَنْ اَدْرَكَتْهُ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَعِنْدَهُ مِنْهَا شَيْءٌ فَلَا يَشْرَبْ، وَلَايَبِعْ (وَلَايَبِيْعُ) قَالَ: فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ بِمَا كَانَ عِنْدَهُمْ مِنْهَا فِىْ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ فَسَفَكُوْهَا۔(۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ میں خطاب فرماتے سنا، فرمایا لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ حرمتِ شراب کا اشارہ فرمارہا ہے ممکن ہے اس کے متعلق کوئی حکم نازل فرمادے پس جس کسی کے پاس تھوڑی بہت شراب موجود ہو اسے فروخت کردے اور فائدہ اٹھالے۔ حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ بس چند روز گزرے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کردیا ہے اب جسے حرمتِ شراب کی یہ آیت پہنچے اور اس کے پاس کچھ شراب موجود ہو تو نہ اسے خود پیے اور نہ ہی آگے فروخت کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں کے پاس جتنی شراب تھی اسے لے کر مدینہ کے راستہ پر آگئے اور اسے زمین پر بہادیا۔

۲۹۔ آخری حکم کے بعد آپ نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں نہ بیچ سکتے ہیں، بلکہ وہ اسے ضائع کردیں۔

تخریج: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: نَاحَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ وَغَيْرُهٗ عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَأِيِّ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ اَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اِنَّ رَجُلاً اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْحَرَّمَهَا، قَالَ: لاَ،فَسَارَّ اِنْسَانًا، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِمَ سَارَرْتَهُ؟ فَقَالَ: اَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا. فَقَالَ: اِنَّ الَّذِىْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا، قَالَ: فَفَتَحَ الْمَزَادَةَ حَتّٰى ذَهَبَ مَافِيْهَا۔(۲)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن وعلہ سبائی جو مصر کا رہنے والا تھا سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس سے انگور سے نچوڑے ہوئے شیرے کے بارے میں پوچھا۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شراب کا مشکیزہ ہدیۃً پیش کیا آپ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کر دیا ہے وہ بولا نہیں مجھے تو معلوم نہیں۔ یہ سن کر اس نے ایک دوسرے انسان سے ذرا سرگوشی کی۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا اس سے تم نے کیا سرگوشی کی ہے؟ وہ بولا میں نے اسے شراب فروخت کرنے کا اشارہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا جس ذات نے اسے پینا حرام قرار دیا ہے اسی نے اس کو فروخت کرنا بھی حرام کر دیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے مشکیزے کا منہ کھول دیا کہ وہ ساری زمین پر بہہ گئی۔

۳۰۔ آپؐ نے فرمایا ''جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اسے تحفۃً دینے سے بھی منع کر دیا ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا يَعْلٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ. قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ بَيْعِ الْخَمْرِ، فَقَالَ: كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَدِيْقٌ مِنْ ثَقِيْفٍ اَوْدَوْسٍ. فَلَقِيَهُ بِمَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ بِرَاوِيَةٍ مِنْ خَمْرٍ يُهْدِيْهَا لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَافُلاَنُ! اَمَاعَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْحَرَّمَهَا؟ قَالَ: فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ عَلٰى غُلاَمِهِ، فَقَالَ: اذْهَبْ، فَبِعْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: بِمَا ذَااَمَرْتَهُ يَافُلاَنُ؟ قَالَ: اَمَرْتُهُ بِبَيْعِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الَّذِىْ حَرَّمَ شُرْبَهَا، حَرَّمَ بَيْعَهَا. فَاَمَرَ بِهَا فَاُكْفِئَتْ فِى الْبُطْحَاءِ۔(۳)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن وعلہ سے روایت ہے اس نے خود بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ سے شراب کی فروخت کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا قبیلہ ثقیف یا دوس کا ایک شخص دوست تھا فتح مکہ کے موقع پر وہ آپ سے ملا۔ وہ اپنے ساتھ شراب کا ایک مشکیزہ بھی لایا تھا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کرنا چاہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا، اے فلاں! کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کر دیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر وہ اپنے غلام کی جانب متوجہ ہوا اور اسے کہا کہ چلے جاؤ اور اسے فروخت کر دو۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تو نے اپنے غلام کو کیا حکم دیا ہے۔ وہ بولا میں نے اسے شراب فروخت کرنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس ذات نے اس کا پینا حرام کیا ہے۔ اسی نے اس کا فروخت کرنا بھی حرام کر دیا ہے اس نے اسے گرانے کا حکم دیا اور بطحاء میں انڈیل دی گئی۔

۳۱۔ شراب کو سرکے میں تبدیل کرنے سے بھی منع کیا، فرمایا ''اسے بہادو۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، قَالَ: اَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ح قَالَ وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُبْنُ حَرْبٍ، قَالَ: نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا، فَقَالَ: لَا۔(۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا، فرمایا نہیں۔

ابوداؤد نے مندرجہ ذیل روایت نقل کی ہے:

(۲)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَاطَلْحَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ اَيْتَامٍ وَرِثُوْا خَمْرًا، قَالَ: اَهْرِقْهَا، قَالَ: اَفَلَا اَجْعَلُهَا خَلًّا؟قَالَ: لَا۔(۵)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابوطلحہ نے نبی ﷺ سے ان یتیموں کے بارے میں دریافت کیا جن کو وراثت میں شراب ملی ہے۔آپ نے فرمایا، اسے بہادو۔دریافت کیا، میں اسے سرکہ میں تبدیل نہ کرلوں؟ فرمایا نہیں!

۳۲۔ فرمایا ''وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُثَنّٰى قَالَا: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: نَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ اَبِيْهِ وَائِلِ نِالْحَضْرَمِيِّ اَنَّ طَارِقَ نَ سُوَيْدِ نِالْجُعْفِيَّ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ اَوْكَرِهَ اَنْ يَصْنَعَهَا، فَقَالَ: اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ: اِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ۔(۶)

ترجمہ: طارق بن سوید جعفی نے نبی ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا۔آپ نے شراب سے منع فرمایا یا اس کے تیار کرنے کو ناپسند فرمایا۔طارق نے عرض کیا میں تو اسے دوا کے طور پر تیار کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا یہ دوا نہیں ہے یہ تو خود بیماری ہے۔

۳۳۔ سرد علاقے کے لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ جو چیز تم پیتے ہو وہ نشہ کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ''ہاں! فرمایا ''تو اس سے پرہیز کرو۔'' انہوں نے کہا کہ ہمارے علاقے کے لوگ تو نہیں مانیں گے فرمایا ''اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السِّرِيِّ، ثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ يَعْنِي ابْنِ اِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ مَرْثَدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْيَزَنِيِّ، عَنْ دَيْلَمٍ الْحِمْيَرِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا بِاَرْضٍ بَارِدَةٍ نُعَالِجُ فِيْهَا عَمَلًا شَدِيْدًا، وَاِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِنْ هٰذَا الْقَمْحِ نَتَقَوّٰى بِهٖ عَلٰى

اَعْمَالِنَا وَعَلٰی بَرْدِ بِلَادِنَا، قَالَ: هَلْ يُسْكِرُ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ: فَاجْتَنِبُوْهُ، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيْهِ. قَالَ:فَإِنْ لَّمْ يَتْرُكُوْهُ، فَقَاتِلُوْهُمْ.(۷)

ترجمہ : دیلم حمیری سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اے اللہ کے رسول ہم سرد علاقہ کے باشندے ہیں۔ سخت محنت ومشقت ہمیں کرنی پڑتی ہے۔ اس گندم سے ہم شراب تیار کرتے ہیں جس سے ہم جسمانی قوت بحال کرتے ہیں اور سخت سردی جو ہمارے علاقوں میں پڑتی ہے اس سے اس کا دفاع کرتے ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ نشہ آور ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں (نشہ آور تو ہے) آپ نے فرمایا تو پھر اس سے اجتناب کرو۔ راوی بیان ہے کہ میں نے عرض کیا لوگ تو اسے چھوڑنے والے نہیں۔ فرمایا اگر وہ اسے نہ چھوڑیں تو ان سے جنگ کرو۔

۳۴۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ.

''اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر، کشید کرنے والے پر اور کشید کرانے والے پر اور ڈھو کر لے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے وہ ڈھو کر لے جائی گئی ہو۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ، ثَنَا وَكِيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَلْقَمَةَ مَوْلَاهُمْ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْغَافِقِيِّ اَنَّهُمَا سَمِعَا ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا، وَسَاقِيَهَا، وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا، وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا، وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ.

ترمذی نے نقل کیا ہے:

(۲)عَنْ اَنَسٍ، قَالَ:لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْخَمْرِ عَشَرَةً، عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَ وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰكِلَ ثَمَنِهَا، وَالْمُشْتَرِی لَهَا وَالْمُشْتَرَاةَ لَهٗ.(۹)

تشریح: خمر کا لفظ عرب میں انگوری شراب کے لیے استعمال ہوتا تھا، اور مجازاً گیہوں، جو، کشمش، کھجور اور شہد کی شرابوں کے لیے بھی یہ لفظ بولتے تھے مگر نبی ﷺ نے حرمت کے اس حکم کو تمام ان چیزوں پر عام قرار دیا جو نشہ پیدا کرنے والی ہیں۔

۳۵۔ نبی ﷺ نے اس دسترخوان پر کھانا کھانے سے منع فرمایا جس پر شراب پی جارہی ہو ابتداءً آپ نے ان برتنوں کے استعمال کو منع فرمادیا تھا جن میں شراب بنائی اور پی جاتی تھی۔

تخریج:(۱)اَخْبَرَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَبِیْ جَعْفَرٍ، ثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلَا يَقْعُدْ عَلٰی مَائِدَةٍ يُشْرَبُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ.

ترجمہ : حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ پر ایمان اور آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جارہی ہو۔

(۲) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى، قَالَ:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَبُوْاَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ،قَالَ:حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ : نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الظُّرُوْفِ، فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اِنَّهٗ لَابُدَّ لَنَا مِنْهَا، قَالَ:فَلَا اِذًا۔(۱۱)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (بعض خاص) برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ انصار بولے، ان برتنوں کے استعمال کے بغیر تو ہمارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے تو آپ نے فرمایا اچھا تو پھر کوئی ممانعت نہیں۔

(۳)حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ:حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمٍ نِ الْاَحْوَلِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ اَبِيْ عِيَاضٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ:لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْاَسْقِيَةِ، قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً، فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِالْمُزَفَّتِ۔(۱۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ نے بعض مخصوص برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم میں سے ہر ایک کے پاس مشکیزہ تو نہیں ہے، تو آپ نے (ٹھلیا) ایسے گھڑی کی اجازت دے دی جس پر تارکول نہ ہو (جولاکھی نہ ہو)۔

۳۶۔ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

''ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا اَبُوالرَّبِيْعِ الْعَتَكِيُّ وَاَبُوْكَامِلٍ، قَالَا: نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: نَاايُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، فَمَاتَ وَهُوَيُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ، لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔(۱۳)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جس شخص نے دنیا میں شراب نوش کی اور شراب نوشی کرتے کرتے ہی مر گیا اور توبہ نہیں کی تو وہ آخرت میں اسے نہیں پیے گا (اسے پینے کے لیے جنت کی شراب نہیں ملے گی)۔

—— وفی الباب عن ابی هريرة وابی سعيد وعبد اللّٰه بن عمر وعباده، وابی مالک الاشعری وابن عباس، حديث ابن عمر حديث حسن صحيح وقد روی من غير وجه عن نافع، عن ابن عمر، عن النبی ﷺ ورواه مالک بن انس عن نافع، عن ابن عمر موقوفا ولم يرفعه۔(۱۴)

(۲)حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ:اَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔(۱۵)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے دنیا میں شراب نوشی کی اور پھر (مرنے سے پہلے) توبہ بھی نہ کی، آخرت میں اسے اس سے محروم رکھا جائے گا۔

۳۷۔ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ .

''ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ، فَقَالَ: كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔(۱۶)

ترجمہ : حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد سے تیار شدہ شراب کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہر مشروب جو نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

۳۸۔ وَاَنَا اَنْهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ۔

''اور میں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔''

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ، ثَنَا يُوْنُسُ، ثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ كَثِيْرٍ الْهَمْدَانِيِّ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّ السَّرِيَّ ابْنَ اِسْمَاعِيْلَ الْكُوْفِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّ الشَّعْبِيَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْرًا، وَمِنَ الشَّعِيْرِ خَمْرًا، وَمِنَ الزَّبِيْبِ خَمْرًا، وَمِنَ التَّمْرِ خَمْرًا وَمِنَ الْعَسَلِ خَمْرًا وَاَنَا اَنْهٰى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ۔(۱۷)

ترجمہ : نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گندم سے بھی شراب تیار ہوتی ہے، جو سے بھی اور کشمش سے بھی شراب بنائی جاتی ہے، خشک کھجور اور شہد سے بھی اور میں ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔

(۲) حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ عَبْدِالْوَاحِدِ (اَبُوْ غَسَّانَ)، ثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: قَرَاْتُ عَلَى الْفُضَيْلِ (بْنِ مَيْسَرَةَ)، عَنْ اَبِيْ حُرَيْزٍ، اَنَّ عَامِرًا حَدَّثَهٗ، اَنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: اِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعَصِيْرِ، وَالزَّبِيْبِ، وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيْرِ، وَالذُّرَّةِ، وَاِنِّيْ اَنْهَاكُمْ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ۔(۱۸)

ترجمہ : نعمان بن بشیر نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ شراب، انگور، کشمش، خشک کھجور، گندم، جو، اور مکئی یا کنگنی سے تیار ہوتی ہے، اور میں تمہیں ہر قسم کی نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔

۳۹۔ مَااَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ۔

''جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، ثَنَا اِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنُ جَعْفَرٍ. عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ اَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَااَسْكَرَ كَثِيْرُهُ، فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ۔(۱۹)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

۴۰۔ مَااَسْكَرَ الْفَرَقُ مِنْهُ فَمِلْأُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ۔

''جس چیز کا ایک پورا قرابہ نشہ پیدا کرتا ہو اس کا ایک چلو پینا بھی حرام ہے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَمُوْسٰى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ، قَالَا: ثَنَا مَهْدِيٌّ يَعْنِي ابْنُ مَيْمُوْنٍ. ثَنَا اَبُوْ عُثْمَانَ، قَالَ مُوْسٰى: (وَهُوَ) عَمْرُو بْنُ سَلْمٍ الْاَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ، وَمَا اَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ۔(۲۰)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے جس چیز کا پورا قرابہ نشہ پیدا کرتا ہو اس کا ایک چلو پینا بھی حرام ہے۔

تشریح: شراب کی حرمت کے سلسلہ میں اس سے پہلے دو حکم آ چکے تھے، جو سورہ بقرہ آیت ۲۱۹ اور سورۂ نساء آیت ۴۳ میں گزر چکے ہیں۔ اب اس آخری حکم آنے سے پہلے نبی ﷺ نے ایک خطبہ میں لوگوں کو متنبہ فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کو شراب سخت ناپسند ہے، بعید نہیں کہ اس کی قطعی حرمت کا حکم آ جائے، لہٰذا جن جن لوگوں کے پاس شراب موجود ہو وہ اسے فروخت کر دیں۔ اس کے کچھ مدت بعد یہ آیت: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الایۃ نازل ہوئی اور آپؐ نے اعلان کرایا کہ اب جن کے پاس شراب ہے وہ نہ اسے پی سکتے ہیں، نہ بیچ سکتے ہیں، بلکہ وہ اسے ضائع کر دیں۔ چناں چہ اسی وقت مدینہ کی گلیوں میں شراب بہا دی گئی۔ بعض لوگوں نے پوچھا ہم یہودیوں کو تحفۃً کیوں نہ دے دیں؟ آپؐ نے فرمایا ''جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس نے اسے تحفۃً دینے سے بھی منع کر دیا ہے۔'' بعض لوگوں نے پوچھا ہم شراب کو سرکے میں کیوں نہ تبدیل کر دیں؟ آپؐ نے اس سے بھی منع فرمایا اور حکم دیا کہ ''نہیں، اسے بہا دو'' ایک صاحب نے باصرار دریافت کیا کہ دوا کے طور پر استعمال کی تو اجازت ہے؟ فرمایا ''نہیں، وہ دوا نہیں ہے بلکہ بیماری ہے'' ایک اور صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ایک ایسے علاقے کے رہنے والے ہیں جو نہایت سرد ہے اور ہمیں محنت بھی بہت کرنی پڑتی ہے۔ ہم لوگ شراب سے تکان اور سردی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا جو چیز تم پیتے ہو وہ نشہ کرتی ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں! فرمایا تو اس سے پرہیز کرو۔ انہوں نے عرض کیا مگر ہمارے علاقے کے لوگ تو نہیں مانیں گے۔ فرمایا وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو۔!

شراب نوشی کی حد

نبی ﷺ کے زمانے میں شراب پینے والے کے لیے کوئی خاص سزا مقرر نہ تھی۔ جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا تھا اسے

جوتے، لات، مکے، بل دی ہوئی چادروں کے سونٹے اور کھجور کے سنٹے مارے جاتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ ۴۰ ضربیں آپ کے زمانہ میں اس جرم پر لگائی گئی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ۴۰ کوڑے مارے جاتے تھے۔ حضرت عمر کے زمانے میں بھی ابتداءً ۴۰ کوڑوں ہی کی سزا رہی۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ اس جرم سے باز نہیں آتے تو انہوں نے صحابہ کرام کے مشورے سے ۸۰ کوڑے سزا مقرر کی۔ اسی سزا کو امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور ایک روایت کے بموجب امام شافعیؒ بھی، شراب کی حد قرار دیتے ہیں۔ مگر امام احمد بن حنبلؒ اور ایک دوسری روایت کے مطابق امام شافعیؒ ۴۰ کوڑوں کے قائل ہیں، اور حضرت علیؓ نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے۔

شریعت کی رو سے یہ بات حکومت اسلامی کے فرائض میں داخل ہے کہ وہ شراب کی بندش کے اس حکم کو بزور قوت نافذ کرے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بنی ثقیف کے ایک شخص رُوَیْشِد کی دوکان اس بنا پر جلوادی گئی کہ وہ خفیہ طور پر شراب بیچتا تھا ایک دوسرے موقع پر ایک پورا گاؤں حضرت عمرؓ کے حکم سے اس قصور پر جلا ڈالا گیا کہ وہاں خفیہ طریقے سے شراب کی کشید اور فروخت کا کاروبار ہو رہا تھا۔ (تفہیم القرآن ج ۱، المائدہ، حاشیہ ۹۰)

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ اِيَاسٍ، قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ح وَحَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ۔ (۲۱)

—— مسلم نے جلد ابوبکر اربعین کے بعد فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ، وَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرِّيْفِ وَالْقُرَى قَالَ: مَاتَرَوْنَ فِيْ جَلْدِ الْخَمْرِ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا كَاَخَفِّ الْحُدُوْدِ، قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِيْنَ کا اضافہ بھی نقل کیا ہے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ اَيُّوْبَ، عَنْ اَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ جِيْءَ بِالنُّعَيْمَانِ اَوْبِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ كَانَ فِي الْبَيْتِ اَنْ يَّضْرِبُوْهُ، قَالَ: فَضَرَبُوْهُ، وَكُنْتُ اَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ۔ (۲۲)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ اَنَسٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْشَرِبَ، قَالَ: اِضْرِبُوْهُ، قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ، فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ: لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ۔ (۲۳)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک ایسا آدمی لایا گیا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا، مارو اسے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ہم میں ہاتھ سے مارنے والے بھی تھے اور جوتوں سے مارنے

والے بھی اور کپڑے سے مارنے والے بھی۔ مار کھا کر وہ واپس جانے لگا تو کسی نے کہا خدا تجھے ذلیل و رسوا کرے۔ آپ نے فرمایا اس طرح مت کہو۔ اس کے خلاف شیطان کی اعانت و مدد نہ کرو۔

(۴)حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْجُعَيْدِ، عَنْ يَزِيْدَ ابْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كُنَّا نُؤتَى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاِمْرَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ اٰخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ، فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ۔(۲۴)

ترجمہ: سائب بن یزید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی عہد خلافت میں، ہمیں شرابی کے پاس لایا جاتا تو ہم لوگ اسے ہاتھوں سے جوتوں اور چادروں سے مارتے تھے، تا آں کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا آخری دور آیا تو انہوں نے چالیس کوڑے مارے اور جب ان شراب نوشوں نے زیادہ سرکشی کی اور فسق کر کے حد سے تجاوز کرنے لگے تو حضرت عمرؓ نے اسّی کوڑے سے سزا دی۔

(۵)حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ خَالِدُ ابْنُ يَزِيْدَ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِيْ هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، اَنَّ رَجُلاً عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَاراً، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَاُتِيَ بِهٖ يَوْمًا، فَاَمَرَ بِهٖ، فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَااَكْثَرَ مَايُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَاتَلْعَنُوْهُ، فَوَاللّٰهِ! مَاعَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔(۲۵)

ترجمہ: حضرت عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے عہد میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا، اسے رسول اللہ ﷺ نے شراب نوشی کی سزا میں کوڑے بھی لگوائے تھے۔ ایک روز پھر حالت نشہ میں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے پھر اسے کوڑے مارے جانے کا حکم دیا۔ اسے کوڑے لگائے گئے۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا اللہ کی لعنت ہو اس پر کس قدر اسے نشہ کی حالت میں لایا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس پر لعنت نہ کرو! بخدا مجھے معلوم ہے کہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔

(۶)حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدِ النَّخَعِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: مَاكُنْتُ لِاُقِيْمَ حَدّاً عَلٰى اَحَدٍ فَيَمُوْتُ فَاَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ اِلَّاصَاحِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّهٗ لَوْمَاتَ وَدَيْتُهٗ، وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهٗ۔(۲۶)

ترجمہ: عمیر بن سعید نخعی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص پر میں حد قائم کروں اور وہ مر جائے تو مجھے رنج نہ ہوگا۔ البتہ شراب نوش اس سے مستثنیٰ ہے کہ اگر وہ سزا کی وجہ سے مر جائے تو میں اس کی دیت دوں گا یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔

(۷)حَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَزُهَيْرُابْنُ حَرْبٍ وَعَلِیُّ ابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا:نَااِسْمَاعِيْلُ وَهُوَابْنُ عُلَيَّةَ، عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الدَّانَاجِ قَالَ وَحَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ابْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِیُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ: اَنَا يَحْیٰ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ فَيْرُوْزَ مَوْلَی ابْنِ عَامِرٍ الدَّانَاجِ، قَالَ:نَاحُصَيْنُ بْنُ الْمُنْذِرِ اَبُوْسَاسَانٍ قَالَ:شَهِدْتُّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ اُتِیَ بِالْوَلِيْدِ، قَدْ صَلّٰی الصُّبْحَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ:اَزِيْدُكُمْ فَشَهِدَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ، اَحَدُهُمَا حُمْرَانُ، اَنَّهٗ شَرِبَ الْخَمْرَ، وَشَهِدَ اٰخَرُ: اَنَّهٗ رَاٰهُ يَتَقَيَّأُ، فَقَالَ عُثْمَانُ:اَنَّهٗ لَمْ يَتَقَيَّأْ، حَتّٰی شَرِبَهَا، فَقَالَ: يَاعَلِیُّ! قُمْ، فَاجْلِدْهُ، فَقَالَ عَلِیٌّ: قُمْ يَاحَسَنُ، فَاَجْلِدْهُ، فَقَالَ الْحَسَنُ: وَلِّ حَارَّهَا مَنْ تَوَلّٰی قَارَّهَا فَكَاَنَّهٗ وَجَدَ عَلَيْهِ.فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ! قُمْ، فَاجْلِدْهُ، فَجَلَدَهٗ وَعَلِیٌّ يَعُدُّ حَتّٰی بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ، فَقَالَ:اَمْسِكْ، ثُمَّ قَالَ: جَلَدَ النَّبِیُّ ﷺ اَرْبَعِيْنَ وَاَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ وَعُمَرُ ثَمَانِيْنَ وَكُلٌّ سُنَّةٌ وَهٰذَا اَحَبُّ اِلَیَّ۔ (۲۷)

ـــــ زَادَ عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ فِیْ رِوَايَتِهٖ، قَالَ اِسْمَاعِيْلُ: وَ قَدْ سَمِعْتُ حَدِيْثَ الدَّانَاجِ مِنْهُ فَلَمْ اَحْفَظْهُ۔

ترجمہ:ابوساسان حصین بن منذر سے روایت ہے انہوں نے بتایا کہ میں اس موقع پر عثمان بن عفانؓ کے پاس تھا۔ جب ولید کو ان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ولید نے نماز صبح کی دو رکعتیں پڑھائیں اور کہا کہ تمہیں مزید پڑھاؤں۔ دو آدمیوں نے ولید کے خلاف گواہی دی۔ ان میں سے ایک حمران تھا جس نے کہا کہ اس نے شراب پی ہے اور دوسرے نے کہا کہ اس نے میرے سامنے شراب کی قے کی۔ حضرت عثمانؓ نے کہا اگر اس نے شراب نوشی نہ کی ہوتی تو شراب کی قے کیسے کرتا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اٹھو اور اسے حد لگاؤ۔ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حسنؓ سے کہا اے حسن اٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔ حضرت حسن نے کہا جس نے خلافت کے سرد کا مزا لوٹا ہے وہ گرم کی تکلیف بھی اٹھائے۔ حضرت علیؓ اس بات پر ناراض ہوئے حسن پر اور عبداللہ بن جعفر کو حکم دیا کہ اٹھ اور اسے کوڑے لگا۔ چناں چہ انہوں نے کھڑے ہو کر ولید کو کوڑے لگائے اور حضرت علیؓ شمار کرتے جاتے تھے۔ جب چالیس کوڑے لگ چکے تو حضرت علیؓ نے فرمایا بس اب رک جا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (شراب نوشی کی سزا میں) چالیس کوڑے لگائے اور حضرت ابوبکرؓ نے بھی چالیس کوڑے لگائے اور حضرت عمرؓ نے اسّی ۸۰ لگوائے اور یہ سب مسنون ہیں البتہ میرے نزدیک چالیس لگانا بہتر ہے۔

(۸)حَدَّثَنَا ابْنُ السَّرْحِ، قَالَ: وَجَدْتُّ فِیْ كِتَابِ خَالِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَخْبَرَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْاَزْهَرِ اَخْبَرَهٗ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ:اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِشَارِبٍ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ، فَحَثٰی فِیْ وَجْهِهِ التُّرَابَ، ثُمَّ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ فَضَرَبُوْهُ بِنِعَالِهِمْ وَمَاكَانَ فِیْ اَيْدِيْهِمْ، حَتّٰی قَالَ لَهُمْ:ارْفَعُوْا،فَرَفَعُوْا فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ فِی الْخَمْرِ اَرْبَعِيْنَ، ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ اَرْبَعِيْنَ صَدْرًا مِنْ اِمَارَتِهٖ، ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِيْنَ فِیْ اٰخِرِ خِلَافَتِهٖ، ثُمَّ جَلَدَ عُثْمَانُ الْحَدَّيْنِ كِلَيْهِمَا ثَمَانِيْنَ وَاَرْبَعِيْنَ، ثُمَّ اَثْبَتَ مُعَاوِيَةُ الْحَدَّ ثَمَانِيْنَ۔(۲۸)

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ازہر اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شرابی پیش کیا گیا اس وقت آپ حنین میں تھے۔ آپ نے اس کے چہرے پر خاک ڈال دی اور اپنے صحابہ سے فرمایا (کہا اسے مارو) چناں چہ انہوں نے اسے جوتوں سے پیٹا اور جو کچھ ان کے ہاتھ لگا اس سے اس کی پٹائی کی یہاں تک کہ آپ نے فرمایا بس ہاتھ اٹھاؤ تو لوگوں نے مار پیٹ سے اپنے ہاتھ اٹھا لیے (مارنا بند کر دیا)۔ پھر رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے۔ تو آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ شراب نوشی کی حد میں چالیس کوڑے ہی مارتے رہے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی اپنی ابتدائے خلافت میں چالیس کوڑے ہی لگائے مگر خلافت کے آخری وقت میں اسی کوڑے لگوائے۔ جب حضرت عثمانؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے کبھی اسی اور کبھی چالیس کوڑے لگوائے۔ امیر معاویہ نے حد میں اسی کوڑے ہی ضروری قرار دیے۔

(۹) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ الْفَتْحِ، وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ يَتَخَلَّلُ النَّاسَ يَسْأَلُ عَنْ مَنْزِلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ، فَأُتِيَ بِشَارِبٍ، فَأَمَرَهُمْ، فَضَرَبُوْهُ بِمَا فِيْ أَيْدِيْهِمْ: فَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِالسَّوْطِ، وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِعَصًا وَمِنْهُمْ مَنْ ضَرَبَهُ بِنَعْلِهِ وَحَثٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التُّرَابَ، فَلَمَّا كَانَ أَبُوْبَكْرٍ أُتِيَ بِشَارِبٍ، فَسَأَلَهُمْ عَنْ ضَرْبِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْ ضَرَبَهُ، فَحَزَرُوْهُ أَرْبَعِيْنَ، فَضَرَبَ أَبُوْبَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ كَتَبَ إِلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: إِنَّ النَّاسَ قَدْ انْهَمَكُوْا فِي الشُّرْبِ، وَتَحَاقَرُوْا الْحَدَّ وَالْعُقُوْبَةَ، قَالَ: هُمْ عِنْدَكَ فَسَلْهُمْ، وَعِنْدَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ، فَسَأَلَهُمْ، فَأَجْمَعُوْا عَلٰى أَنْ يُضْرَبَ ثَمَانِيْنَ، قَالَ: وَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا شَرِبَ افْتَرٰى فَأَرٰى أَنْ يُجْعَلَ كَحَدِّ الْفِرْيَةِ۔ (۲۹)

ـــــ قَالَ أَبُوْدَاوٗدَ: أَدْخَلَ حُمَيْلُ بْنُ خَالِدٍ بَيْنَ الزُّهْرِيِّ وَبَيْنَ ابْنِ الْأَزْهَرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَزْهَرِ عَنْ أَبِيْهِ۔

ترجمہ : عبدالرحمٰن بن ازہر سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے فتح مکہ کے موقعہ پر صبح سویرے رسول اللہ ﷺ کو لوگوں میں سے نفوذ کرتے ہوئے دیکھا، میں اس وقت بالکل نوجوان تھا۔ آپ لوگوں سے خالد بن ولید کی قیام گاہ دریافت فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک شرابی آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اسے ماریں پیٹیں۔ پس لوگوں نے اسے جو ان کے ہاتھوں میں تھا اس سے مارا پیٹا، ان میں کوئی ایسا بھی تھا جس نے کوڑے سے پیٹا۔ اور کوئی ایسا تھا جس نے لاٹھی سے مارا، اور کوئی ایسا تھا جس نے اپنے جوتے سے مارا، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر خاک پھینک دی۔ جب حضرت ابوبکرؓ کا دور آیا تو ان کے پاس بھی ایک شراب نوش لایا گیا۔ آپ نے لوگوں سے نبی ﷺ کی سزائے تازیانہ کے متعلق اس سے پوچھا جس نے ضرب تازیانہ لگائی تھی۔ انہوں نے چالیس ضربیں شمار کیں تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی چالیس کوڑے مارے۔ جب دور فاروقی شروع ہوا تو خالد بن ولید نے حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجا کہ لوگ شراب نوشی میں بہت منہمک ہو گئے ہیں اور انہوں نے حد شراب نوشی اور اس کی سزا کو حقیر سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ حضرت خالد بن ولید نے

مشورہ دیا کہ مہاجرین اولین آپ کے پاس موجود ہیں اس بارے میں ان سے مشورہ کرلیں۔ چناں چہ حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا تو وہ سب اس پر متفق ہوئے کہ اسے اسّی کوڑے مارے جائیں۔ حضرت علی کی دلیل یہ تھی کہ ایک شخص جب شراب نوشی کرتا ہے تو افترا پردازی کرتا ہے تو ان کی رائے کے مطابق اس سزا کو حدِ قذف قرار دے دیا جائے۔

(۱۰)حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَاصِمٍ الْاَنْطَاكِيُّ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ الْوَاسِطِيُّ ثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْحَرْثِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ، ثُمَّ اِنْ سَكِرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ۔ (۳۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص نشے میں مدہوش ہو تو اسے کوڑے مارو، اگر پھر عالم مدہوشی میں غرق ہو تو پھر کوڑے لگاؤ اور اگر پھر مدہوشی ہو تو پھر کوڑے لگاؤ اور اگر چوتھی مرتبہ اس کا اعادہ کرے تو اسے قتل کردو۔

ـــــ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ، وَكَذَا حَدِيْثُ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اِذَا شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ عَادَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ۔ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَكَذَا حَدِيْثُ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِنْ شَرِبَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُمْ وَكَذَا حَدِيْثُ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَذَا حَدِيْثُ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالشَّرِيْدِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَفِيْ حَدِيْثِ الْجَدَلِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: فَاِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ، فَاقْتُلُوْهُ۔

ـــــ ابوداؤد نے کہا کہ عمر بن ابی سلمہ بھی ابوہریرہؓ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شراب نوشی کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، پھر اگر چوتھی مرتبہ بھی اس کا اعادہ کرے تو اسے قتل کردو! اور سہیل عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ بھی اسی طرح ہے کہ اگر وہ چوتھی مرتبہ بھی اس کا اعادہ کرے تو اسے قتل کردو! ابن ابی نعم عن ابن عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ والی حدیث بھی اسی طرح ہے نیز عبداللہ بن عمرو عن النبی ﷺ والی حدیث بھی اسی طرح ہے۔ اور شرید کے حوالہ سے نبی ﷺ والی حدیث بھی اسی طرح ہے اور جدلی سے مروی حدیث جو معاویہ کے حوالہ سے منقول ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا، پھر اگر وہ (شرابی) تیسری یا چوتھی مرتبہ بھی اس عمل (شراب نوشی) کا اعادہ کرے تو اسے قتل کردو۔

امام ترمذی نے حضرت معاویہ کی روایت نقل کرکے لکھا ہے:

ـــــ وَفِي الْبَابِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَالشَّرِيْدِ وَشَرَحْبِيْلِ بْنِ اَوْسٍ، وَجَرِيْرٍ، وَاَبِي الرَّمْدِ الْبَلَوِيِّ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ۔ وَحَدِيْثُ مُعَاوِيَةَ هٰكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ اَيْضاً عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ وَمَعْمَرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعْتُ مُحَمَّداً يَقُوْلُ: حَدِيْثُ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَاِنَّمَا كَانَ هٰذَا فِيْ اَوَّلِ الْاَمْرِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ هٰكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ

جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ قَالَ ثُمَّ اُوْتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ بِرَجُلٍ قَدْشَرِبَ فِي الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهٗ وَلَمْ يَقْتُلْهُ۔ وَكَذَا رَوَى الزُّهْرِيُّ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ هٰذَا، قَالَ: فَرُفِعَ الْقَتْلُ وَكَانَتْ رُخْصَةً۔ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ عَامَّةِ اَهْلِ الْعِلْمِ لَانَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اِخْتِلَافاً فِيْ ذٰلِكَ فِي الْقَدِيْمِ وَالْحَدِيْثِ وَمِمَّا يُقَوِّيْ هٰذَا مَارُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ اَوْجُهٍ كَثِيْرَةٍ اَنَّهٗ قَالَ: لَايَحِلُّ دَمَ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبَ الزَّانِيْ، وَالتَّارِكَ لِدِيْنِهٖ۔(۳۱)

〈۱۱〉حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِبْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهٗ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ نَرٰى اَنْ نَجْلِدَهٗ ثَمَانِيْنَ، فَاِنَّهٗ اِذَاشَرِبَ سَكِرَ، وَاِذَاسَكِرَ هَذَىَ، وَاِذَا هَذَىَ افْتَرٰى اَوْكَمَا قَالَ:فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ۔(۳۲)

ترجمہ: حضرت عمرؓ نے شرابی انسان کے بارے میں سزائے شراب کے متعلق مشورہ طلب فرمایا۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب نے رائے دی کہ ہمارا خیال ورائے یہ ہے کہ ہم ایسے آدمی کو اسّی کوڑے لگائیں۔ اس لیے کہ جب وہ شراب نوشی کرے گا تو مدہوش ہوگا جب مدہوش ہوگا تو ہذیان بکے گا، جب لغو باتیں کرے گا تو افترا پردازی کرے گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے شراب نوشی کی سزا میں اسّی کوڑے لگائے۔

ترک شراب

آپ نے سنا ہوگا کہ عرب میں شراب خوری کا کتنا زور تھا عورت اور مرد، جوان اور بوڑھے، شراب کے متوالے تھے۔ ان کو دراصل اس چیز سے عشق تھا۔ اس کی تعریفوں کے گیت گاتے تھے، اور اس پر جان دیتے تھے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ شراب کی لت لگ جانے کے بعد اس کا چھوٹنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ آدمی جان دینا قبول کر لیتا ہے مگر شراب چھوڑنا قبول نہیں کرسکتا۔ اگر شرابی کو شراب نہ ملے، تو اس کی کیفیت بیمار سے بدتر ہو جاتی ہے۔ لیکن آپ نے کبھی سنا ہے کہ جب قرآن شریف میں اس کی حرمت کا حکم آیا تو کیا ہوا؟ وہی عرب جو شراب پر جان دیتے تھے اس حکم کو سنتے ہی انہوں نے اپنے ہاتھ سے شراب کے مٹکے توڑ ڈالے۔ مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے بارش کا پانی بہتا ہے۔ ایک مجلس میں کچھ لوگ بیٹھے شراب پی رہے تھے۔ جس وقت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کی آواز سنی کہ شراب حرام کردی گئی تو جس شخص کا ہاتھ جہاں تھا وہیں کا وہیں رہ گیا۔ جس کے منہ سے پیالا لگا ہوا تھا، اس نے فوراً اس کو ہٹالیا، اور پھر ایک قطرہ حلق میں نہ جانے دیا یہ ہے ایمان کی شان۔ اس کو کہتے ہیں خدا اور رسولؐ کی اطاعت۔ (خطبات، باب دوم، ایمان...ترک شراب)

تخریج:〈۱〉 حَدَّثَنَاابُو النُّعْمَانِ، قَالَ:حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ:حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ اَنَسٍ، اَنَّ الْخَمْرَ

اَلَّتِیْ اُهْرِیْقَتْ الْفَضِیْخُ، وَزَادَنِیْ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِی النُّعْمَانِ، قَالَ: كُنْتُ سَاقِی الْقَوْمِ فِیْ مَنْزِلِ اَبِیْ طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِیْمُ الْخَمْرِ. فَاَمَرَ مُنَادِیًا. فَنَادٰی. فَقَالَ: اُبُوْطَلْحَةَ فَاخْرُجْ، فَانْظُرْ مَاهٰذَا الصَّوْتُ؟ قَالَ: فَخَرَجْتُ، فَقُلْتُ: هٰذَا مُنَادٍ یُنَادِیْ اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْحُرِّمَتْ، فَقَالَ لِیْ: اِذْهَبْ، فَاَهْرِقْهَا، قَالَ: فَجَرَتْ فِیْ سِكَكِ الْمَدِیْنَةِ، وَقَالَ: وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ یَوْمَئِذٍ الْفَضِیْخُ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قُتِلَ قَوْمٌ وَهِیَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ قَالَ: لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا۔(۳۳)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جو شراب بہادی گئی تھی (اس کا واقعہ بیان کرتے ہوئے بتایا) کہ میں ابوطلحہؓ کے مکان پر لوگوں کو شراب پلانے کی ڈیوٹی ادا کر رہا تھا کہ تحریم شراب کا حکم نازل ہوا آپ نے منادی کرنے والے کو حکم دیا (کہ اس کی منادی کردے) اس نے بآواز بلند اعلان کیا۔ ابوطلحہ نے انسؓ سے کہا جاؤ باہر نکل کر سنو یہ کیسی منادی ہے؟ حضرت انس کا بیان ہے کہ میں باہر آیا (اور معلوم کر کے) میں نے کہا منادی کرنے والا یہ منادی کر رہا ہے کہ سن لو شراب نوشی حرام کردی گئی ہے۔ ابوطلحہ نے مجھے فرمایا جاؤ اسے بہادو، راوی کا بیان ہے کہ شراب مدینہ کی گلیوں میں بہہ نکلی حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ان کی شراب کھجور سے تیار کردہ تھی۔ کچھ لوگ کہنے لگے جو لوگ اس حالت میں مر گئے ہیں کہ ان کے پیٹوں میں یہ شراب تھی (ان کا کیا ہوگا) تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمادی لیس ... ''جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے انہوں نے پہلے جو کچھ کھایا پیا تھا اس پر کوئی گرفت نہ ہوگی....''

(۲) حَدَّثَنَا یَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ صُهَیْبٍ، قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: مَاكَانَ لَنَا خَمْرٌ غَیْرَفَضِیْخِكُمْ هٰذَا الَّذِیْ تَسُمُّوْنَهُ الْفَضِیْخَ، فَاِنِّیْ لَقَائِمٌ اَسْقِیْ اَبَاطَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا اِذْجَآءَ رَجُلٌ، فَقَالَ: وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ؟ فَقَالُوْا: وَمَاذَاكَ؟ قَالَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، قَالُوْا: اَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ یَااَنَسُ! قَالَ: فَمَا سَاَلُوْا عَنْهَا، وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ۔(۳۴)

ترجمہ: حضرت انسؓ بن مالک نے بتایا کہ کھجور کی شراب کے علاوہ ہمارے لیے اور کوئی شراب نہیں تھی، یہ وہی ہے جسے تم فضیخ کے نام سے موسوم کرتے ہو۔ میں کھڑا ابوطلحہ اور فلاں فلاں صاحب کو شراب پیش کر رہا تھا کہ اچانک اس دوران میں ایک شخص آیا اور بولا، کیا تمہارے پاس خبر پہنچی؟ انہوں نے پوچھا کون سی خبر؟ اس نے کہا شراب تو حرام کردی گئی ہے۔ ان سب نے کہا، اے انس یہ سب مٹکے بہادو۔ حضرت انس کا بیان ہے کہ انہوں نے شراب کے بارے میں پوچھا تک نہیں اور اس آدمی کی دی گئی خبر کے بعد اس کی طرف مراجعت نہیں کی۔

حضرت انس کا قول ہے:

(۳) كُنْتُ اَسْقِیْ اَبَا عُبَیْدَةَ، وَاَبَاطَلْحَةَ، وَاُبَیَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِیْخٍ زَهْوٍ وَتَمْرٍ، فَجَآءَ هُمْ اٰتٍ، فَقَالَ: اِنَّ الْخَمْرَ قَدْحُرِّمَتْ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ: قُمْ یَااَنَسُ فَاهْرِقْهَا، فَاَهْرَقْتُهَا۔(۳۵)

ترجمہ : حضرت انس کا بیان ہے کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور ابی بن کعب کو کچی اور پکی کھجوروں سے تیار شدہ شراب پیش کر رہا تھا کہ اچانک ایک آنے والا ان کے پاس آیا اور بولا کہ شراب بلاشبہ حرام کردی گئی ہے۔ ابوطلحہ نے انس سے کہا کہ اٹھو اور اسے بہادو۔ میں اٹھا اور اسے بہادیا۔

(۴) حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: اِنِّیْ لَاَسْقِیْ اَبَاطَلْحَةَ وَاَبَا دُجَانَةَ، وَسُهَیْلَ بْنَ الْبَیْضَاءِ خَلِیْطَ بُسْرٍ وَتَمْرٍ اِذْحُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا، وَاَنَا سَاقِیْهِمْ وَاَصْغَرُهُمْ وَاِنَّا نَعُدُّهَا یَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ۔ (۳۶)

ترجمہ : حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں ابوطلحہ، ابودُجانہ اور سہیل بن بیضاء کو کچی پکی کھجوروں سے تیار شدہ شراب پلا رہا تھا کہ حرمت شراب کی اطلاع ملی۔ میں ساقی کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ میں ان میں کم عمر تھا اس زمانے میں ہم اسی کو شراب شمار کرتے تھے۔

(۵) عَنْ اَنَسٍ كُنْتُ قَائِماً عَلَى الْحَیِّ اَسْقِیْهِمْ عُمُوْمَتِیْ وَاَنَا اَصْغَرُهُمْ الْفَضِیْخَ، فَقِیْلَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ، فَقَالُوْا: اِكْفَأْهَا فَكَفَأْنَا، قُلْتُ لِاَنَسٍ: مَاشَرَابُهُمْ، قَالَ: رُطَبٌ وَبُسْرٌ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ میں ایک قبیلہ کے ہاں کھڑا اپنے چچاؤں کو شراب پلا رہا تھا۔ میں ان میں سب سے کم عمر تھا کہ آواز آئی کہ شراب حرام کردی گئی۔ انہوں نے کہا اسے پھینک دو چنانچہ ہم نے پھینک دیا۔ میں نے انس سے دریافت کیا ان کی شراب کس چیز کی تھی۔ اس نے جواب دیا کچی اور پکی کھجوروں کی۔

ضرب تازیانہ کے لیے کوڑا کیسا ہو

۴۱۔ مار کے لیے خواہ کوڑا استعمال کیا جائے یا بید دونوں صورتوں میں وہ اوسط درجے کا ہونا چاہیے، نہ بہت موٹا اور نہ سخت، اور نہ بہت پتلا اور نرم۔ موطا امام مالکؒ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ضرب تازیانہ کے لیے کوڑا طلب کیا اور وہ کثرت استعمال سے بہت کمزور ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا فوق ہذا (اس سے زیادہ سخت لاؤ) پھر ایک نیا کوڑا لایا گیا جو ابھی استعمال سے نرم نہیں پڑا تھا آپ نے فرمایا دونوں کے درمیان۔ پھر ایسا کوڑا لایا گیا جو سواری میں استعمال ہو چکا تھا۔ اس سے آپ نے ضرب لگوائی۔

تخریج : عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ یَحْیٰ بْنِ اَبِیْ كَثِیْرٍ، اَنَّ رَجُلاً جَآءَ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَیَّ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَوْطٍ جَدِیْدٍ عَلَیْهِ ثَمَرَتُهُ فَقَالَ: لَا، سَوْطٌ دُوْنَ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ مَكْسُوْرِ الْعِجْزِ، فَقَالَ: لَا، سَوْطٌ فَوْقَ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ بَیْنَ السَّوْطَیْنِ فَاَمَرَ بِهٖ، فَجُلِدَ، ثُمَّ صَعَدَ الْمِنْبَرَ وَالْغَضَبُ یُعْرَفُ فِیْ وَجْهِهٖ، فَقَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَرَّمَ

عَلَيْكُمُ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ، فَمَنْ اَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ مَنْ يَرْفَعْ اِلَيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا نُقِمْهُ۔(۳۷)

ترجمہ: یحیٰ بن ابی کثیر سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں حد کا مرتکب ہو گیا ہوں، لہٰذا مجھ پر حد جاری فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کوڑا طلب فرمایا۔ نیا کوڑا جس پر گرہیں تھیں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ فرمایا یہ نہیں، اس سے ذرا ہلکا پھر ایک چابک پیش کیا گیا جو پیچھے سے ٹوٹا ہوا تھا آپ نے فرمایا یہ بھی نہیں اس سے ذرا سخت لاؤ۔ پھر ان دونوں کے درمیان کا چابک لایا گیا تو آپ نے ضرب تازیانہ کا حکم فرمایا اور ضرب تازیانہ ماری گئی۔ پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اس وقت آپ کے رخ انور سے ناراضگی کے آثار ظاہر و نمایاں ہو رہے تھے۔ فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر فواحش کو خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ حرام کر دیا ہے۔ پس اب جو کوئی ان میں سے کسی کا ارتکاب کرے گا تو اسے اللہ کے ڈالے ہوئے پردہ میں چھپے رہنا چاہیے ورنہ جو اس کا معاملہ ہمارے تک اٹھالائے گا تو اس پر ہم حد الٰہی نافذ کر کے چھوڑیں گے۔

۴۲۔ اِذَاضَرَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ۔

''جب تم میں سے کوئی مارے تو منہ پر نہ مارے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُوْكَامِلٍ، ثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ۔ يَعْنِي ابْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ۔(۳۸)

تشریح: ضرب تازیانہ کی کیفیت کے متعلق پہلا اشارہ خود قرآن کے لفظ فَاجْلِدُوْا میں ملتا ہے۔ جلد کا لفظ جلد یعنی (کھال) سے ماخوذ ہے۔ اس سے تمام اہل لغت اور علمائے تفسیر نے یہی معنی لیے ہیں کہ مار ایسی ہونی چاہیے جس کا اثر جلد تک رہے، گوشت تک نہ پہنچے۔ ایسی ضرب تازیانہ جس سے گوشت کے ٹکڑے اڑ جائیں، یا کھال پھٹ کر اندر تک زخم پڑ جائے، قرآن کے خلاف ہے۔

اسی مضمون سے ملتی جلتی روایت ابوعثمان النہدی نے حضرت عمرؓ کے متعلق بھی بیان کی ہے کہ وہ اوسط درجے کا کوڑا استعمال کرتے تھے۔ (احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص: ۳۲۲) گرہ لگا ہوا کوڑا یا دو شاخہ سہ شاخہ کوڑا بھی استعمال کرنا ممنوع ہے۔

مار کی کیفیت

مار بھی اوسط درجے کی ہونی چاہیے۔ حضرت عمرؓ مارنے والوں کو ہدایت کرتے تھے کہ لَاتَرْفَعْ يَا(لَاتُخْرِجْ) اِبْطَكَ ''اس طرح مار کہ تیری بغل نہ کھلے'' یعنی پوری طاقت سے ہاتھ کو تان کر نہ مار (احکام القرآن۔ ابن عربی ج ۲۔ ص ۸۴۔ احکام القرآن للجصاص، ج ۳، ص ۳۲۲) تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ ضرب مبرح نہیں ہونی چاہیے یعنی زخم ڈال دینے والی، ایک ہی جگہ نہیں مارنا چاہیے بلکہ تمام جسم پر مار کو پھیلا دینا چاہیے۔ صرف منہ اور شرمگاہ کو (اور حنفیہ کے نزدیک سر کو بھی) بچالینا چاہیے، باقی ہر عضو پر کچھ نہ کچھ مار پڑنی چاہیے۔ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو کوڑے لگواتے وقت فرمایا ''ہر عضو کو اس کا حق دے اور صرف منہ

اور شرمگاہ کو بچالے۔'' دوسری روایت میں ہے ''صرف سر اور شرمگاہ بچالے۔'' (احکام القرآن للجصاص، ج ۳، ص ۳۲۱)

نبی ﷺ کا ارشاد ہے اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْهَ ''جب تم میں سے کوئی مارے تو منہ پر نہ مارے۔'' (ابوداؤد)

تخریج:〈۱〉 اَخْبَرَنَا اَبُوبَکْرِ نِ الْاُرْدَسْتَانِیُّ، اَنْبَاَاَبُونَصْرِنِ الْعِرَاقِیُّ بِبُخَارٰی ثَنَا سُفْیَانُ ابْنُ مُحَمَّدِ الْجَوْهَرِیُّ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِیْدِ، ثَنَا سُفْیَانُ، ثَنَا عَاصِمُ نِ الْاَحْوَلُ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ قَالَ: اُتِیَ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ بِرَجُلٍ فِیْ حَدٍ، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ فِیْهِ شِدَّةٌ، فَقَالَ: اُرِیْدُ اَلْیَنَ مِنْ هٰذَا، ثُمَّ اُتِیَ بِسَوْطٍ فِیْهِ لِیْنٌ فَقَالَ اُرِیْدُ اَشَدَّ مِنْ هٰذَا، فَاُتِیَ بِسَوْطٍ بَیْنَ السَّوْطَیْنِ، فَقَالَ اضْرِبْ وَلَایُرٰی اِبْطُکَ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ۔(۳۹)

ترجمہ: عثمان نہدی سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ کے پاس حد کے نفاذ کے سلسلہ میں ایک آدمی لایا گیا۔ حد لگانے کے لیے آپ کے پاس ایسا کوڑا لایا گیا جو سخت تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تو اس پر زیادہ نرم چاہتا ہوں۔ پھر ایک نرم کوڑا پیش کیا گیا تو آپ نے کہا میں اس سے سخت چاہتا ہوں پھر ان دونوں کے درمیان کا لایا گیا تو آپ نے فرمایا اب اس سے ضرب تازیانہ لگاؤ مگر تمہاری بغل کھلنے نہ پائے۔ ہر عضو کو اس کا حصہ ضرور دو۔

〈۲〉اَخْبَرَنَااَبُوْحَازِمٍ، اَنْبَاَ اَبُوالْفَضْلِ بْنُ خُمَیْرَوَیْهِ، اَنْبَاَ اَحْمَدُ بْنُ نَجْدَةَ، ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا هُشَیْمٌ، اَنْبَاَ ابْنُ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ عَدِیِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: اَخْبَرَنِیْ هُنَیْدَةُ بْنُ خَالِدٍ، اَنَّهٗ شَهِدَ عَلِیًّا اَقَامَ عَلٰی رَجُلٍ حَدًّا فَقَالَ لِلْجَالِدِ: اِضْرِبْ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ وَاتَّقِ وَجْهَهٗ وَمَذَاکِیْرَهٗ۔(۴۰)

ترجمہ: ہنیدہ بن خالد کا بیان ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے پاس حاضر تھے جب انہوں نے ایک مجرم پر حد جاری کی، حد لگانے والے سے فرمایا ضرب تازیانہ لگاؤ، ہر عضو جسم کو اس کا حصہ دو، مگر چہرے اور شرم گاہ کو بچاؤ!

اسی طرح عبداللہ بن مسعود سے بھی احکام القرآن میں مذکور ہے:

〈۳〉اَنَّهٗ ضَرَبَ رَجُلاً حَدًّا فَدَعَا بِسَوْطٍ فَاُمِرَفَدُقَّ بَیْنَ حَجَرَیْنِ حَتّٰی لَانَ ثُمَّ قَالَ: اِضْرِبْ وَلَاتُخْرِجْ اِبِطَکَ وَاَعْطِ کُلَّ عُضْوٍ حَقَّهٗ۔(۴۱)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود نے ایک آدمی کو حد لگائی۔ انہوں نے کوڑا طلب کیا تو کوڑا پیش کیا گیا آپ نے حکم دیا پس اسے دو پتھر کے درمیان کچلا گیا یہاں تک کہ وہ نرم ہو گیا پھر فرمایا اب ضرب تازیانہ مارو بغل کھلنے نہ پائے اور ہر عضو جسم کو اس کا حصہ دو۔

سزا کی نوعیت

مرد کو کھڑا کر کے مارنا چاہیے اور عورت کو بٹھا کر۔ امام ابوحنیفہؒ کے زمانے میں کوفے کے قاضی ابن ابی لیلیٰ نے ایک عورت کو کھڑا کر کے پٹوایا۔ اس پر امام ابوحنیفہ نے سخت گرفت کی اور علانیہ ان کے فیصلے کو غلط ٹھیرایا (اس سے قانون توہین عدالت

کے معاملے میں بھی امام صاحب کے مسلک پر روشنی پڑتی ہے) ضرب تازیانہ کے وقت عورت اپنے پورے کپڑے پہنے رہے گی، بلکہ اس کے کپڑے اچھی طرح باندھ دیئے جائیں گے تاکہ اس کا جسم کھل نہ جائے صرف موٹے کپڑے اتروادیئے جائیں گے۔ مرد کے معاملے میں اختلاف ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ وہ صرف پاجامہ پہنے رہے گا، اور بعض کہتے ہیں کہ قمیص بھی نہ اتروایا جائے گا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے ایک زانی کو سزائے تازیانہ کا حکم دیا۔ اس نے کہا اس گناہ گار جسم کو اچھی طرح مار کھانی چاہیے، اور یہ کہہ کر وہ قمیص اتارنے لگا حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا ''اسے قمیص نہ اتارنے دو۔'' (احکام القرآن للجصاص، ج ۳ ص ۳۲۲) حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شخص کو کوڑے لگوائے گئے اور وہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔

سخت سردی اور سخت گرمی کے وقت مارنا ممنوع ہے۔ جاڑے میں گرم وقت اور گرمی میں ٹھنڈے وقت مارنے کا حکم ہے۔

باندھ کر مارنے کی ممانعت

باندھ کر مارنے کی بھی اجازت نہیں ہے، الا یہ کہ مجرم بھاگنے کی کوشش کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، لَایَحِلُّ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ تَجْرِیْدٌ وَلَامَدٌّ ''اس امت میں ننگا کر کے اور ٹکٹکی پر باندھ کر مارنا حلال نہیں ہے۔''

فقہاء نے اس کو جائز رکھا ہے کہ روزانہ کم از کم بیس بیس کوڑے مارے جائیں۔ لیکن اولیٰ یہی ہے کہ بیک وقت پوری سزا دے دی جائے۔ مار کا کام اجڈ جلادوں سے نہیں لینا چاہیے بلکہ صاحب علم و بصیرت آدمیوں کو یہ خدمت انجام دینی چاہیے جو جانتے ہوں کہ شریعت کا تقاضا پورا کرنے کے لیے کس طرح مارنا مناسب ہے۔ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں حضرت علی، حضرت زبیر، مقداد بن عمرو، محمد بن مسلمہ، عاصم بن ثابت اور ضحاک بن سفیان جیسے صلحاء و معززین سے جلادی کی خدمت لی جاتی تھی۔[1] (ج ۱ ص: ۴۴، ۴۵)

---

[1] ضرب تازیانہ کے قانون کی ان تفصیلات کو دیکھیے۔ اور پھر ان لوگوں کی جرأت کی داد دیجیے جو اسے تو وحشیانہ سزا کہتے ہیں، مگر وہ سزائے تازیانہ ان کے نزدیک بڑی مہذب سزا ہے جو آج جیلوں میں دی جارہی ہے۔ موجودہ قانون کی رو سے صرف عدالت ہی نہیں، جیل کا ایک معمولی سپرنٹنڈنٹ بھی ایک قیدی کو حکم عدولی یا گستاخی کے قصور میں ۳۰ ضرب بید تک کی سزا دینے کا مجاز ہے۔ یہ بید لگانے کے لیے ایک آدمی خاص طور پر تیار کیا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ اس کی مشق کرتا رہتا ہے۔ اس غرض کے لیے بید بھی خاص طور پر بھگو بھگو کر تیار کیے جاتے ہیں تاکہ جسم کو چھری کی طرح کاٹ دیں۔ مجرم کو ننگا کر کے ٹکٹکی سے باندھ دیا جاتا ہے تاکہ وہ تڑپ بھی نہ سکے۔ صرف ایک پتلا سا کپڑا اس کی ستر کو چھپانے کے لیے رہنے دیا جاتا ہے اور وہ نکچر آیوڈین سے بھگو دیا جاتا ہے۔ جلاد دور سے بھاگتا ہوا آتا ہے۔ اور پوری طاقت سے مارتا ہے۔ ضرب ایک ہی مخصوص حصۂ جسم (یعنی سرین) پر مسلسل لگائی جاتی ہے یہاں تک کہ گوشت قیمہ ہو کر اڑتا چلا جاتا ہے اور بسا اوقات ہڈی نظر آنے لگتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طاقتور آدمی بھی پورے تیس بید کھانے سے پہلے ہی بے ہوش ہو جاتا ہے اور اس کے زخم بھرنے میں ایک مدت لگ جاتی ہے۔ اس ''مہذب'' سزا کو جو لوگ آج جیلوں میں خود نافذ کر رہے ہیں۔ ان کا یہ منہ ہے کہ اسلام کی مقرر کی ہوئی سزائے تازیانہ کو ''وحشیانہ'' سزا کے نام سے یاد فرمائیں۔ پھر ان کی پولس ثابت شدہ مجرموں کو نہیں بلکہ محض مشتبہ لوگوں کو تفتیش کی خاطر (خصوصاً سیاسی جرائم کے شبہات میں) جیسے جیسے عذاب دیتی ہے وہ آج کسی سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور حاشیہ: ۲)

۴۳۔ اگر مجرم مریض ہو، اور اس کی صحت یاب ہونے کی امید نہ ہو، یا بہت بوڑھا ہو، تو سو شاخوں والی ایک ٹہنی، یا سو تیلیوں والی ایک جھاڑو لے کر صرف ایک دفعہ مار دینا چاہیے تاکہ قانون کا تقاضا پورا کر دیا جائے۔ نبی ﷺ کے زمانے میں ایک بوڑھا مریض زنا کے جرم میں پکڑا گیا تھا اور آپ نے اس کے لیے یہی سزا تجویز فرمائی تھی۔ (احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

۴۴۔ حاملہ عورت کو سزائے تازیانہ دینی ہو تو وضع حمل کے بعد نفاس کا زمانہ گزر جانے تک انتظار کرنا ہوگا اور رجم کرنا ہو تو جب تک اس کے بچے کا دودھ نہ چھوٹ جائے، سزا نہیں دی جا سکتی۔

ضرب کی ابتدا کون کرے گا؟

اگر زنا شہادتوں سے ثابت ہو تو گواہ ضرب کی ابتدا کریں گے اور اگر اقرار کی بنا پر سزا دی جا رہی ہو تو قاضی خود ابتدا کرے گا، تاکہ گواہ اپنی گواہی کو اور جج اپنے فیصلوں کو کھیل نہ سمجھ لیں۔ شراحہ کے مقدمے میں جب حضرت علیؓ نے رجم کا فیصلہ کیا تو فرمایا "اگر اس کے جرم کا کوئی گواہ ہوتا تو اسی کو مار کی ابتدا کرنی چاہیے تھی، مگر اس کو اقرار کی بنا پر سزا دی جا رہی ہے، اس لیے میں خود ابتدا کروں گا۔" حنفیہ کے نزدیک ایسا کرنا واجب ہے۔ شافعیہ اس کو واجب نہیں مانتے، مگر سب کے نزدیک اولیٰ یہی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ ۲)

الکوہل آمیز ادویہ کا استعمال

خمر اگرچہ انگوری شراب کو کہتے ہیں لیکن اس سے مراد ہر نشہ آور چیز ہے۔ چناں چہ خمر کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

۴۵۔ اَلْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔

"یعنی ہر چیز خمر ہے جو عقل کو ڈھانک لے۔"

تخریج: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا عِيْسٰى وَابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ، يَقُوْلُ: اَمَّا بَعْدُ، اَيُّهَا النَّاسُ! اَنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔ (۴۲)

ترجمہ: ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو منبر نبوی ﷺ پر کھڑے خطاب فرماتے سنا ہے انہوں نے کہا لوگو! اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت نازل فرما دی ہے اور وہ شراب پانچ چیزوں سے تیار کی جاتی ہے انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے۔ اور خمر ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے۔

تشریح: شریعت میں اصول بیان کیا گیا ہے کہ مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ "یعنی جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے۔" یہ کم مقدار کی حرمت نشہ کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ کم مقدار استعمال کر لینے سے نفس کے اندر کی وہ رکاوٹ دور ہو جاتی ہے، یا کم از کم کمزور پڑ جاتی ہے، جو حرام چیز کے لیے نفس میں موجود ہوتی ہے۔

پھر یہ بات علمی طریقہ سے معلوم ہے کہ تمام شرابوں میں وہ اصل چیز جو نشہ پیدا کرنے والی ہے، الکوہل ہی ہے۔ اس لیے کسی صورت میں اس کا استعمال جائز نہیں ہوسکتا۔ البتہ ایسے حالات میں جبکہ فن طب کی ترقی مسلمانوں کے ہاں ایک مدت سے بند ہو چکی ہے اور جدید زمانے میں اس فن کے تمام ترقیات ایسے لوگوں کے ہاتھوں ہوئی ہیں جو حرام وحلال کی تمیز سے خالی ہیں اور انہوں نے نئے زمانے کی بیشتر مؤثر دواؤں میں الکوہل کو ایک اچھا محلل پا کر دواسازی میں بکثرت استعمال کیا ہے، افراد کے لیے اضطرار کی صورت پیدا ہوگئی ہے۔ شریعت کسی انسان سے یہ مطالبہ نہیں کرتی کہ وہ اپنی صحت اور زندگی کی حفاظت کے صرف ان ذرائع پر انحصار کرے جو کسی خاص زمانہ تک دریافت ہوئے ہوں اور اس زمانہ کے بعد دریافت ہونے والے ذرائع خواہ کتنے ہی کارگر اور مفید ہوں، ان سے اجتناب کر کے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالے۔ اس لیے افراد تو اضطرار کی بنا پر ان ذرائع میں حرمت کا سبب موجود ہوتے ہوئے بھی، ان کو اپنی زندگی کی حفاظت کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن تمام مسلمان بحیثیت مجموعی اس وقت تک اس گناہ کے ذمہ دار بنتے رہیں گے جب تک وہ فن طب اور دواسازی کی جدید ترقی کو مسلمان بنا لینے کی اجتماعی کوشش نہ کریں۔

جدید فن طب اور دواسازی کو مسلمان بنانے سے میری مراد یہ ہے کہ اس فن کی تمام موجودہ اور آئندہ ترقیات کو اسلام کے اصول کا پابند بنایا جائے اور دواسازی کے تمام موجودہ اور آئندہ ترقی پذیر ذرائع کو اسلامی حدود کے سانچے میں ڈھال لیا جائے۔ یہ کام جب تک اجتماعی سعی سے نہ ہوگا، افراد تو اضطرار کی وجہ سے معاف ہوتے رہیں گے، لیکن جماعت کے نامہ عمل میں مسلسل گناہ لکھا جاتا رہے گا۔ اجتماعی گناہوں کی یہی خاصیت ہے کہ ان کی وجہ سے افراد کے لیے انفرادی طور پر اضطرار کی حالت پیدا ہو جاتی ہے، مگر اجتماعی طور پر پوری جماعت گناہ گار قرار پاتی ہے۔ (رسائل ومسائل اول، فقہی مسائل، الکوہل...)

ماخذ

(۱) مسلم ج۲ کتاب المساقاة باب تحریم بیع الخمر۔

(۲) مسلم ج۲ کتاب المساقاة باب تحریم بیع الخمر۔☆نسائی ج۷ کتاب البیوع، باب بیع الخمر۔ عن ابن عباس۔ نسائی نے حتی ذهب مافیهما نقل کیاہے۔☆مؤطا امام مالک ج۲ کتاب الاشربة، باب جامع تحریم الخمر۔ عن ابن عباس۔☆مسند احمد ج۱ ص ۲۴۴۔۳۵۸۔ عن ابن عباس۔

(۳) سنن دارمی ج۲ کتاب الاشربة، باب النهی عن الخمر وشرائها۔☆مسند احمد ج۱ ص ۲۳۰۔۳۲۴۔ عن ابن عباس۔

(۴) مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب تحریم تخلیل الخمر۔☆ابوداؤد ج۳ کتاب الاشربة، باب ماجاء فی الخمر تخلل۔

(۵) ابوداؤد ج۳ کتاب الاشربة، باب النهی عن المسکر۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الاشربة والحد فیه باب ماجاء فی تفسیر الخمر الذی نزل تحریمها۔

(۶) مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب تحریم التداوی بالخمر وبیان انها لیست بدواء۔☆ابوداؤد ج۴۔کتاب الطب، باب فی الادویة المکروهة۔☆ترمذی ج۲۔ابواب الطب، باب ماجاء فی کراهیة التداوی بالمسکر۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الاشربة، باب لیس فی الخمر شفاء۔☆ مسند احمد ج۴ طارق بن سوید۔ اور ج۵ص۲۹۲۔دونوں صفحات پر ان ذاک لیس شفاء ولکنه داء هے۔

(۷) ترمذی ج ۱ ابواب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر والنهی عن ذلک۔ عن انس هذا حدیث حسن صحیح۔ ☆سنن دارمی ج۲ کتاب الاشربة، باب فی النهی ان یجعل الخمرخلا۔ عن انس۔☆مسند احمد ج۳ص۱۱۹۔ ۱۸۰۔ ۲۶۰۔ عن انس۔ مسند احمد کے مذکورہ بالا تینوں حوالہ جات پر ابوداؤد ، لی روایت هے۔

(۸) ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة، باب العنب یعصر للخمر۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة باب ۶لعنت الخمر علی عشرة اوجه۔☆مسند احمد ج۲ص ۷۱ اورص۹۷ پر مروی روایت میں وآکل ثمنها بھی هے۔ ج ۱ ص۳۱۶۔ عن ابن عباس کی روایت کا آغاز اتانی جبریل، فقال: یامحمد! ان الله عزوجل لعن الخمر وعاصرها ومعتصرها وشاربها وحاملها والمحمولة الیه، وبائعها ومبتاعها وساقیها ومستقیها۔

(۹) ترمذی ج ۱ ص۲۴۲ کتاب البیوع باب ماجاء فی الخمر والنهی عن ذلک۔ عن انس ☆ابن ماجه نے کتاب الاشربة باب ۶لعنت الخمر علی عشرة اوجه میں بھی اس روایت کو نقل کیاهے الفاظ مختلف هیں۔

(۱۰) سنن دارمی ج۲ کتاب الاشربة باب النهی عن القعود علی مائدة یدار علیها الخمر۔

(۱۱) بخاری ج۲ کتاب الاشربة، باب ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیة والظروف بعد النهی۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب الاشربة باب الرخصة فی الاوعیه بعد النهی۔ ☆ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة باب فی الاوعیة۔

(۱۲) بخاری ج۲ کتاب الاشربة، باب ترخیص النبی ﷺ فی الاوعیة والظروف بعد النهی۔☆السنن الکبری ج۸ کتاب الاشربة، والحد فیها باب الرخصة فی الاوعیة بعد النهی۔

(۱۳) مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب ان کل مسکر خمر، وکل خمر حرام، مسلم نے ایک روایت میں الاان یتوب بھی نقل کیاهے۔☆ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة، باب النهی عن المسکر۔ عن ابن عمر۔☆ترمذی ج۲ ابواب الاشربة، باب ماجاء فی شارب الخمر۔

(۱۴) نسائی ج۸۔کتاب الاشربة، باب الروایة فی المدمنین فی الخمر۔ عن ابن عمر۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة، باب ۲من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربها فی الآخرة۔ ابن ماجه میں ابن عمر کی روایت کے آخر میں الا ان یتوب کے الفاظ هیں۔☆مسند احمدج۲ص۲۲۔ ۲۸صفحه پر ابن ماجه والی روایت هے۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها باب التشدید علی مدمن الخمر۔

(۱۵) بخاری ج۲ کتاب الاشربة، باب وقول الله تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه۔☆مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب عقوبة من شرب الخمر اذا لم یتب منها بمنعه ایاها فی الآخرة۔ عن ابن عمر۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة، باب۲ من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربها فی الآخرة۔ ☆سنن دارمی ج۲ کتاب الاشربة باب ۳ فی التشدید علی شارب الخمر۔ دارمی نے لم یسقها نقل کیاهے۔ مؤطا امام مالک ج۲ کتاب الاشربة،

باب تحریم الخمر۔☆مسنداحمد ج۲ص۱۹۔۲۲۔۲۸۔ ☆مسند احمد نے ص۱۹ پر لم یسقها اور ص۲۲۔۲۸ پر الا ان یتوب نقل کیاھے۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸کتاب الاشربة باب ماجاء فی تحریم الخمر۔

(۱۶) بخاری ج۲کتاب الاشربة، باب الخمر من العسل وهو البتع۔☆مسلم ج۲کتاب الاشربة، باب ان کل مسکر حرام۔ عن عائشةؓ۔☆ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة، باب النهی عن المسکر۔ عن عائشةؓ۔☆ترمذی ج۲ابواب الاشربة، باب ماجاء کل مسکر حرام۔ عن عائشةؓ۔☆ نسائی ج۸ کتاب الاشربة، باب تحریم کل شراب اسکر عن عائشةؓ۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة، باب کل مسکر حرام۔

(۱۷) مسند احمد ج۴ص۲۷۳ اورص۴۰۷ اَنْهَاكُمْ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ ھے۔

(۱۸) ابوداؤد ج۳۔ کتاب الاشربة، باب الخمر مما هو۔☆مسلم ج۲کتاب الاشربة، باب بیان ان کل مسکر خمر وکل خمر حرام۔ مسلم نے ابوبرده عن ابیه کے واسطه سے مروی ایک روایت میں انهی عن کل مسکر اسکر عن الصلاة نقل کیاھے۔

(۱۹) ابوداؤد ج۳۔ کتاب الاشربة، باب النهی عن المسکر۔☆ترمذی ج۲ابواب الاشربة، باب ماسکر کثیر، فقلیله حرام۔ عن جابر۔☆نسائی ج۸۔ کتاب الاشربة، باب تحریم کل شراب اسکر کثیره۔ عن عمرو بن شعیب۔☆ابن ماجه کتاب الاشربة، باب ۱۰ ماسکر کثیره فقلیله حرام۔ عن جابر۔☆ سنن دارمی ج۲۔ کتاب الاشربة، باب ماقیل فی المسکر عن سعد۔☆ دارمی نے عن سعد، عن رسول الله ﷺ قال: انهاکم عن قلیل ماسکر کثیرهٗ نقل کیاھے۔☆مسند احمد ج۲ص۹۱۔۱۶۷۔۱۷۹۔ج۳ص۳۴۳۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیها۔ باب ماسکر کثیره فقلیلهٗ حرام۔

(۲۰) ابوداؤدج۳۔ کتاب الاشربة باب النهی عن المسکر۔☆ترمذی ج۲ابواب الاشربة، باب ماسکر کثیره فقلیلهٗ حرام۔ ترمذی نے الحسوة منه حرام کے الفاظ بھی ایک روایت میں نقل کیے ھیں۔☆مسند احمد ج۶ ص۷۲۔۱۳۱ عن عائشة ص۱۷۱پر ماسکر الفرق منه اذا شربته فمل الکف منه حرام منقول ھے۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها باب ماسکر کثیره فقلیلهٗ حرام۔

(۲۱) بخاری ج۲کتاب الحدود باب ماجاء فی شارب الخمر۔☆مسلم ج۲کتاب الحدود، باب الخمر۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب حد السکران ☆ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب الحد فی الخمر، عن قتادة۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب الحدود باب ماجاء فی حد السکران۔☆سنن دارمی ج۲۔ کتاب الحدود باب فی حد الخمر۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیها، باب ماجاء فی عدد حد الخمر۔☆کنزالعمال ج۵۔حدیث ۱۳۶۷۵۔

(۲۲) بخاری ج۲۔کتاب الحدود باب من امربضرب الحد فی البیت ایک دوسری روایت جو عقبه بن الحارث کے حواله سے مذکور میں ھے۔ اُتِیَ النُّعَیْمَانَ شَارِبًا فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ کَانَ فِی الْبَیْتِ اَنْ یَّضْرِبُوْهُ، قَالَ: فَضَرَبُوْهُ۔ وَکُنْتُ اَنَا فِیْمَنْ ضَرَبَهٗ بِالنِّعَالِ۔ص۱۰۰۲۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی وجوب الحد علی من شرب خمرا اونبیذا مسکرا۔ عن عقبة بن حارث اور ص۳۱۷ باب ماجاء فی اقامة

الحد فی حال السکر اوحتی یذهب سکره۔

(۲۳) بخاری ج۲۔کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والنعال بخاری میں حضرت ابوهریره سے مروی ایک اور روایت میں لاتکونوا عون الشیطان اور ایک روایت میں اعوان الشیطان علی اخیکم بهی هے۔☆ابوداؤد ج۴۔ کتاب الحدود، باب الحد فی الخمر۔ عن ابی هریرة۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸کتاب الاشربة والحد فیها۔ باب ماجاء فی وجوب الحد علی من شرب خمرا او نبیذا مسکرا عن ابی هریرة۔

(۲۴) بخاری ج۲۔کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والنعال۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸کتاب الاشربة والحد فیها، باب ماجاء فی عدد حد الخمر۔

(۲۵) بخاری ج۲۔ کتاب الحدود، باب مایکره من لعن شارب الخمر وانه لیس بخارج من الملة۔

(۲۶) بخاری ج۲۔کتاب الحدود، باب الضرب بالجرید والنعال۔☆مسلم ج۲۔ کتاب الحدود، باب حدالخمر۔ ☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیها باب الشارب یضرب زیادة علی الاربعین فیموت فی الزیادة الخ۔

(۲۷) مسلم ج۲۔کتاب الحدود، باب حد الخمر۔☆ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب الحد فی الخمر،☆ابن ماجه کتاب الحدود باب حدالسکران۔☆ سنن دارمی ج۲۔کتاب الحدود، باب فی حد الخمر۔ (مختصر)☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الاشربة باب ماجاء فی عدد حد الخمر۔ ☆کنزالعمال ج۵۔حدیث نمبر۱۳۶۸۶۔ ☆سنن دارقطنی ج۳ کتاب الحدود حدیث نمبر۳۶۷۔

(۲۸) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر۔☆کنزالعمال ج۵۔ حدیث نمبر۱۳۶۹۴۔

(۲۹) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی عدد حد الخمر۔☆کنزالعمال ج۵۔ حدیث ۱۳۶۸۰۔

(۳۰) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب اذا تتابع فی شرب الخمر۔☆ترمذی ج۱۔ ابواب الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه عن معاویة۔☆نسائی ج۸۔کتاب الاشربة، باب ذکر الروایات المغلظات فی شرب الخمر، عن ابی هریرة اور ابن عمر اور نفر من اصحاب النبی ص۳۱۳۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب من شرب الخمر مرارا۔ عن ابی هریرة۔☆سنن دارمی ج۲۔کتاب الحدود، باب فی شارب الخمر اذا اوتی به الرابعة عن عمرو بن الشرید عن ابیه۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی وجوب الحد علی من شرب خمرا اونبیذا مسکرا۔

(۳۱) ترمذی ج۱۔ص۲۶۷۔

(۳۲) مؤطا امام مالک ج۲۔کتاب الاشربة باب الحد فی الخمر۔☆مؤطا امام مالک ج۲کتاب الاشربة باب ماجاء فی تحریم الخمر۔☆سنن دارمی ج۲کتاب الاشربة، باب ماقیل فی المسکر۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی تفسیر الخمر الذی نزل تحریمها۔

(۳۳) بخاری ج۲۔ کتاب التفسیر سورة المائدة باب قوله لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا

الخ۔☆مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب تحریم الخمر۔☆ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی تحریم الخمر۔ ☆السنن الکبریٰ ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها۔ باب ماجاء فی تحریم الخمر۔

(۳۴) بخاری ج۲ کتاب التفسیر، باب قوله انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔☆بخاری ج۲۔کتاب الاشربة، باب نزل تحریم الخمر وهی من البُسر والتمر۔☆مسلم ج۲۔کتاب الاشربة باب تحریم الخمر۔

(۳۵) مسلم ج۲ کتاب الاشربة، باب تحریم الخمر۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی تحریم الخمر۔

(۳۶) بخاری ج۲۔کتاب الاشربة، باب من رای ان لایخلط البُسر والتمر اذا کان مسکراً۔☆نسائی ج۸۔ کتاب الاشربة باب ذکر الشراب الذی اهریق بتحریم الخمر۔☆بخاری ج۲میں حضرت انس سے مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی ایک روایت منقول ہے۔ یہی روایت مسلم نے ج۲میں کتاب الاشربة باب تحریم الخمر کے تحت ذکر کی ہے۔ اسے نسائی نے ج۸ میں کتاب الاشربة باب ذکر الشراب الذی اهریق بتحریم الخمر کے تحت بیان کیاہے۔

(۳۷) المصنف لعبد الرزاق، ج۷ حدیث نمبر۱۳۵۱۵۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الاشربة والحد فیها، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔☆کنزالعمال ج۵ص ۵۷۲۔

(۳۸) ابوداؤد ج۴کتاب الحدود، باب فی ضرب الوجه فی الحد۔☆مسند احمد ج۲ص۳۳۴۔عن ابی هریرة۔ ☆السنن الکبریٰ ج۸۔کتاب الاشربة، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳۔ سورة النور باب مایضرب من اعضاء المحدود۔

(۳۹) السنن الکبری للبیهقی ج۸کتاب الاشربة والحد فیها، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳ص ۲۶۲۔☆المصنف ج۷ص ۳۶۹۔☆کنز العمال ج۵ حدیث نمبر۱۳۴۲۸۔

(۴۰) السنن الکبری ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها، باب ماجاء فی صفة السوط والضرب۔☆احکام القرآن للجصاص ج۳ص ۲۶۱۔

(۴۱) کنز العمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۴۲۱ عن عکرمة بن خالد اس میں واتّقِ کے بجائے وَاجْتَنِبْ ہے۔

(۴۲) بخاری ج۲ کتاب التفسیر۔ سورة المائدة، باب قوله انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان۔☆بخاری ج۲کتاب الاشربة، باب ماجاء فی ان الخمر ماخامر العقل من الشراب۔☆ مسلم ج۲کتاب التفسیر۔☆ ابوداؤد ج۳کتاب الاشربة، باب فی تحریم الخمر۔☆نسائی ج۸کتاب الاشربة، باب ذکر انواع الاشیاء التی کانت منها الخمر حین نزل تحریمها۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸کتاب الاشربة، والحد فیها، باب الخلیطین۔

فصل: ۴

زنا اور اس کی سزا

شادی شدہ مرد وزن کی سزا

۴۶۔خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلاً، اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِأَةٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِأَةٍ وَالرَّجْمُ. اَوْرَمْیٌ بِالْحِجَارَةِ اَوْرَجْمٌ بِالْحِجَارَةِ.

''مجھ سے لو، مجھ سے لو، اللہ نے زانیہ عورتوں کے لیے طریقہ مقرر کر دیا، غیر شادی شدہ مرد کی غیر شادی شدہ عورت سے بدکاری کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ مرد کی شادی شدہ عورت سے بدکاری کے لیے سو کوڑے اور سنگساری۔''

تخریج: حَدَّثَنَا یَحْیٰ بْنُ یَحْیٰ التَّمِیْمِیُّ، قَالَ: اَنَاهُشَیْمٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّرَّقَاشِیِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: خُذُوْا عَنِّیْ، خُذُوْا عَنِّیْ، خُذُوْا عَنِّیْ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلاً، اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِأَةٍ وَنَفْیُ سَنَةٍ، وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ جَلْدُ مِأَةٍ وَالرَّجْمُ۔(۱)

ترمذی نے روایت نقل کر کے لکھا ہے:

هذا حدیث صحیح: والعمل علی هذا عند بعض اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ منهم: علی بن ابی طالب وابی بن کعب وعبد الله بن مسعود وغیرهم قال: الثیب یجلد ویرجم وإلی هذا ذهب بعض اهل العلم وهو قول اسحاق، وقال بعض اهل العلم من اصحاب النبی ﷺ، منهم: ابوبکر وعمر وغیرهما الثیب انما علیه الرجم ولایجلد، وقد روی عن النبی ﷺ مثل هذا فی غیر حدیث فی قصة ماعز وغیره انه امر بالرجم ولم یامران یجلد قبل ان یرجم والعمل علی هذا عند بعض اهل العلم وهو قول سفیان الثوری وابن المبارک، والشافعی، واحمد۔

تشریح: یہ حدیث اگرچہ سنداً صحیح ہے مگر روایات صحیحہ کا ایک جم غفیر ہے جو ہمیں بتاتا ہے کہ اس پر نہ عہد نبوی میں کبھی عمل ہوا، نہ عہد خلفائے راشدین میں، اور نہ فقہاء میں سے کسی نے ٹھیک اس کے مضمون کے مطابق فتویٰ دیا۔ چناں چہ اس میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مختلف فقہاء کے مسلک اس باب میں حسب ذیل ہیں:

- شادی شدہ مرد وعورت کے لیے زنا کی سزا امام احمد، داؤد ظاہری اور اسحاق بن راہویہ کے نزدیک سو کوڑے لگانا اور اس کے بعد سنگسار کرنا ہے۔
- باقی تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ ان کی سزا صرف سنگساری ہے۔ رجم اور سزائے تازیانہ کو جمع نہیں کیا جائے گا۔ غیر شادی شدہ کی سزا، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، داؤد ظاہری، سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ اور حسن بن صالح کے نزدیک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی مرد وعورت ہر دو کے لیے۔
- امام مالک اور امام اوزاعی کے نزدیک مرد کے لیے ۱۰۰ کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور عورت کے لیے صرف سو کوڑے۔ (جلاوطنی سے مراد ان سب کے نزدیک یہ ہے کہ مجرم کو اس کی بستی سے نکال کر کم از کم اتنے فاصلے پر بھیج دیا جائے جس پر نماز میں قصر واجب ہوتا ہے۔ مگر زید بن علی اور امام جعفر صادق کے نزدیک قید کر دینے سے بھی جلاوطنی کا مقصد پورا ہو جاتا ہے)۔
- امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد امام ابو یوسف، امام زفر اور امام محمد کہتے ہیں کہ حد زنا اس صورت میں مرد وعورت دونوں کے لیے صرف سو کوڑے ہیں۔ اس پر کسی اور سزا، مثلاً قید یا جلاوطنی کا اضافہ حد نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ قاضی اگر یہ دیکھے کہ مجرم بدچلن ہے، یا مجرم اور مجرمہ کے تعلقات بہت گہرے ہیں تو حسب ضرورت وہ انہیں قید بھی کر سکتا ہے اور خارج البلد بھی کر سکتا ہے۔ مختلف روایات درج ذیل ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث بالا پر کبھی عمل نہ ہو سکا۔

۴۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن خالد جہنی کی روایت جسے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور امام احمد نے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ دو اعرابی نبی ﷺ کے پاس مقدمہ لائے۔ ایک نے کہا کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں اجرت پر کام کرتا تھا، وہ اس کی بیوی سے ملوث ہو گیا۔ میں نے اس کو سو بکریاں اور ایک لونڈی دے کر راضی کیا، مگر اہل علم نے بتایا کہ یہ کتاب اللہ کے خلاف ہے۔ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرما دیں۔ دوسرے نے بھی کہا کہ آپ کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ فرما دیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تجھی کو واپس۔ تیرے بیٹے کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی۔ پھر آپ نے قبیلہ (اسلم کے ایک شخص سے فرمایا اے اُنیس، تو جا کر اس کی بیوی سے پوچھ۔ اگر وہ اعتراف کرے تو اسے رجم کر دے۔ چناں چہ اس نے اعتراف کیا اور رجم کر دی گئی۔ اس میں رجم سے پہلے کوڑے لگانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور غیر شادی شدہ مرد کو شادی شدہ عورت سے بدکاری کرنے پر تازیانے اور جلاوطنی کی سزا دی گئی ہے)۔

تخریج: حدَّثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ، قَالَ: اَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ قَالاَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: انْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ، فَقَالَ: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ

اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ، قَالَ: قُلْ، قَالَ: إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِأَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ وَعَلٰى امْرَأَتِهِ الرَّجْمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ: لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَاغْدُيَا أُنَيْسُ عَلٰى امْرَأَةِ هٰذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ، فَارْجُمْهَا، فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔ قُلْتُ لِسُفْيَانَ: لَمْ يَقُلْ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلٰى ابْنِيْ الرَّجْمَ، فَقَالَ: أَشُكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ۔ (۲)

تشریح: ماعز اور غامدیہ کے مقدمات کی جتنی روداد یں احادیث کی مختلف کتابوں میں مروی ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں ملتا کہ حضور نے رجم کرانے سے پہلے ان کو سو کوڑے بھی لگوائے ہوں۔

کوئی روایت کسی حدیث میں نہیں ملتی کہ نبی ﷺ نے کسی مقدمے میں رجم کے ساتھ سزائے تازیانہ کا بھی فیصلہ فرمایا ہو۔ زنا بعد احصان کے تمام مقدمات میں آپ نے صرف رجم کی سزا دی ہے۔

اسلامی قانون میں جرم زنا قابل راضی نامہ نہیں ہے۔ اور یہ بھی اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلامی قانون میں عصمتوں کا معاوضہ مالی تاوانوں کی شکل میں نہیں دلوایا جا سکتا۔ آبرو کی قیمت کا یہ دیوثانہ تصور مغربی قوانین ہی کو مبارک رہے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

زنا بالجبر کی سزا

فعل زنا کے مرتکب کو مجرم قرار دینے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے اپنی آزاد مرضی سے فعل کیا ہو جبر و اکراہ سے اگر کسی شخص کو اس فعل کے ارتکاب پر مجبور کیا گیا ہو تو وہ نہ مجرم ہے نہ سزا کا مستحق۔ اس معاملے پر شریعت کا صرف یہ عام قاعدہ ہی منطبق نہیں ہوتا کہ آدمی جبر اکرائے ہوئے کاموں کی ذمہ داری سے بری ہے بلکہ خود قرآن ان عورتوں کی معافی کا اعلان کرتا ہے جن کو زنا پر مجبور کیا گیا ہو۔ نیز متعدد احادیث میں تصریح ہے کہ زنا بالجبر کی صورت میں صرف زانی جابر کو سزا دی گئی اور جس پر جبر کیا گیا تھا اسے چھوڑ دیا گیا۔ بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص نے ایک لڑکی سے زنا بالجبر کا ارتکاب کیا۔ آپ نے اسے کوڑے لگوائے اور لڑکی کو چھوڑ دیا۔ ان دلائل کی بنا پر عورت کے معاملے میں تو قانون متفق علیہ ہے۔ لیکن اختلاف اس امر میں ہوا ہے کہ آیا مرد کے معاملے میں بھی جبر و اکراہ معتبر ہے یا نہیں۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی اور امام حسن بن صالح کہتے ہیں کہ مرد بھی اگر زنا کرنے پر مجبور کیا گیا ہو تو معاف کیا جائے گا۔ [illegible] کہتے ہیں کہ اسے معاف نہیں کیا جائے گا کیوں کہ وہ انتشار عضو کے بغیر اس فعل کا ارتکاب نہیں کر سکتا، اور انتشار عضو اس امر کی دلیل ہے کہ اس کی اپنی شہوت اس کی محرک ہوئی تھی۔ امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اگر

حکومت یا اس کے کسی حاکم نے آدمی کو زنا پر مجبور کیا ہو تو سزا نہیں دی جائے گی کیوں کہ جب خود حکومت ہی جرم پر مجبور کرنے والی ہو تو اسے سزا دینے کا حق نہیں رہتا۔ لیکن اگر حکومت کے سوا کسی اور نے مجبور کیا ہو تو زانی کو سزا دی جائے گی کیوں کہ ارتکاب زنا بہر حال وہ اپنی شہوت کے بغیر نہ کر سکتا تھا اور شہوت جبراً پیدا نہیں کی جا سکتی۔ ان تینوں اقوال میں سے پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ انتشار عضو چاہے شہوت کی دلیل ہو مگر رضاء و رغبت کی لازمی دلیل نہیں ہے۔ فرض کیجیے کہ ایک ظالم کسی شریف آدمی کو زبردستی پکڑ کر قید کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ایک جوان، خوبصورت عورت کو بھی برہنہ کر کے ایک ہی کمرے میں بند رکھتا ہے اور اسے اس وقت تک رہا نہیں کرتا جب تک کہ وہ زنا کا مرتکب نہ ہو جائے۔ اس حالت میں اگر یہ دونوں زنا کے مرتکب ہو جائیں اور وہ ظالم اس کے چار گواہ بنا کر انہیں عدالت میں پیش کر دے تو کیا یہ انصاف ہوگا کہ ان کے حالات کو نظر انداز کر کے انہیں سنگسار کر دیا جائے یا ان پر کوڑے برسائے جائیں؟ اس طرح کے حالات عقلاً یا عادتاً ممکن ہیں جن میں شہوت لاحق ہو سکتی ہے، بغیر اس کے کہ اس آدمی کی اپنی رضا و رغبت کا دخل ہو۔ اگر کسی شخص کو قید کر کے شراب کے سوا پینے کو کچھ نہ دیا جائے، اور اس حالت میں وہ شراب پی لے تو کیا محض اس دلیل سے اس کو سزا دی جا سکتی ہے کہ حالات تو واقعی اس کے لیے مجبوری کے تھے مگر حلق سے شراب کا گھونٹ وہ اپنے ارادے کے بغیر نہ اتار سکتا تھا؟ جرم کے متحقق ہونے کے لیے محض ارادے کا پایا جانا کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لیے آزاد ارادہ ضروری ہے جو شخص زبردستی ایسے حالات میں مبتلا کیا گیا ہو کہ وہ جرم کا ارادہ کرنے پر مجبور ہو جائے وہ بعض صورتوں میں قطعی مجرم نہیں ہوتا اور بعض صورتوں میں اس کا جرم بہت ہلکا ہو جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

کسی (مرد یا عورت) کو مجرم قرار دینے کے لیے صرف یہ امر کافی نہیں ہے کہ اس سے فعل زنا صادر ہوا ہے بلکہ اس کے لیے مجرم میں کچھ شرطیں پائی جانی چاہئیں۔ یہ شرطیں زنائے محض کے معاملے میں اور ہیں، اور زنا بعد احصان کے معاملہ میں اور۔

زنائے محض کے معاملے میں شرط یہ ہے کہ مجرم عاقل ہو اور بالغ ہو۔ اگر کسی مجنون یا کسی بچے سے یہ فعل سرزد ہو تو وہ حدِ زنا کا مستحق نہیں ہے۔

اور زنا بعدِ احصان کے لیے عقل اور بلوغ کے علاوہ چند مزید شرطیں بھی ہیں جن کو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں:

• پہلی شرط یہ ہے کہ مجرم آزاد ہو، اس شرط پر سب کا اتفاق ہے، کیوں کہ قرآن خود اشارہ کرتا ہے کہ غلام کو رجم کی سزا نہیں دی جائے گی۔ لونڈی اگر نکاح کے بعد زنا کی مرتکب ہو تو اسے غیر شادی شدہ آزاد عورت کی بہ نسبت آدھی سزا دینی چاہیے۔ فقہاء نے تسلیم کیا ہے کہ قرآن کا یہی قانون غلام پر بھی نافذ ہوگا۔

• دوسری شرط یہ ہے کہ مجرم باقاعدہ شادی شدہ ہو۔ یہ شرط بھی متفق علیہ ہے اور اس شرط کی رو سے کوئی ایسا شخص جو ملک یمین کی بنا پر تمتع کر چکا ہو، یا جس کا نکاح کسی فاسد طریقے سے ہوا ہو، شادی شدہ قرار نہیں دیا جائے گا، یعنی اس سے اگر زنا کا صدور ہو تو اس کو رجم کی نہیں بلکہ کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

• تیسری شرط یہ ہے کہ اس کا محض نکاح ہی نہ ہوا ہو بلکہ خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہو۔ صرف عقد نکاح کسی مرد کو محصن، یا عورت کو محصنہ نہیں بنا دیتا کہ زنا کے ارتکاب کی صورت میں اس کو رجم کر دیا جائے۔ اس شرط پر اکثر فقہاء متفق ہیں۔ مگر امام ابوحنیفہ اور امام محمد اس میں اتنا اضافہ اور کرتے ہیں کہ ایک مرد یا ایک عورت کو محصن صرف اسی صورت میں قرار دیا جائے گا جب کہ نکاح اور خلوت صحیحہ کے وقت زوجین آزاد بالغ اور عاقل ہوں۔ اس مزید شرط سے جو فرق واقع ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایک مرد کا نکاح ایسی عورت سے ہوا ہو جو لونڈی ہو، یا نابالغ ہو، یا مجنون ہو، تو خواہ وہ اس حالت میں اپنی بیوی سے لذت اندوز ہو بھی چکا ہو، پھر بھی وہ مرتکب زنا ہونے کی صورت میں رجم کا مستحق نہ ہوگا۔ یہی معاملہ عورت کا بھی ہے کہ اگر اس کو اپنے نابالغ یا مجنون یا غلام شوہر سے لذت اندوز ہونے کا موقع مل چکا ہو پھر بھی وہ مرتکب زنا ہونے کی صورت میں رجم کی مستحق نہ ہوگی۔ غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک بہت ہی معقول اضافہ ہے جو ان دونوں بالغ النظر بزرگوں نے کیا ہے۔

• چوتھی شرط یہ ہے کہ مجرم مسلمان ہو۔ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام شافعیؒ اور امام ابو یوسفؒ اور امام احمدؒ اس کو نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک ذمی بھی اگر زنا بعد احصان کا مرتکب ہوگا تو رجم کیا جائے گا۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ اس امر پر متفق ہیں کہ زنا بعد احصان کی سزا رجم صرف مسلمان کے لیے ہے اس کے دلائل میں سب سے زیادہ معقول اور وزنی دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی کو سنگساری جیسی خوفناک سزا دینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکمل احصان کی حالت میں ہو اور پھر بھی زنا کے ارتکاب سے باز نہ آئے۔ احصان کا مطلب ہے اخلاقی قلعہ بندی۔ اس کی تکمیل تین حصاروں سے ہوتی ہے۔ اولین حصار یہ ہے کہ آدمی خدا پر ایمان رکھتا ہو آخرت کی جواب دہی کا قائل ہو اور شریعت خداوندی کو تسلیم کرتا ہو۔ دوسرا حصار یہ ہے کہ وہ معاشرے کا آزاد فرد ہو کسی دوسرے کی غلامی میں نہ ہو جس کی پ ں اسے اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے جائز تدابیر اختیار کرنے میں مانع ہوتی ہیں، اور لاچاری و مجبوری اس سے گناہ کرا سکتی ہے، اور کوئی خاندان اسے اپنے اخلاق اور اپنی عزت کی حفاظت میں مدد دینے والا نہیں ہوتا۔ تیسرا حصار یہ ہے کہ اس کا نکاح ہو چکا ہو اور اسے تسکین نفس کا جائز ذریعہ حاصل ہو یہ تینوں حصار جب پائے جاتے ہوں، تب "قلعہ بندی" مکمل ہوتی ہے۔ اور تب ہی وہ شخص بجا طور پر سنگساری کا مستحق قرار پا سکتا ہے جس نے ناجائز شہوت رانی کی خاطر تین تین حصار توڑ ڈالے۔ لیکن جہاں پہلا اور سب سے بڑا حصار یعنی خدا اور آخرت اور قانون خداوندی پر ایمان ہی موجود نہ ہو وہاں یقیناً قلعہ بندی مکمل نہیں ہے اور اس بنا پر فجور کا جرم بھی اس شدت کو پہنچا ہوا نہیں ہے جو اسے انتہائی سزا کا مستحق بنا دے۔ اس دلیل کی تائید ابن عمر کی وہ روایت کرتی ہے جسے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور دارقطنی[1] نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے کہ مَنْ اَشْرَکَ بِاللّٰہِ فَلَیْسَ بِمُحْصِنٍ "جس نے خدا کے ساتھ شرک کیا وہ محصن نہیں ہے۔" اگرچہ اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا ابن عمر نے اس روایت میں نبی ﷺ کا قول نقل کیا ہے یا یہ ان کا اپنا فتویٰ ہے۔ لیکن اس کمزوری کے باوجود اس کا مضمون اپنے معنی کے

---

[1] نَادَعْلَجُ نَا ابْنُ شَیْرَوَیْهِ نَا اِسْحَاقُ نَاعَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ اَشْرَکَ بِاللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُحْصِنٍ۔ وَلَمْ یَرْفَعْهُ غَیْرُ اِسْحَاقَ وَیُقَالُ اَنَّهٗ رَجَعَ عَنْهُ وَالصَّوَابُ مَوْقُوْفٌ۔ (دارقطنی، کتاب الحدود والدیات وغیرها ص: ۳۵۰)

لحاظ سے نہایت قوی ہے۔ اس کے جواب میں اگر یہودیوں کے اس مقدمے سے استدلال کیا جائے جس میں نبی ﷺ نے رجم کا حکم نافذ فرمایا تھا تو ہم کہیں گے کہ یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس مقدمے کے متعلق تمام معتبر روایات کو جمع کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نبی ﷺ نے ان پر اسلام کا ملکی قانون (Law of the land) نہیں بلکہ ان کا اپنا مذہبی قانون (Personal law) نافذ فرمایا تھا۔ بخاری و مسلم کی متفقہ روایت ہے کہ جب یہ مقدمہ آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے یہودیوں سے پوچھا کہ مَاتَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاۃِ فِیْ شَانِ الرَّجْمِ یا مَاتَجِدُوْنَ فِیْ کِتَابِکُمْ ''یعنی تمہاری توراۃ میں اس کا کیا حکم ہے؟'' پھر جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان کے ہاں رجم کا حکم ہے تو حضورؐ نے فرمایا فَاِنِّیْ اَحْکُمُ بِمَا فِی التَّوْرَاۃِ ''میں وہی فیصلہ کرتا ہوں جو توراۃ میں ہے۔'' اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَکَ اِذْ اَمَاتُوْہُ ''خداوند، میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا ہے کہ انہوں نے اسے مردہ کر دیا تھا۔'' (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

۴۸۔ جابر بن عبداللہ کی ایک روایت ہے جو ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے، یہ بتاتی ہے کہ ایک شخص زنا کا مرتکب ہوا اور نبی ﷺ نے اس کو صرف سزائے تازیانہ دی، پھر معلوم ہوا کہ وہ شادی شدہ تھا، تب آپ نے اسے رجم کر دیا۔ اس کے علاوہ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر شادی شدہ زانیوں کو آپ نے صرف سزائے تازیانہ دی مثلاً ایک شخص جس نے نماز کے لیے جاتی ہوئی عورت سے زنا کی اور وہ شخص جس نے زنا کا اعتراف کیا اور عورت نے انکار کیا[1]

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: ثَنَا ح وَثَنَا ابْنُ السَّرْحِ الْمَعْنٰی، قَالَ: اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ وَھْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَجُلاً زَنٰی بِامْرَاَۃٍ، فَاَمَرَ بِہِ النَّبِیُّ ﷺ فَجُلِدَ الْحَدَّ، ثُمَّ اُخْبِرَ اَنَّہٗ مُحْصِنٌ، فَاَمَرَ بِہٖ فَرُجِمَ۔(۳)

—— قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: رَوٰی ھٰذَا الْحَدِیْثَ مُحَمَّدُ بْنُ بَکْرٍ الْبُرْسَانِیُّ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ، مَوْقُوْفاً عَلٰی جَابِرٍ، وَرَوَاہُ اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ۔ بِنَحْوِ ابْنِ وَھْبٍ، لَمْ یَذْکُرِ النَّبِیَّ ﷺ، قَالَ: اِنَّ رَجُلاً زَنٰی فَلَمْ یَعْلَمْ بِاِحْصَانِہٖ فَجُلِدَ، ثُمَّ عَلِمَ بِاِحْصَانِہٖ فَرُجِمَ۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی عورت سے زنا کی، نبی ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا پس اس پر حد جاری کر دی گئی بعد میں اطلاع دی گئی کہ وہ تو شادی شدہ تھا تو آپ نے حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ فَارِسٍ، ثَنَا الْفِرْیَابِیُّ، ثَنَا اِسْرَائِیْلُ ثَنَا سِمَاکُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَۃَ

---

[1] ترمذی و ابوداؤد کی روایت ہے کہ ایک عورت اندھیرے میں نماز کے لیے نکلی۔ راستے میں ایک شخص نے اس کو گرا لیا اور زبردستی اس کی عصمت دری کر دی اس کے شور مچانے پر لوگ آ گئے اور زانی پکڑا گیا۔ نبی ﷺ نے اس کو رجم کرا دیا اور عورت کو چھوڑ دیا۔

ابْنِ وَائِلٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ امْرَاَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ تُرِيْدُ الصَّلَاةَ، فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ، فَتَجَلَّلَهَا، فَقَضٰى حَاجَتَهٗ مِنْهَا، فَصَاحَتْ، وَانْطَلَقَ، فَمَرَّ عَلَيْهَا رَجُلٌ، فَقَالَتْ: اِنَّ ذَاكَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا، وَمَرَّتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ: اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا، فَانْطَلَقُوْا، فَاَخَذُوْا (الرَّجُلَ) الَّذِيْ ظَنَّتْ اَنَّهٗ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَاَتَوْهَا بِهٖ فَقَالَتْ: نَعَمْ هُوَ هٰذَا، فَاَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمَّا اَمَرَ بِهٖ، قَامَ صَاحِبُهَا الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنَا صَاحِبُهَا، فَقَالَ لَهَا: اِذْهَبِيْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ، وَقَالَ لِلرَّجُلِ قَوْلًا حَسَنًا۔(۴)

——— قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: يَعْنِيْ اَلرَّجُلُ الْمَاخُوْذُ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا اُرْجُمْهُ فَقَالَ: لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ۔ قَالَ اَبُوْدَاوٗدَ: رَوَاهُ اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ اَيْضًا عَنْ سِمَاكٍ۔

۴۹۔ حضرت عمرؓ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شراب نوشی کے جرم میں جلاوطن کیا تو وہ بھاگ کر رومیوں سے جاملا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آئندہ میں کسی کو جلاوطنی کی سزا نہیں دوں گا۔ اسی طرح حضرت علیؓ نے غیر شادی شدہ مرد وعورت کو زنا کے جرم میں جلاوطن کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ اس میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ (احکام القرآن للجصاص، ج ۳ ص: ۳۱۵)

۵۰۔ حضرت عمرؓ کا مشہور خطبہ جس میں انہوں نے پورے زور کے ساتھ زنا بعد احصان کی سزا رجم بیان کی ہے، بخاری ومسلم اور ترمذی ونسائی نے مختلف سندوں سے نقل کیا ہے اور امام احمد نے بھی اس کی متعدد روایتیں لی ہیں۔ مگر اس کی کسی روایت میں بھی رجم مع سزائے تازیانہ کا ذکر نہیں ہے۔

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ عُمَرُ: لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَّطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ: لَانَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ، اَنْزَلَهَا اللّٰهُ، اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى وَقَدْ اَحْصَنَ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ، اَوِ الْاِعْتِرَافُ، قَالَ سُفْيَانُ: كَذَا حَفِظْتُ اَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ۔(۵)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ کہنے والا کہے گا کہ ہم کتاب میں رجم کا حکم نہیں پاتے۔ اس طرح وہ ایک فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہوں گے، جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ خبردار، سن لو! رجم واجب ہے برحق ہے ایسے ہر فرد پر جس نے زنا کی ہو اور شادی شدہ ہو اور اس پر گواہی قائم ہو جائے یا حمل ہو یا خود اس کا اپنا اقرار ہو۔ سفیان نے کہا میں نے اسی طرح یاد کیا ہے سن لو کہ رسول اللہ ﷺ نے سزائے رجم دی ہے اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کو نافذ کیا ہے۔

بخاری میں حضرت عمر کا خطبہ مندرجہ ذیل الفاظ میں منقول ہے:

(۲) فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ، قَامَ، فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ: اَمَّا بَعْدُ! فَاِنِّيْ قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَلِيْ اَنْ اَقُوْلَهَا، لَاَدْرِيْ لَعَلَّ بَيْنَ يَدَيْ اَجَلِيْ، فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ وَمَنْ خَشِيَ اَنْ لَايَعْقِلَهَا فَلَااُحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الرَّجْمِ. فَقَرَاْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا، فَلِذَا رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ، فَاَخْشٰى اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ: وَاللّٰهِ مَانَجِدُ اٰيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، اَوْكَانَ الْحَبَلُ، اَوِالْاِعْتِرَافُ، ثُمَّ اِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيْمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَنْ لَاتَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ. الحديث۔(۶)

ترجمہ: چناں چہ حضرت عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے، جب مؤذن خاموش ہوئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی جس کا وہ مستحق ہے پھر امابعد کہا اور فرمایا میں آج تم سے ایسی بات کہنے والا ہوں جسے کہنا میرے مقدر میں تھا مجھے اس کا علم نہیں کہ شاید یہ میری موت سے پہلے ہو۔ لہٰذا جو اسے سمجھے اور یاد رکھے تو چاہیے کہ جہاں تک اس کی رسائی ہو دوسرے لوگوں سے اسے بیان کرے اور جسے یہ اندیشہ ہو کہ اسے اس کی سمجھ نہیں آئے گی تو میں کسی کے لیے بھی حلال نہیں سمجھتا کہ وہ میرے متعلق غلط بیانی کرے (جھوٹ بولے) بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور ان پر اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے اس میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے خود اسے پڑھا اور سمجھا اور حافظوں میں محفوظ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کی سزا خود نافذ فرمائی اور ہم نے اس سزائے رجم کو نافذ کیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر مدت دراز کے بعد ایک ایسا دور آئے گا کہ کہنے والا کہے گا کہ بخدا ہم تو آیت رجم کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ وہ اس فرض کو چھوڑ کر گمراہ ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اور رجم کتاب اللہ کی رو سے زنا کا ارتکاب کرنے والے شادی شدہ مرد وعورت پر واجب ہے بشرطیکہ گواہی قائم ہو جائے یا حمل پایا جائے یا خود ارتکاب زنا کا اعتراف کرے۔ پھر ہم کتاب اللہ میں جو پڑھتے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ تم اپنے باپوں سے نفرت نہ کرو کیوں کہ اپنے آباء سے تمہارا نفرت کی روش اختیار کرنا کفر ہے یا یہ فرمایا کہ بے شک تمہارے لیے یہ کفر ہے کہ تم اپنے آباء سے نفرت کرو۔

ترمذی میں حضرت عمرؓ سے منقول ہے:

(۳) قَالَ: رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمَ اَبُوْبَكْرٍ، وَرَجَمْتُ، وَلَوْلَا اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اَزِيْدَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَتَبْتُهٗ فِي الْمُصْحَفِ فَاِنِّيْ قَدْخَشِيْتُ اَنْ يَجِيْءَ اَقْوَامٌ فَلَا يَجِدُوْنَهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَكْفُرُوْنَ بِهٖ۔(۷)

ترجمہ: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے، حضرت ابوبکر صدیق نے اور میں نے سزائے رجم نافذ کی اور اگر میں کتاب اللہ میں کچھ اضافہ کو برا و ناپسند نہ سمجھتا تو میں ضرور اس کو مصحف میں لکھ دیتا کیوں کہ مجھے اندیشہ محسوس ہو رہا ہے کہ بعد میں ایسی اقوام آئیں اور کتاب میں اسے نہ پا کر اس کا انکار کر بیٹھیں۔

ـــــ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ۔ حَدِيثُ عُمَرَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَرُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُمَرَ۔

تشریح: ان تمام روایات پر مجموعی نظر ڈالنے سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا مسلک ہی صحیح ہے، یعنی زنا بعد احصان کی حد صرف رجم ہے، اور محض زنا کی حد صرف ۱۰۰ کوڑے۔ تازیانے اور رجم کو جمع کرنے پر تو عہد نبوی سے لے کر عہد عثمانی تک کبھی عمل ہی نہیں ہوا۔ رہا تازیانے اور جلاوطنی کو جمع کرنا تو اس پر کبھی عمل ہوا ہے اور کبھی نہیں ہوا۔ اس سے مسلک حنفی کی صحت صاف ثابت ہو جاتی ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور حاشیہ: ۲)

ضعیف اور مریض زانی کی سزا

۵۱۔ خُذُوا عِثْكَالاً فِيهِ مِأَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً۔

''قبیلہ بنی ساعدہ میں ایک شخص سے زنا کا ارتکاب ہوا اور وہ ایسا مریض تھا کہ بس ہڈی اور چمڑا رہ گیا تھا۔ اس پر نبی ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کا ایک ٹہنا لو جس میں سو شاخیں ہوں اور اس سے بیک وقت اس شخص کو مار دو۔'' (احکام القرآن)

تخریج:(۱) رَوَاهُ بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَعْدٍ[1] وَقَالَ فِيْهِ: فَخُذُوْا عِثْكَالاً فِيْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ، فَاضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً، فَفَعَلُوْا۔(۸)

ابوامامہ بن سہل بن حنیف بیان کرتے ہیں:

(۲)اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهُ اشْتَكٰى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى اُضْنِيَ، فَعَادَ جِلْدَةً عَلٰى عَظْمٍ، فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ، فَهَشَّ لَهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالُ قَوْمِهٖ يَعُوْدُوْنَهٗ، اَخْبَرَهُمْ بِذٰلِكَ، وَقَالَ: اسْتَفْتُوْا لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاِنِّيْ قَدْ وَقَعْتُ عَلٰى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالُوْا: مَارَاَيْنَا بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِيْ هُوَ بِهٖ، لَوْ حَمَلْنَاهُ اِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهٗ، مَاهُوَ اِلَّا جِلْدٌ عَلٰى عَظْمٍ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّاْخُذُوْا لَهٗ مِائَةَ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُوْهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً۔(۹)

ترجمہ: ابوامامہ بن سہل کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انصاری صحابہ میں سے ایک صحابی نے آپ کو اطلاع دی کہ ان

---

[1] سَعِيْدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ وَقَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ وَاَبُوْاُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ۔ هٰذَا وُلِدَ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔
(احکام القرآن للجصاص ج ۳ ص ۳۸۳)

کا ایک آدمی بیمار پڑ گیا اور ہڈی چمڑے کا بس پنجر بن کر رہ گیا۔ اس وقت اس کے پاس کسی کی لونڈی چلی گئی۔ اس پر اس کا دل بھر آیا اور مباشرت کر بیٹھا۔ جب اس کی برادری وقبیلہ کے لوگ اس کی عیادت کے لیے آئے تو اس نے سارا واقعہ کہہ سنایا اور درخواست کی کہ میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ میرے پاس آنے والی کسی کی لونڈی سے میں مباشرت کر بیٹھا ہوں۔ ان لوگوں نے اس صورت حال کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا اور ساتھ ہی عرض کیا کہ وہ ایسا مریض ہے ہم نے ایسا مریض وضعیف آدمی کسی کو نہیں دیکھا۔ اگر ہم اسے اٹھا کر آپ کی خدمت میں لائیں گے تو اس کی ہڈیاں پنجر سے الگ ہو جائیں گی بس وہ تو اب ہڈیوں پر چمڑا ہی رہ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ ایسا ایک ٹہنا لو جس میں سو شاخیں ہوں۔ بس اس کو اس پر ایک مرتبہ مار دو۔

تشریح : مسند احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، عبدالرزاق اور دوسری کتب حدیث میں بھی اس کی تائید کرنے والی حدیثیں موجود ہیں جن سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ نبی ﷺ نے مریض اور ضعیف پر حد جاری کرنے کے لیے یہی طریقہ مقرر فرمایا تھا۔ البتہ فقہاء نے اس کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ ہر شاخ یا ہر تنکا کچھ نہ کچھ مجرم کو لگ جانا چاہیے اور ایک ہی ضرب سہی، مگر وہ کسی نہ کسی حد تک مجرم کو چوٹ لگانے والی بھی ہونی چاہیے، یعنی محض چھو دینا کافی نہیں ہے، بلکہ مارنا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے ملازم کو دس کوڑے مارنے کی قسم کھا بیٹھا ہو اور بعد میں دسوں کوڑے ملا کر اسے صرف ایک ضرب اس طرح لگا دے کہ ہر کوڑے کا کچھ نہ کچھ حصہ اس شخص کو ضرور لگ جائے، تو اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام شافعی رحمہم اللہ کی یہی رائے ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، حاشیہ: ۲۰)

حد زنا کس پر نافذ ہوگی

۵۲۔ ایک شخص نے آ کر نبی ﷺ کے سامنے اقرار کیا کہ وہ فلاں عورت سے زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ نے عورت کو بلا کر پوچھا، اس نے انکار کیا۔ آپ نے اس پر حد جاری کی اور عورت کو چھوڑ دیا۔

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَفْصٍ، ثَنَا اَبُوْحَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّ رَجُلاً اَتَاهُ فَاَقَرَّ عِنْدَهُ اَنَّهُ زَنٰی بِامْرَاَةٍ سَمَّاهَا لَهُ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْمَرْاَةِ، فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِکَ فَاَنْکَرَتْ اَنْ تَکُوْنَ زَنَتْ، فَجَلَدَهُ الْحَدَّ وَتَرَکَهَا۔ (۱۰)

۵۳۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ پہلے اس کے اقرار پر آپ نے حد زنا جاری کی، پھر عورت سے پوچھا اور اس کے انکار پر اس شخص کو حد قذف کے کوڑے لگوائے۔

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ فَارِسٍ، ثَنَا مُوْسٰی بْنُ هَارُوْنَ الْبَرْدِیُّ، ثَنَاهِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ فَیَّاضٍ الْاَبْنَاوِیِّ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ

رَجُلاً مِنْ بَكْرِ بْنِ لَيْثٍ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاَقَرَّ اَنَّهُ زَنٰى بِامْرَاَةٍ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَجَلَدَهُ مِائَةً، وَكَانَ بِكْرًا ثُمَّ سَاَلَهُ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمَرْاَةِ، فَقَالَتْ: كَذَبَ، وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَجَلَدَهُ حَدَّ الْفِرْيَةِ ثَمَانِيْنَ۔(۱۱)

تشریح: اقراری مجرم سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے کس سے زنا کا ارتکاب کیا ہے کیوں کہ اس طرح ایک کے بجائے دو کو سزا دینی پڑے گی، اور شریعت لوگوں کو سزا دینے کے لیے بے چین نہیں ہے۔ البتہ اگر مجرم خود یہ بتائے کہ اس فعل کا فریق ثانی فلاں ہے تو اس سے پوچھا جائے گا۔ اگر وہ بھی اعتراف کرے تو اسے سزا دی جائے گی۔ لیکن اگر وہ انکار کردے تو صرف اقراری مجرم ہی حد کا مستحق ہوگا۔ اس امر میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ اس صورت میں (جبکہ فریق ثانی اس کے ساتھ مرتکب زنا ہونے کو تسلیم نہ کرے) اس پر آیا حدِ زنا جاری کی جائے گی یا حدِ قذف۔ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک وہ حد زنا کا مستوجب ہے، کیوں کہ اسی جرم کا اس نے اقرار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام اوزاعیؒ کی رائے میں اس پر حدِ قذف جاری کی جائے گی، کیوں کہ فریق ثانی کے انکار نے اس کے جرم زنا کو مشکوک کردیا ہے، البتہ اس کا جرم قذف بہرحال ثابت ہے اور امام محمد کا فتویٰ یہ ہے (امام شافعی کا بھی ایک قول اس کی تائید میں ہے) کہ اسے زنا کی سزا بھی دی جائے گی اور قذف کی بھی، کیوں کہ اپنے جرم زنا کا وہ خود معترف ہے، اور فریق ثانی پر اپنا الزام وہ ثابت نہیں کرسکا ہے۔ نبی ﷺ کی عدالت میں اس قسم کا ایک مقدمہ آیا تھا۔ اس کی ایک روایت جو مسند احمد اور ابوداؤد میں سہل بن سعد سے منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں ''ایک شخص نے آکر نبی ﷺ کے سامنے اقرار کیا کہ وہ فلاں عورت سے زنا کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پر حد جاری کی اور عورت کو چھوڑ دیا۔'' اس روایت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ کون سی حد جاری کی۔ دوسری روایت ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباسؓ سے نقل کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ پہلے اس کے اقرار پر آپؐ نے حد زنا جاری کی، پھر عورت سے پوچھا اور اس کے انکار پر اس شخص کو حد قذف کے کوڑے لگوائے۔ لیکن یہ روایت سند کے لحاظ سے بھی ضعیف ہے، کیوں کہ اس کے ایک راوی قاسم بن فیاض کو متعدد محدثین نے ساقط الاعتبار ٹھہرایا ہے، اور قیاس کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ آپؐ نے اسے کوڑے لگوانے کے بعد عورت سے پوچھا ہوگا۔ صریح عقل اور انصاف کا تقاضا [illegible] حضور نظر انداز نہیں فرماسکتے تھے، یہ تھا کہ جب اس نے عورت کا نام لے دیا تھا تو عورت سے پوچھے بغیر اس کے مقدمے کا فیصلہ نہ کیا جاتا۔ اسی کی تائید سہل بن سعد والی روایت بھی کررہی ہے۔ لہٰذا دوسری روایت لائق اعتماد نہیں ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ ۴)

ثبوت جرم کے بغیر سزائے رجم

۵۴۔ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا۔

''اگر میں ثبوت کے بغیر رجم کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو ضرور رجم کرادیتا۔''

تخریج:(۱) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ اَبِيْ عُمَرَ، وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو، وَقَالَا: نَاسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ وَذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ،

فَقَالَ ابْنُ شَدَّادٍ أَهُمَا اللَّذَانِ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا۔(۱۲)

بخاری و مسلم نے اس طرح بھی نقل کیا ہے:

(۲)فَلاَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا فَقَالَ الرَّجُلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ رَجَمْتُ اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ، فَقَالَ: لاَ، تِلْكَ اِمْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلاَمِ السُّوْءَ۔(۱۳)

(۳)حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ، ثَنَا زَيْدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ عُبَيْدٍ، ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ، عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا اَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ، لَرَجَمْتُ فُلاَنَةَ، فَقَدْ ظَهَرَ مِنْهَا الرِّيْبَةُ فِيْ مَنْطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهَا۔(۱۴)

تشریح: اسلامی حکومت کسی شخص کے خلاف زنا کے جرم میں کوئی کارروائی نہ کرے گی جب تک کہ اس کے جرم کا ثبوت نہ مل جائے۔ ثبوت جرم کے بغیر کسی کی بدکاری خواہ کتنے ہی ذرائع سے حکام کے علم میں ہو، وہ بہرحال اس پر حد جاری نہیں کر سکتے۔ مدینے میں ایک عورت تھی جس کے متعلق روایات ہیں کہ وہ کھلی کھلی فاحشہ تھی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْاِسْلاَمِ السُّوْءَ۔ دوسری روایت میں ہے كَانَتْ قَدْ اَعْلَنَتْ فِي الْاِسْلاَمِ۔ ابن ماجہ کی روایت ہے فَقَدْ ظَهَرَ مِنْهَا الرِّيْبَةُ فِيْ مَنْطِقِهَا وَهَيْئَتِهَا وَمَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا۔ لیکن چوں کہ اس کے خلاف بدکاری کا ثبوت نہ تھا اس لیے اسے کوئی سزا نہ دی گئی، حالاں کہ اس کے متعلق نبی ﷺ کی زبان مبارک سے ـــــ لَوْ كُنْتُ رَاجِماً اَحَداً بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُهَا الخ ـــــ مندرجہ بالا الفاظ نکل گئے تھے۔ (تفہیم القرآن ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

ماخذ

(۱) مسلم ج ۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔ ☆ ابوداؤد ج ۴ کتاب الحدود، باب فی الرجم۔ ☆ ترمذی ج ۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی الرجم علی الثیب۔ ☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب فی حدالزنا۔ ☆ ابوداؤد میں خذو دو مرتبه، ترمذی اور ابن ماجه میں ایک مرتبه۔ ابوداؤد اور ترمذی نے نفی عام اور مسلم میں تغریب عام اور ابن ماجه نے تغریب سنة نقل کیاهے۔ ☆ السنن الکبریٰ ج ۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔ عن عبادة بن الصامت۔ ☆ کنزالعمال ج ۵۔ باب حدالزنا۔ حدیث ۱۳۰۹۸ عن عبادة بن الصامت۔ ☆ سنن دارمی ج ۲ کتاب الحدود، باب فی تفسیر قول الله تعالیٰ اویجعل الله لهن سبیلا۔ عن عبادة بن الصامت اس میں خذوا عنی دو مرتبه نقل هوا هے۔

(۲) بخاری ج۲ کتاب المحار بین من اهل الکفر والردة باب الاعتراف بالزنی۔☆ مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب فی حد الزنا۔☆ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب فی المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهینة۔☆ترمذی ج ۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی الرجم علی الثیب۔☆نسائی ج۸ کتاب آداب القاضی باب صون النساء عن مجلس الحکم۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۷حد الزنا۔☆موطا امام مالک ج۲ کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان جلد المائة ثابت علی البکرین الخ۔ ☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب الاعتراف بالزنا۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۱۰۲ باب حد الزنا۔

(۳) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک۔

(۴) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود باب فی صاحب الحد یجیء فیقر۔☆ترمذی ج ۱ ابواب الحدود باب ماجاء فی المرأة اذا استکرهت علی الزنا۔

(۵) بخاری ج۲ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب الاعتراف بالزنی۔

(۶) بخاری ج۲ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة، باب الاعتراف بالزنا۔☆مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب فی الرجم۔☆ابوداؤد میں وایم اللّٰهِ لَوْلاَ اَنْ یَّقُوْلَ النَّاسُ: زَادَ عُمَرُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَکَتَبْتُهَا۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۵۱۲۔☆ترمذی ج ۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی تحقیق الرجم۔ هذا حدیث صحیح۔

(۷) ابن ماجه کتاب الحدود باب ۷ الرجم۔ ☆ابن ماجه میں حضرت عمر کا وَقَدْ قَرَأْتُهَا(اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ) کا جمله بھی مذکور هے۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔ عن عمر بن الخطاب۔☆السنن الکبری میں حضرت عمر کے علاوه حضرت ابی بن کعب سے بھی الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة نکالاً من الله والله عزیز حکیم نقل کیاهے مزید برآں حضرت زید بن ثابت سے بھی اسے ذکر کیاهے فَقَالَ زَیْدٌ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نکالاً من اللّٰه ورسوله۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود باب فی حد المحصنین بالزنا۔ عن زید بن ثابت۔☆موطا امام مالک ج۲ کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم (مختصر)☆مسند احمد ج ۱ ص۲۳۔ عمر بن خطاب۔

(۸) احکام القرآن للجصاص ج۳ص۳۸۳ مطبوعه بیروت لبنان۔

(۹) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب فی اقامة الحد علی المریض۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، باب الکبیر والمریض یجب علیه الحد۔☆مسند احمد ج۵ص۲۲۲عن سعید بن سعد بن عبادة۔☆ روح المعانی ج ۱۱ سوره ص مختصر طورپر۔☆السنن الکبری ج۸کتاب الحدود، باب الضریر فی خلقته لامن مرضٍ یصیب الحد (الفاظ مختلف هیں)۔☆ دارقطنی ج۳کتاب الحدود حدیث نمبر ۶۷ مطبوعه ملتان نشر السنة۔

(۱۰) ابوداؤدج۴ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک۔☆ المستدرک للحاکم ج۴ کتاب الحدود، عن سهل بن سعد(الفاظ مختلف هیں)۔

(۱۱) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب اذا اقرالرجل بالزنا ولم تقرالمرأۃ۔☆المستدرک ج۴ کتاب الحدود۔ عن ابن عباس۔

(۱۲) مسلم ج۱ کتاب اللعان۔☆بخاری ج۲ کتاب المحاربین من اھل الکفر والردۃ باب من اظھر الفاحشۃ الخ ۔

(۱۳) کنز العمال ج۵حدیث ۱۳۰۹۹۔☆نسائی ج۶ کتاب الطلاق، کیف اللعان کے تحت، باب قول الامام اللّٰھم بین۔☆ ابن ماجہ کتاب الحدود، باب ۱۱ من اظھر الفاحشۃ۔☆مسند احمد ج۱ ص۳۳۶۔ ☆ نسائی نے تظھر فی الاسلام الشّرّ نقل کیاھے۔

(۱۴) ابن ماجہ کتاب الحدود، باب ۱۱ من اظھر الفاحشۃ۔ فی الزوائد۔ اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات۔

فصل:۵

قذف اور اس کی سزا

وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝
(النور: ۴،۵)

''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسی ۸۰ کوڑے مارو۔ اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو، اور یہی فاسق ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو اس حرکت کے بعد تائب ہو جائیں اور اصلاح کر لیں کہ اللہ ضرور ان کے حق میں غفور و رحیم ہے۔''

حدِ قذف کے حکم کا منشا

اس حکم کا منشا یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کی آشنائیوں اور ناجائز تعلقات کے چرچے قطعی طور پر بند کر دیے جائیں، کیوں کہ اس سے بے شمار برائیاں پھیلتی ہیں، اور ان میں سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس طرح غیر محسوس طریقے پر ایک عام زنا کارانہ ماحول بنتا چلا جاتا ہے۔ ایک شخص مزے لے لے کر کسی کے صحیح یا غلط گندے واقعات دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے۔ دوسرے اس میں نمک مرچ لگا کر اور لوگوں تک انہیں پہنچاتے ہیں، اور ساتھ ساتھ کچھ مزید لوگوں کے متعلق بھی اپنی معلومات یا بدگمانیاں بیان کر دیتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ شہوانی جذبات کی ایک عام رو چل پڑتی ہے، بلکہ برے میلانات رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ معاشرے میں کہاں کہاں ان کے لیے قسمت آزمائی کے مواقع موجود ہیں۔ شریعت اس چیز کا سدِ باب پہلے ہی قدم پر کر دینا چاہتی ہے۔ ایک طرف وہ حکم دیتی ہے کہ اگر کوئی زنا کرے اور شہادتوں سے اس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس کو وہ انتہائی سزا دو جو کسی اور جرم پر نہیں دی جاتی۔ اور دوسری طرف وہ فیصلہ کرتی ہے کہ جو شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے وہ یا تو شہادتوں سے اپنا الزام ثابت کرے، ورنہ اس پر اسی ۸۰ کوڑے برسا دو تاکہ آئندہ کبھی وہ اپنی زبان سے ایسی بات بلا ثبوت نکالنے کی جرأت نہ کرے۔ بالفرض اگر الزام لگانے والے نے کسی کو اپنی آنکھوں سے بھی بدکاری کرتے دیکھ لیا ہو تب بھی اسے خاموش رہنا چاہیے اور دوسروں تک اسے نہ پہنچانا چاہیے۔ تاکہ گندگی جہاں ہے وہیں پڑی رہے، آگے نہ پھیل سکے۔ البتہ اگر اس کے پاس گواہ موجود ہیں تو معاشرے میں بے ہودہ چرچے کرنے کے بجائے معاملہ حکام کے پاس لے جائے اور عدالت میں ملزم کا جرم ثابت کر کے اسے سزا دلوا دے۔

احکامِ قذف

اس قانون کو پوری طرح سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی تفصیلات نگاہ میں رہیں۔ اس لیے ہم ذیل میں ان کو نمبروار بیان کرتے ہیں:۔

(۱) آیت میں الفاظ ''وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ'' استعمال ہوئے ہیں جن کے معنی ہیں ''وہ لوگ جو الزام لگائیں'' لیکن سیاق وسباق یہ بتاتا ہے کہ یہاں الزام سے مراد ہر قسم کا الزام نہیں، بلکہ مخصوص طور پر زنا کا الزام ہے۔ پہلے زنا کا حکم بیان ہوا ہے اور آگے لعان کا حکم آرہا ہے، ان دونوں کے درمیان اس حکم کا آنا صاف اشارہ کررہا ہے کہ یہاں ''الزام'' سے مراد کس نوعیت کا الزام ہے پھر الفاظ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ''الزام لگائیں پاک دامن عورتوں پر۔'' سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہے کہ مراد وہ الزام ہے، جو پاک دامنی کے خلاف ہو۔ اس پر مزید یہ کہ الزام لگانے والوں سے اپنے الزام کے ثبوت میں چار گواہ لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جو پورے قانون اسلامی میں صرف زنا کا نصاب شہادت ہے۔ ان قرائن کی بنا پر تمام امت کے علماء کا اجماع ہے کہ اس آیت میں صرف الزام زنا کا حکم بیان ہوا ہے، جس کے لیے علماء نے ''قذف'' کی مستقل اصطلاح مقرر کردی ہے تاکہ دوسری تہمت تراشیاں (مثلاً کسی کو چور، یا شرابی، یا سودخوار، یا کافر کہہ دینا) اس حکم کی زد میں نہ آئیں۔ ''قذف'' کے سوا دوسری تہمتوں کی سزا قاضی خود تجویز کرسکتا ہے، یا مملکت کی مجلس شوریٰ حسب ضرورت ان کے لیے توہین اور ازالۂ حیثیت عرفی کا کوئی عام قانون بناسکتی ہے۔

(۲) آیت میں اگرچہ الفاظ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ''پاک دامن عورتوں پر الزام لگائیں۔'' استعمال ہوئے ہیں، لیکن فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ حکم صرف عورتوں ہی پر الزام لگانے تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ پاک دامن مردوں پر بھی الزام لگانے کا یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگرچہ الزام لگانے والوں کے لیے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ صرف مردوں ہی کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ عورتیں بھی اگر جرم قذف کی مرتکب ہوں تو وہ اسی حکم کی سزاوار ہوں گی۔ کیوں کہ جرم کی شناعت میں قاذف یا مقذوف کے مرد یا عورت ہونے سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ بنا بریں قانون کی شکل یہ ہوگی کہ جو مرد یا عورت بھی کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کا الزام لگائے اس کا یہ حکم ہے (واضح رہے کہ یہاں محصن اور محصنہ سے مراد شادی شدہ مرد وعورت نہیں بلکہ پاک دامن مرد وعورت ہیں)۔

(۳) یہ حکم صرف اسی صورت میں نافذ ہوگا جب کہ الزام لگانے والے نے محصنین یا محصنات پر الزام لگایا ہو، کسی غیر محصن پر الزام لگانے کی صورت میں اس کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ غیر محصن اگر بدکاری میں معروف ہو تب تو اس پر ''الزام'' لگانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ ایسا نہ ہو تو اس کے خلاف بلا ثبوت الزام لگانے والے کے لیے قاضی خود سزا تجویز کرسکتا ہے، یا ایسی صورتوں کے لیے مجلس شوریٰ حسب ضرورت قانون بناسکتی ہے۔

(۴) کسی فعلِ قذف کے مستلزم سزا ہونے کے لیے صرف یہ بات کافی نہیں ہے کہ کسی نے کسی پر بدکاری کا بلا ثبوت الزام لگایا ہے، بلکہ اس کے لیے کچھ شرطیں قاذف (الزام لگانے والے) میں، اور کچھ مقذوف (الزام کے ہدف بنائے جانے والے) میں، اور کچھ خود فعلِ قذف میں پائی جانی ضروری ہیں۔

وہ شرائط جو قاذف میں پائی جانی چاہئیں

قاذف میں جو شرطیں پائی جانی چاہئیں وہ یہ ہیں: اوّل یہ کہ وہ بالغ ہو۔ بچہ اگر قذف کا مرتکب ہو تو اسے تعزیری دی جاسکتی ہے مگر اس پر حد جاری نہیں کی جاسکتی۔ دوم یہ کہ وہ عاقل ہو۔ مجنون پر حد جاری نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح حرام نشے کے سوا کسی دوسری نوعیت کے نشے کی حالت میں، مثلاً کلوروفارم کے زیر اثر الزام لگانے والے کو بھی مجرم نہیں ٹھیرایا جاسکتا۔ سوم یہ کہ اس نے اپنے آزاد ارادے سے (فقہاء کی اصطلاح میں طائعاً) یہ حرکت کی ہو۔ کسی کے جبر سے قذف کا ارتکاب کرنے والا مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چہارم یہ کہ وہ مقذوف کا اپنا باپ یا دادا نہ ہو، کیوں کہ ان پر حد قذف جاری نہیں کی جاسکتی۔ ان کے علاوہ حنفیہ کے نزدیک ایک پانچویں شرط یہ بھی ہے کہ وہ ناطق ہو، گونگا اگر اشاروں میں الزام لگائے تو وہ حد قذف کا مستوجب نہ ہوگا۔ لیکن امام شافعیؒ کو اس سے اختلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر گونگے کا اشارہ بالکل صاف اور صریح ہو جسے دیکھ کر ہر شخص سمجھ لے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے تو وہ قاذف ہے، کیوں کہ اس کا اشارہ ایک شخص کو بدنام و رسوا کردینے میں تصریح بالقول سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اس کے برعکس حنفیہ کے نزدیک محض اشارے کی صراحت اتنی قوی نہیں ہے کہ اس کی بنا پر ایک آدمی کو ۸۰ کوڑوں کی سزا دے ڈالی جائے۔ وہ اس پر صرف تعزیر دیتے ہیں۔

وہ شرطیں جو مقذوف میں پائی جانی چاہئیں

مقذوف میں جو شرطیں پائی جانی چاہئیں وہ یہ ہیں: پہلی شرط یہ کہ وہ عاقل ہو یعنی اس پر بحالت عقل زنا کرنے کا الزام لگایا گیا ہو۔ مجنون پر (خواہ وہ بعد میں عاقل ہوگیا ہو یا نہ ہوا ہو) الزام لگانے والا حدِ قذف کا مستحق نہیں ہے۔ کیوں کہ مجنون اپنی عصمت کے تحفظ کا اہتمام نہیں کرسکتا، اور اس پر اگر زنا کی شہادت قائم بھی ہوجائے تو نہ وہ حدِ زنا کا مستحق ہوتا ہے نہ اس کی عزت پر حرف آتا ہے۔ لہٰذا اس پر الزام لگانے والا بھی حد قذف کا مستحق نہ ہونا چاہیے۔ لیکن امام مالک اور امام لیث بن سعد کہتے ہیں کہ مجنون کا قاذف، حد کا مستحق ہے کیوں کہ بہرحال وہ ایک بے ثبوت الزام لگا رہا ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ بالغ ہو یعنی اس پر بحالت بلوغ زنا کے ارتکاب کا الزام لگایا گیا ہو۔ بچے پر الزام لگانا، یا جوان پر اس امر کا الزام لگانا کہ وہ بچپن میں اس فعل کا مرتکب ہوا تھا، حد قذف کا موجب نہیں ہے، کیوں کہ مجنون کی طرح بچہ بھی اپنی عصمت کے تحفظ کا اہتمام نہیں کرسکتا، نہ وہ حد زنا کا مستوجب ہوتا ہے، اور نہ اس کی عزت مجروح ہوتی ہے۔ لیکن امام مالک کہتے ہیں کہ سن بلوغ کے قریب عمر کے لڑکے پر اگر زنا کے ارتکاب کا الزام لگایا جائے تب تو قاذف، حد کا مستحق نہیں ہے، لیکن اگر ایسی عمر کی لڑکی پر زنا کرانے کا الزام لگایا جائے جس کے ساتھ مباشرت ممکن ہو، تو اس کا قاذف، حد کا مستحق ہے، کیوں کہ اس سے نہ صرف لڑکی بلکہ اس کے خاندان تک کی عزت مجروح ہوجاتی ہے اور لڑکی کا مستقبل خراب ہوجاتا ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو، یعنی اس پر بحالت اسلام زنا کرنے کا الزام لگایا گیا ہو۔ کافر پر الزام یا مسلم پر یہ الزام کہ وہ بحالت کفر اس فعل کا مرتکب ہوا تھا موجب حد

نہیں ہے۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ آزاد ہو۔ لونڈی یا غلام پر الزام، یا آزاد پر یہ الزام کہ وہ بحالت غلامی اس کا مرتکب ہوا تھا، موجب حد نہیں ہے۔ کیوں کہ غلام کی بے بسی اور کمزوری یہ امکان پیدا کر دیتی ہے کہ وہ اپنی عصمت کا اہتمام نہ کر سکا ہو۔ قرآن میں بھی غلامی کی حالت کو احصان کی حالت قرار نہیں دیا گیا ہے، چناں چہ سورہ نساء میں محصنات کا لفظ لونڈی کے بالمقابل استعمال ہوا ہے۔ لیکن داؤد ظاہری اس دلیل کو نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ لونڈی اور غلام کا قاذف بھی حد کا مستحق ہے پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ عفیف ہو یعنی اس کا دامن زنا اور شبہ زنا سے پاک ہو۔ زنا سے پاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر پہلے کبھی جرم زنا ثابت نہ ہو چکا ہو۔ شبہ زنا سے پاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نکاح فاسد، یا خفیہ نکاح، یا مشتبہ ملکیت، یا شبہ نکاح میں مباشرت نہ کر چکا ہو، نہ اس کے حالات زندگی ایسے ہوں جن میں اس پر بدچلنی اور آبرو باختگی کا الزام چسپاں ہو سکتا ہو، اور نہ زنا سے کم تر درجہ کی بداخلاقیوں کا الزام اس پر پہلے کبھی ثابت ہو چکا ہو کیوں کہ ان سب صورتوں میں اس کی عفت مجروح ہو جاتی ہے، اور ایسی مجروح عفت پر الزام لگانے والا ۸۰ کوڑوں کی سزا کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ اگر حد قذف جاری ہونے سے پہلے مقذوف کے خلاف کسی جرم زنا کی شہادت قائم ہو جائے، تب بھی قاذف چھوڑ دیا جائے گا کیوں کہ وہ شخص پاک دامن نہ رہا جس پر اس نے الزام لگایا تھا۔

مگر ان پانچوں صورتوں میں حد نہ ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مجنون، یا بچے، یا کافر، یا غلام، یا غیر عفیف آدمی پر بلا ثبوت الزام زنا لگا دینے والا مستحق تعزیر بھی نہیں ہے۔

فعلِ قذف میں پائی جانے والی شرطیں

اب وہ شرطیں لیجیے جو خود فعل قذف میں پائی جانی چاہئیں۔ ایک الزام کو دو چیزوں میں سے کوئی ایک چیز قذف بنا سکتی ہے۔ یا تو قاذف نے مقذوف پر ایسی وطی کا الزام لگایا ہو جو اگر شہادتوں سے ثابت ہو جائے تو مقذوف پر حد واجب ہو جائے۔ یا پھر اس نے مقذوف کو ولد الزنا قرار دیا ہو۔ لیکن دونوں صورتوں میں الزام صاف اور صریح ہونا چاہیے۔ کنایات کا اعتبار نہیں ہے جن سے زنا یا طعن فی النسب مراد ہونے کا انحصار قاذف کی نیت پر ہے۔ مثلاً کسی کو فاسق، فاجر، بدکار، بدچلن وغیرہ الفاظ سے یاد کرنا، یا کسی عورت کو رنڈی، کسبن، یا چھنال کہنا، یا کسی سید کو پٹھان کہہ دینا کنایہ ہے جس سے صریح قذف لازم نہیں آتا۔ اسی طرح جو الفاظ محض گالی کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، مثلاً حرامی یا حرام زادہ وغیرہ ان کو بھی صریح قذف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ تعریض کے معاملے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا وہ بھی قذف ہے یا نہیں۔ مثلاً کہنے والا کسی کو مخاطب کر کے یوں کہے کہ "ہاں، مگر میں تو زانی نہیں ہوں" یا "میری ماں نے تو زنا کرا کے مجھے نہیں جنا ہے۔" امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اس طرح کی تعریض جس سے صاف سمجھ میں آ جائے کہ قائل کی مراد مخاطب کو زانی یا ولد الزنا قرار دینا ہے، قذف ہے جس پر حد واجب ہو جاتی ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب اور امام شافعیؒ، سفیان ثوریؒ، ابن شبرمہ، اور حسن بن صالحؒ اس بات کے قائل ہیں کہ تعریض میں بہر حال شک کی گنجائش ہے، اور شک کے ساتھ حد جاری نہیں کی جا سکتی۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ

کہتے ہیں کہ تعریض اگر لڑائی جھگڑے میں ہو تو قذف ہے اور ہنسی مذاق میں ہو تو قذف نہیں ہے۔ خلفاء میں سے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے تعریض پر حد جاری کی ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں دو آدمیوں کے درمیان گالم گلوچ ہوگئی۔ ایک نے دوسرے سے کہا ''نہ میرا باپ زانی تھا نہ میری ماں زانیہ تھی۔'' معاملہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا۔ آپ نے حاضرین سے پوچھا آپ لوگ اس سے کیا سمجھتے ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا اس نے اپنے باپ اور ماں کی تعریف کی ہے، اس کے ماں باپ پر تو حملہ نہیں کیا۔ کچھ دوسرے لوگوں نے کہا اس کے لیے اپنے ماں باپ کی تعریف کرنے کے لیے کیا یہی الفاظ رہ گئے تھے؟ ان خاص الفاظ کو اس موقع پر استعمال کرنے سے صاف مراد یہی ہے کہ اس کے ماں باپ زانی تھے۔ حضرت عمرؓ نے دوسرے گروہ سے اتفاق کیا اور حد جاری کردی (جصاص ج ۳ ص: ۳۳۰) اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ کسی پر عمل قوم لوط کے ارتکاب کا الزام لگانا قذف ہے یا نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ اس کو قذف نہیں مانتے۔ امام ابو یوسف امام محمد، امام مالک اور امام شافعی اسے قذف قرار دیتے ہیں اور حد کا حکم لگاتے ہیں۔

کیا یہ جرم قابل دست اندازیٔ سرکار ہے؟

جرم قذف قابل دست اندازی سرکار (Cognizable Offence) ہے یا نہیں، اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ یہ حق اللہ ہے اس لیے قاذف پر بہر حال حد جاری کی جائے گی خواہ مقذوف مطالبہ کرے یا نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہ اس معنی میں تو حق اللہ ضرور ہے کہ جب جرم ثابت ہو جائے تو حد جاری کرنا واجب ہے، لیکن اس پر مقدمہ چلانا مقذوف کے مطالبے پر موقوف ہے، اور اس لحاظ سے یہ حق آدمی ہے۔ یہی رائے امام شافعی اور امام اوزاعی کی بھی ہے۔ امام مالک کے نزدیک اس میں تفصیل ہے۔ اگر حاکم کے سامنے قذف کا ارتکاب کیا جائے تو یہ جرم قابل دست اندازی سرکار ہے، ورنہ اس پر کارروائی کرنا مقذوف کے مطالبے پر منحصر ہے۔

کیا یہ جرم قابل راضی نامہ ہے؟

جرم قذف قابل راضی نامہ (Compoundable offence) نہیں ہے۔ مقذوف عدالت میں دعویٰ لے کر نہ آئے تو یہ دوسری بات ہے، لیکن عدالت میں معاملہ آجانے کے بعد قاذف کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنا الزام ثابت کرے، اور ثابت نہ ہونے کی صورت میں اس پر حد جاری کی جائے گی۔ نہ عدالت اس کو معاف کر سکتی ہے اور نہ خود مقذوف۔ نہ کسی مالی تاوان پر معاملہ ختم ہو سکتا ہے۔ نہ توبہ کر کے یا معافی مانگ کر وہ سزا سے بچ سکتا ہے۔ نبی ﷺ کا یہ ارشاد پہلے گزر چکا ہے کہ تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ ''حدود کو آپس ہی میں معاف کر دو، مگر جس حد کا معاملہ میرے پاس پہنچ گیا وہ پھر واجب ہوگئی۔''

حدقذف کا مطالبہ کون کرے؟

حنفیہ کے نزدیک حدقذف کا مطالبہ یا تو خود مقذوف کرسکتا ہے، یا پھر وہ جس کے نسب پر اس سے حرف آتا ہو اور مطالبہ کرنے کے لیے خود مقذوف موجود نہ ہو، مثلاً باپ، ماں، اولاد، اور اولاد کی اولاد۔ مگر امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک یہ حق قابل توریث ہے۔ مقذوف مرجائے تو اس کا ہر شرعی وارث حد کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ البتہ یہ عجیب بات ہے کہ امام شافعی بیوی اور شوہر کو اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں اور دلیل یہ ہے کہ موت کے ساتھ رشتہ زوجیت ختم ہوجاتا ہے اور بیوی یا شوہر میں سے کسی ایک پر الزام آنے سے دوسرے کے نسب پر کوئی حرف نہیں آتا۔ حالانکہ یہ دونوں ہی دلیلیں کم زور ہیں۔ مطالبۂ حد کو قابل توریث ماننے کے بعد یہ کہنا کہ یہ حق بیوی اور شوہر کو اس لیے نہیں پہنچتا کہ موت کے ساتھ رشتہ زوجیت ختم ہوجاتا ہے۔ خود قرآن کے خلاف ہے، کیوں کہ قرآن نے ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کو اس کا وارث قرار دیا ہے۔ رہی یہ بات کہ زوجین میں سے کسی ایک پر الزام آنے سے دوسرے کے نسب پر کوئی حرف نہیں آتا، تو یہ شوہر کے معاملہ میں چاہے صحیح ہو مگر بیوی کے معاملے میں تو قطعاً غلط ہے۔ جس کی بیوی پر الزام رکھا جائے اس کی تو پوری اولاد کا نسب مشتبہ ہوجاتا ہے۔ علاوہ بریں یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے کہ حدِ قذف صرف نسب پر حرف آنے کی وجہ سے واجب قرار دی گئی ہے۔ نسب کے ساتھ عزت پر حرف آنا بھی اس کی ایک اہم وجہ ہے۔ اور ایک شریف مرد یا عورت کے لیے یہ کچھ کم بے عزتی نہیں ہے کہ اس کی بیوی یا اس کے شوہر کو بدکار قرار دیا جائے۔ لہٰذا اگر حدقذف کا مطالبہ قابل توریث ہو تو زوجین کو اس سے مستثنیٰ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

حدقذف سے بچنے کی صرف ایک صورت

یہ بات ثابت ہوجانے کے بعد کہ ایک شخص نے قذف کا ارتکاب کیا ہے، جو چیز اسے حد سے بچا سکتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ وہ چار گواہ ایسے لائے جو عدالت میں یہ شہادت دیں کہ انہوں نے مقذوف کو فلاں مرد یا عورت کے ساتھ بالفعل زنا کرتے دیکھا ہے۔ حنفیہ کے نزدیک یہ چاروں گواہ بیک وقت عدالت میں آنے چاہئیں اور انہیں بیک وقت شہادت دینی چاہیے، کیوں کہ اگر وہ یکے بعد دیگرے آئیں تو ان میں سے ہر ایک قاذف ہوتا چلا جائے گا اور اس کے لیے پھر چار گواہوں کی ضرورت ہوگی۔ لیکن یہ ایک کم زور بات ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو امام شافعی اور عثمان البتی نے کہی ہے کہ گواہوں کے بیک وقت آنے اور یکے بعد دیگرے آنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ دوسرے مقدمات کی طرح گواہ ایک کے بعد ایک آئے اور شہادت دے۔ حنفیہ کے نزدیک ان گواہوں کا عادل ہونا ضروری نہیں ہے اگر قاذف چار فاسق گواہ بھی لے آئے تو وہ حد قذف سے بچ جائے گا اور ساتھ ہی مقذوف بھی حد زنا سے محفوظ رہے گا کیوں کہ گواہ عادل نہیں ہیں۔ البتہ کافر، یا اندھے، یا غلام، یا قذف کے جرم میں پہلے کے سزا یافتہ گواہ پیش کرکے قاذف سزا سے نہیں بچ سکتا۔ مگر امام شافعی کہتے ہیں کہ قاذف اگر فاسق گواہ پیش کرے تو وہ اور اس کے گواہ سب حد کے مستحق ہوں گے۔ اور یہی رائے امام مالک کی بھی ہے اس معاملے میں حنفیہ کا مسلک ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔ گواہ اگر عادل ہوں تو قاذف جرم قذف سے بری ہوجائے گا اور

مقذوف پر جرم زنا ثابت ہو جائے گا۔ لیکن اگر گواہ عادل نہ ہوں تو قاذف کا قذف، اور مقذوف کا فعل زنا اور گواہوں کا صدق و کذب، ساری ہی چیزیں مشکوک قرار پائیں گی اور شک کی بنا پر کسی کو بھی حد کا مستوجب قرار نہ دیا جا سکے گا۔

جو شخص ایسی شہادت پیش نہ کر سکے

جو شخص ایسی شہادت پیش نہ کر سکے جو اسے جرم قذف سے بری کر سکتی ہو، اس کے لیے قرآن نے تین حکم ثابت کیے ہیں: ایک یہ کہ اسے ۸۰ کوڑے لگائے جائیں۔ دوسرے یہ کہ اس کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے۔ تیسرے یہ کہ وہ فاسق ہے۔ اس کے بعد قرآن کہتا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ○ سوائے ان لوگوں کے جو اس کے بعد توبہ کریں اور اصلاح کریں، کہ اللہ غفور اور رحیم ہے۔'' یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس فقرے میں توبہ اور اصلاح سے جس معافی کا ذکر کیا گیا ہے اس کا تعلق ان تینوں احکام میں سے کس کے ساتھ ہے۔ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ پہلے حکم سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ یعنی توبہ سے حد ساقط نہ ہوگی اور مجرم کو سزائے تازیانہ بہر حال دی جائے گی۔ فقہاء اس پر بھی متفق ہیں کہ اس معافی کا تعلق آخری حکم سے ہے، یعنی توبہ اور اصلاح کے بعد مجرم فاسق نہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔ (اس میں اختلاف صرف اس پہلو سے ہے کہ آیا مجرم نفس قذف سے فاسق ہوتا ہے یا عدالتی فیصلہ صادر ہونے کے بعد فاسق قرار پاتا ہے۔ امام شافعی اور لیث بن سعد کے نزدیک وہ نفس قذف سے فاسق ہو جاتا ہے اس لیے وہ اسی وقت سے اس کو مردود الشہادت قرار دیتے ہیں۔ اس کے برعکس امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اور امام مالک کہتے ہیں کہ وہ عدالتی فیصلہ نافذ ہو جانے کے بعد فاسق ہوتا ہے، اس لیے وہ نفاذِ حکم سے پہلے تک اس کو مقبول الشہادت سمجھتے ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ مجرم کا عند اللہ فاسق ہونا نفس قذف کا نتیجہ اور عند الناس فاسق ہونا اس پر موقوف ہے کہ عدالت میں اس کا جرم ثابت ہو اور سزا پائے۔ اب رہ جاتا ہے بیچ کا حکم، یعنی یہ کہ '' قاذف کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے۔'' فقہاء کے درمیان اس پر بڑا اختلاف واقع ہو گیا ہے کہ آیا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا کے فقرے کا تعلق اس حکم سے بھی ہے یا نہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اس فقرے کا تعلق صرف آخری حکم سے ہے یعنی جو شخص توبہ اور اصلاح کر لے گا وہ عند اللہ اور عند الناس فاسق نہ رہے گا، لیکن پہلے دونوں حکم اس کے باوجود برقرار رہیں گے، یعنی مجرم پر حد بھی جاری کی جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لیے مردود الشہادت بھی رہے گا۔ اس گروہ میں قاضی شریح، سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، حسن بصری، ابراہیم نخعی، ابن سیرین، مکحول، عبدالرحمٰن بن زید، ابوحنیفہ، ابو یوسف، زفر، محمد، سفیان ثوری اور حسن بن صالح جیسے اکابر شامل ہیں۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا کا تعلق پہلے حکم سے تو نہیں ہے مگر آخری دونوں حکموں سے ہے، یعنی توبہ کے بعد قذف کی سزا یافتہ مجرم کی شہادت بھی قبول کی جائے گی اور وہ فاسق بھی نہ شمار ہوگا۔ اس گروہ میں عطاء، طاؤس، مجاہد، شعبی، قاسم بن محمد، سالم، زہری، عکرمہ، عمر بن عبدالعزیز، ابن ابی نجیح، سلیمان بن یسار، مسروق، ضحاک، مالک بن انس، عثمان البتی لیث بن سعد، شافعی، احمد بن حنبل اور ابن جریر طبری جیسے بزرگ شامل ہیں۔ یہ لوگ اپنی تائید میں دوسرے دلائل کے ساتھ حضرت عمرؓ کے اس فیصلے کو بھی پیش کرتے ہیں جو انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کے مقدمے میں کیا تھا، کیوں کہ

اس کی بعض روایات میں یہ ذکر ہے کہ حد جاری کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے ابوبکرہ اور ان کے دونوں ساتھیوں سے کہا ،اگر تم توبہ کرلو (یا ''اپنے جھوٹ پر اقرار کرلو'') تو میں آیندہ تمہاری شہادت قبول کروں گا ورنہ نہیں۔ دونوں ساتھیوں نے اقرار کرلیا، مگر ابوبکرہ اپنے قول پر قائم رہے۔ بظاہر یہ ایک بڑی قوی تائید معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مغیرہ بن شعبہ کے مقدمے کی جو روداد ہم پہلے درج کر چکے ہیں اس پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس نظیر سے اس مسئلے میں استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ وہاں نفس فعل متفق علیہ تھا اور خود مغیرہ بن شعبہ کو بھی اس سے انکار نہ تھا۔ بحث اس میں تھی کہ عورت کون تھی۔ مغیرہ بن شعبہ کہتے تھے کہ وہ ان کی اپنی بیوی تھیں جنہیں یہ لوگ ام جمیل سمجھ بیٹھے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ثابت ہوگئی تھی کہ حضرت مغیرہ کی بیوی اور ام جمیل باہم اس حد تک مشابہ تھیں کہ واقعہ جتنی روشنی میں جتنے فاصلے سے دیکھا گیا اس سے غلط فہمی ہوسکتی تھی کہ عورت ام جمیل ہے۔ مگر قرائن سارے کے سارے مغیرہ بن شعبہ کے حق میں تھے اور خود استغاثے کا بھی ایک گواہ اقرار کر چکا تھا کہ عورت صاف نظر نہ آتی تھی۔ اسی بنا پر حضرت عمرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کے حق میں فیصلہ دیا اور ابوبکرہ کو سزا دینے کے بعد وہ بات کہی جو مذکورہ روایتوں میں منقول ہوئی ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا منشا دراصل یہ تھا کہ تم لوگ مان لو کہ تم نے بدگمانی کی تھی اور آیندہ کے لیے ایسی بدگمانیوں کی بنا پر لوگوں کے خلاف الزامات عاید کرنے سے توبہ کرو، ورنہ آیندہ تمہاری شہادت کبھی قبول نہ کی جائے گی۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ جو شخص صریح جھوٹا ثابت ہو جائے وہ بھی حضرت عمرؓ کے نزدیک توبہ کر کے مقبول الشہادت ہوسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مسئلہ میں پہلے گروہ ہی کی رائے زیادہ وزنی ہے۔ آدمی کی توبہ کا حال خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ ہمارے سامنے جو شخص توبہ کرے گا ہم اسے اس حد تک تو رعایت دے سکتے ہیں کہ اسے فاسق کے نام سے یاد نہ کریں۔ لیکن اس حد تک رعایت نہیں دے سکتے کہ جس کی زبان کا اعتبار ایک دفعہ جاتا رہا ہے اس پر پھر محض اس لیے اعتبار کرنے لگیں کہ وہ ہمارے سامنے توبہ کر رہا ہے۔ علاوہ بریں خود قرآن کی عبارت کا انداز بیان بھی یہی بتا رہا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا کا تعلق صرف اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ سے ہے۔ اس لیے کہ عبارت میں پہلی دو باتیں حکم کے الفاظ میں فرمائی گئی ہیں: ''ان کو اسّی کوڑے مارو'' ''اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو۔'' اور تیسری بات خبر کے الفاظ میں ارشاد ہوئی ہے ''وہ خود ہی فاسق ہیں۔'' اس تیسری بات کے بعد متصلاً یہ فرمایا کہ ''سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کرلیں'' خود ظاہر کر دیتا ہے کہ یہ استثناء آخری فقرۂ خبریہ سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ پہلے دو حکمی فقروں سے۔ تاہم اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ استثناء آخری فقرے تک محدود نہیں ہے، تو پھر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ''شہادت قبول نہ کرو'' کے فقرے تک پہنچ کر رک کیسے گیا ''اسّی کوڑے مارو'' کے فقرے تک بھی کیوں نہ پہنچ گیا۔

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال کیا جا سکتا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا کا استثناء آخر پہلے حکم سے بھی متعلق کیوں نہ مان لیا جائے؟ قذف آخر ایک قسم کی توہین ہی تو ہے۔ ایک آدمی اس کے بعد اپنا قصور مان لے، مقذوف سے معافی مانگ لے اور آیندہ کے لیے اس حرکت سے توبہ

کر لے تو آخر کیوں نہ اسے چھوڑ دیا جائے جب کہ اللہ تعالیٰ خود حکم بیان کرنے کے بعد فرما رہا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا ... فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ، یہ تو ایک عجیب بات ہوگی کہ خدا معاف کر دے اور بندے معاف نہ کریں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ توبہ دراصل "ندامت و پشیمانی" کے تلفظ کا نام نہیں ہے بلکہ دل کے احساس ندامت اور عزم اصلاح اور رجوع الی الخیر کا نام ہے، اور اس چیز کا حال اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا۔ اسی لیے توبہ سے دنیوی سزائیں معاف نہیں ہوتیں بلکہ صرف اُخروی سزا معاف ہوتی ہے، اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اگر وہ توبہ کر لیں تو تم انہیں چھوڑ دو، بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ توبہ کر لیں گے میں ان کے حق میں غفور و رحیم ہوں۔ اگر توبہ سے دنیوی سزائیں بھی معاف ہونے لگیں تو آخر وہ کون سا مجرم ہے جو سزا سے بچنے کے لیے توبہ نہ کر لے گا؟

کیا شہادت نہ لا سکنا اس کے لازمی جھوٹے ہونے کا ثبوت ہے؟

یہ بھی سوال کیا جا سکتا ہے کہ ایک شخص کا اپنے الزام کے ثبوت میں شہادت نہ لا سکنا لازماً یہی معنی تو نہیں رکھتا کہ وہ جھوٹا ہو۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس کا الزام واقعی صحیح ہو اور وہ ثبوت مہیا کرنے میں ناکام رہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ اسے صرف ثبوت نہ دے سکنے کی بنا پر فاسق ٹھیرایا جائے، اور وہ بھی عند الناس ہی نہیں عند اللہ بھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک شخص نے اگر اپنی آنکھوں سے بھی کسی کو بدکاری کرتے دیکھ لیا ہو پھر بھی وہ اس کا چرچا کرنے اور شہادت کے بغیر اس پر الزام عائد کرنے میں گنہ گار ہے۔ شریعت الٰہی یہ نہیں چاہتی کہ ایک شخص اگر ایک گوشے میں نجاست لیے بیٹھا ہو تو دوسرا شخص اسے اٹھا کر سارے معاشرے میں پھیلانا شروع کر دے۔ اس نجاست کی موجودگی کا اگر اس کو علم ہے تو اس کے لیے دو ہی راستے ہیں۔ یا اس کو جہاں وہ پڑی ہے وہیں پڑا رہنے دے، یا پھر اس کی موجودگی کا ثبوت دے تا کہ حکومت اسلامی کے حکام اسے صاف کر دیں۔ ان دو راستوں کے سوا کوئی تیسرا راستہ اس کے لیے نہیں ہے۔ اگر وہ پبلک میں چرچا کرے گا تو محدود گندگی کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کا مجرم ہوگا۔ اور اگر وہ قابل اطمینان شہادت کے بغیر حکام تک معاملہ لے جائے گا تو حکام اس گندگی کو صاف نہ کر سکیں گے۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ اس مقدمے کی ناکامی گندگی کی اشاعت کا سبب بھی بنے گی اور بدکاروں میں جرأت بھی پیدا کر دے گی۔ اسی لیے ثبوت اور شہادت کے بغیر قذف کا ارتکاب کرنے والا بہر حال فاسق ہے خواہ وہ اپنی جگہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔

حدِ قذف کے بارے میں فقہاء حنفیہ کی رائے

حدِ قذف کے بارے میں فقہائے حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ قاذف کو زانی کی بہ نسبت ہلکی مار ماری جائے۔ یعنی تازیانے تو ۸۰ ہی ہوں، مگر ضرب اتنی سخت نہ ہونی چاہیے جتنی زانی کو لگائی جاتی ہے۔ اس لیے کہ جس الزام کے قصور میں اسے سزا دی جا رہی ہے اس میں اس کا جھوٹا ہونا بہر حال یقینی نہیں ہے۔

تکرارِ قذف کے بارے میں حنفیہ اور جمہور فقہاء کا مسلک

تکرارِ قذف کے بارے میں حنفیہ اور جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ قاذف نے سزا پانے سے پہلے یا سزا کے دوران میں خواہ

کتنی ہی مرتبہ ایک شخص پر الزام لگایا ہو، اس پر ایک ہی حد جاری کی جائے گی اور اگر اجرائے حد کے بعد وہ اپنے سابق الزام ہی کی تکرار کرتا رہے تو جو حد اسے لگائی جا چکی ہے وہی کافی ہوگی۔ البتہ اگر اجرائے حد کے بعد وہ اس شخص پر ایک نیا الزام زنا عائد کر دے تو پھر نئے سرے سے مقدمہ قائم کیا جائے گا۔ مغیرہ بن شعبہ کے مقدمہ میں سزا پانے کے بعد ابوبکرہ کھلے بندوں کہتے رہے کہ ''میں شہادت دیتا ہوں کہ مغیرہ نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔'' حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ ان پر پھر مقدمہ قائم کریں، مگر چوں کہ وہ سابق الزام ہی کو دہرا رہے تھے اس لیے حضرت علیؓ نے رائے دی کہ اس پر دوسرا مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا، اور حضرت عمرؓ نے ان کی رائے قبول کر لی۔ اس کے بعد فقہاء میں اس بات پر قریب قریب اتفاق ہو گیا کہ سزا یافتہ قاذف کو صرف نئے الزام ہی پر پکڑا جا سکتا ہے، سابق الزام کے اعادے پر نہیں۔

قذف جماعت کے بارے میں فقہاء کا اختلاف

قذفِ جماعت کے معاملے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص بہت سے لوگوں پر بھی الزام لگائے، خواہ ایک لفظ میں یا الگ الگ الفاظ میں، تو اس پر ایک ہی حد لگائی جائے گی الّا یہ کہ حد لگنے کے بعد وہ پھر کسی نئے قذف کا ارتکاب کرے۔ اس لیے کہ آیت کے الفاظ یہ ہیں ''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر الزام لگائیں۔'' اس سے معلوم ہوا کہ ایک فرد ہی نہیں ایک جماعت پر الزام لگانے والا بھی صرف ایک ہی حد کا مستحق ہوتا ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ زنا کا کوئی الزام ایسا نہیں ہو سکتا جو کم از کم دو شخصوں پر نہ لگتا ہو، مگر اس کے باوجود شارع نے ایک ہی حد کا حکم دیا، عورت پر الزام کے لیے الگ اور مرد پر الزام کے لیے الگ حد کا حکم نہیں دیا، بخلاف اس کے امام شافعی کہتے ہیں کہ ایک جماعت پر الزام لگانے والا خواہ ایک لفظ میں الزام لگائے یا الگ الگ الفاظ میں، اس پر ہر شخص کے لیے الگ الگ پوری حد لگائی جائے گی۔ یہی رائے عثمان البتی کی بھی ہے۔ اور ابن ابی لیلیٰ کا قول، جس میں شعبی اور اوزاعی بھی ان کے ہم نوا ہیں، یہ ہے کہ ایک لفظ میں پوری جماعت کو زانی کہنے والا ایک حد کا مستحق ہے اور الگ الگ الفاظ میں ہر ایک کو کہنے والا ہر ایک کے لیے الگ حد کا مستحق ہے۔

(تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۶)

گواہوں میں اختلاف ہو جائے تو کیا عدالت ان پر قذف کا مقدمہ چلائے گی؟

اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ اگر زنا کے گواہوں میں اختلاف ہو جائے، یا اور کسی وجہ سے ان کی شہادتوں سے جرم ثابت نہ ہو تو کیا الٹے گواہ جھوٹے الزام کی سزا پائیں گے؟ فقہاء کا ایک گروہ کہتا ہے کہ اس صورت میں وہ قاذف قرار پائیں گے اور انہیں ۸۰ کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ ان کو سزا نہیں دی جائے گی کیوں کہ وہ گواہ کی حیثیت سے آئے ہیں نہ کہ مدعی کی حیثیت سے۔ اور اگر اس طرح گواہوں کو سزا دی جائے تو پھر زنا کی شہادت بہم پہنچنے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا۔ آخر کس کی شامت نے دھکا دیا ہے کہ سزا کا خطرہ مول لے کر شہادت دینے آئے جب کہ اس امر کا یقین کسی کو بھی نہیں ہو سکتا کہ چاروں گواہوں میں سے کوئی ٹوٹ نہ جائے گا۔ ہمارے نزدیک یہی دوسری رائے معقول ہے، کیوں کہ شبہ کا فائدہ

جس طرح ملزم کو ملنا چاہیے اسی طرح گواہوں کو بھی ملنا چاہیے۔ اگر ان کی شہادت کی کمزوری اس بات کے لیے کافی نہیں ہے کہ ملزم کو زنا کی خوفناک سزا دے ڈالی جائے، تو اسے اس بات کے لیے بھی کافی نہ ہونا چاہیے کہ گواہوں پر قذف کی خوفناک سزا برسادی جائے، الا یہ کہ ان کا صریح جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے۔ پہلے قول کی تائید میں دو بڑی دلیلیں دی جاتی ہیں۔ اول یہ کہ قرآن زنا کی جھوٹی تہمت کو مستوجب سزا قرار دیتا ہے۔ لیکن یہ دلیل اس لیے غلط ہے کہ قرآن خود قاذف (تہمت لگانے والے) اور شاہد کے درمیان فرق کر رہا ہے۔ اور شاہد محض اس بنا پر قاذف قرار نہیں پا سکتا کہ عدالت نے اس کی شہادت کو ثبوت جرم کے لیے کافی نہیں پایا۔ دوسری دلیل یہ دی جاتی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ کے مقدمے میں حضرت عمرؓ نے ابوبکرہ اور ان کے دو ساتھی شاہدوں کو قذف کی سزا دی تھی۔ لیکن اس مقدمے کی پوری تفصیلات دیکھنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ نظیر ہر اس مقدمے پر چسپاں نہیں ہوتی جس میں ثبوت جرم کے لیے شہادتیں ناکافی پائی جائیں۔ مقدمے کے واقعات یہ ہیں کہ بصرے کے گورنر مغیرہ بن شعبہ سے ابوبکرہ کے تعلقات پہلے سے خراب تھے۔ دونوں کے مکان ایک ہی سڑک پر آمنے سامنے واقع تھے۔ ایک روز یکایک ہوا کے زور سے دونوں کے کمروں کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ ابوبکرہ اپنی کھڑکی بند کرنے کے لیے اٹھے تو ان کی نگاہ سامنے کے کمرے پر پڑی اور انہوں نے حضرت مغیرہ کو مباشرت میں مشغول دیکھا۔ ابوبکرہ کے پاس ان کے تین دوست (نافع بن کلدہ، زیاد اور شبل بن معبد) بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آؤ، دیکھو اور گواہ رہو کہ مغیرہ کیا کر رہے ہیں۔ دوستوں نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ ابوبکرہ نے کہا ام جمیل۔ دوسرے روز اس کی شکایت حضرت عمرؓ کے پاس بھیجی گئی۔ انہوں نے فوراً حضرت مغیرہ کو معطل کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بصرے کا گورنر مقرر کیا اور ملزم کو گواہوں سمیت مدینے طلب کر لیا۔ پیشی پر ابوبکرہ اور دو گواہوں نے کہا کہ ہم نے مغیرہ کو ام جمیل کے ساتھ بالفعل مباشرت کرتے دیکھا ہے۔ مگر زیاد نے کہا کہ عورت صاف نظر نہیں آتی تھی اور میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ ام جمیل تھی۔ مغیرہ بن شعبہ نے جرح میں یہ ثابت کر دیا کہ جس رخ سے یہ لوگ انہیں دیکھ رہے تھے اس سے دیکھنے والا عورت کو اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔ انہوں نے یہ بھی ثابت کیا کہ ان کی بیوی اور ام جمیل باہم بہت مشابہ ہیں۔ قرائن خود بتا رہے تھے کہ حضرت عمرؓ کی حکومت میں ایک صوبے کا گورنر، خود اپنے سرکاری مکان میں، جہاں اس کی بیوی اس کے ساتھ رہتی تھی، ایک غیر عورت کو بلا کر زنا نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے ابوبکرہ اور ان کے ساتھیوں کا یہ سمجھنا کہ مغیرہ اپنے گھر میں اپنی بیوی کے بجائے ام جمیل سے مباشرت کر رہے ہیں، ایک نہایت بے جا بدگمانی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے صرف ملزم کو بری کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ابوبکرہ نافع اور شبل پر حد قذف بھی جاری فرمائی۔ یہ فیصلہ اس مقدمے کے مخصوص حالات کی بنا پر تھا نہ کہ اس قاعدہ کلیہ کی بنا پر کہ جب کبھی شہادتوں سے جرم زنا ثابت نہ ہو تو گواہ ضرور پیٹ ڈالے جائیں۔ مقدمے کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو احکام القرآن لابن العربی ج ۲ ص ۸۸، ۸۹۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

قذف سو برس کے اعمال غارت کر دیتی ہے

۵۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا ان سات کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو "موبقات" (تباہ کن) ہیں۔

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ،ثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ،عَنْ ثَوْرِبْنِ زَيْدٍ، عَنْ اَبِي الْغَيْثِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ:اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ، قَالُوْا:يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَاهُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ، وَاَكْلُ الرِّبٰو، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔(۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا سات تباہ کن چیزوں سے بچو۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ وہ سات چیزیں کون سی ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، جادو، اس جان کا قتل جسے اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، سود خوری، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے معرکہ آرائی کے دن فرار اختیار کرنا اور پاک دامن مومن وسادہ لوح عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگانا۔

۵۶۔ قَذْفُ الْمُحْصَنَةِ يَهْدِمُ عَمَلَ مِأَةِ سَنَةٍ۔

''حضورؐ نے فرمایا ایک پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، سو برس کے اعمال کو غارت کر دینے کے لیے کافی ہے۔''

(تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ ۲۱)

تخریج: وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُو الْقَاسِمِ الطَّبَرَانِيُّ:حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ اَبِي خَالِدٍ الطَّائِيِّ الْحَرْبِيِّ. حَدَّثَنَا ابْنُ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوْشُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا جَدِّي اَحْمَدُ بْنُ اَبِي شُعَيْبٍ، حَدَّثَنِي مُوْسٰى ابْنُ اَعْيَنَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَذْفُ الْمُحْصَنَةِ يَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ۔(۲)

معیارِ شہادت

۵۷۔ اِذَا رَاَيْتَ مِثْلَ الشَّمْسِ فَاشْهَدْ وَاِلَّا فَدَعْ۔(احکام القرآن للجصاص)

''اگر تو نے واقعہ کو خود اپنی آنکھوں سے اس طرح دیکھا ہے جیسے تو سورج کو دیکھ رہا ہے تو گواہی دے ورنہ رہنے دے۔''

تخریج:(۱) رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اِذَا رَاَيْتَ مِثْلَ الشَّمْسِ، فَاشْهَدْ، وَاِلَّا، فَدَعْ۔(۳)

السنن الکبریٰ میں مروی ایک روایت:

(۲)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ذُكِرَعِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الرَّجُلُ يَشْهَدُ بِشَهَادَةٍ، فَقَالَ:اَمَا اَنْتَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَلَاتَشْهَدْ اِلَّاعَلٰى اَمْرٍ يُضِيءُ لَكَ كَضِيَاءِ هٰذِهِ الشَّمْسِ وَاَوْمَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلَى الشَّمْسِ۔(۴)

ترجمہ : حضرت ابن عباس سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو گواہی دیتا تھا (ہر قسم کی گواہی)۔ آپ نے ابن عباس سے مخاطب ہو کر فرمایا ابن عباس تم اس وقت تک گواہی نہ دو جب تک معاملہ کا ہر پہلو تمہارے سامنے اس طرح روشن نہ ہو جس طرح یہ آفتاب روشن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر سورج کی جانب اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا۔

تشریح : اس حدیث سے قانون شہادت کا یہ قاعدہ نکلتا ہے کہ گواہی کے لیے علم شرط ہے۔ گواہ جس واقعہ کی گواہی دے رہا ہو اس کا اگر اسے علم نہیں ہے تو اس کی گواہی بے معنی ہے۔ اور یہ کہ علم کے بغیر حق کی شہادت دینا چاہے دنیا میں معتبر ہو، مگر اللہ کے ہاں معتبر نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۴، الزخرف، حاشیہ: ۶۸)

جھوٹی شہادت اور شرک باللہ برابر ہیں

۵۸۔ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ۔

''جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر رکھی گئی ہے۔''

تخریج : حَدَّثَنَا يَحْيَ بْنُ مُوْسَى الْبَلْخِيُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنِيْ سُفْيَانُ يَعْنِي الْعَصْفَرِيَّ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ النُّعْمَانِ الْاَسَدِيِّ، عَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ، قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ قَرَأَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۔(۵)

تشریح : جھوٹی قسم اور جھوٹی شہادت بھی اسی حکم کے ضمن میں آتی ہے۔ اسلامی قانون میں یہ جرم مستلزم تعزیر ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص عدالت میں جھوٹا گواہ ثابت ہو جائے اس کی تشہیر کی جائے اور لمبی قید کی سزا دی جائے۔ یہی حضرت عمرؓ کا قول اور فعل بھی ہے۔ مکحول کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا يُضْرَبُ ظَهْرُهٗ وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ وَيُسْخَمُ وَجْهُهٗ وَيُطَالُ حَبْسُهٗ۔ ''اس کی پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں، اس کا سر مونڈا جائے اور منہ کالا کیا جائے اور لمبی قید کی سزا دی جائے۔'' عبداللہ بن عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں ایک شخص کی گواہی جھوٹی ثابت ہو گئی تو انہوں نے اس کو ایک دن برسر عام کھڑا رکھ کر اعلان کرایا کہ ''یہ فلاں بن فلاں جھوٹا گواہ ہے اسے پہچان لو، پھر اس کو قید کر دیا۔'' موجودہ زمانے میں ایسے شخص کا نام اخبارات میں نکال دینا تشہیر کا مقصد پورا کر سکتا ہے۔

(تفہیم القرآن ج ۳، الحج، حاشیہ: ۵۸)

ماخذ

(۱) بخاری ج ۱ کتاب الوصایا باب قول الله تعالیٰ ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نار وسیصلون سعیرا۔ ج ۲ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب فی المحصنات والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة الی غفور رحیم ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات الایة۔☆ مسلم ج ۱ کتاب الایمان، باب الکبائر واکبرها۔ ☆ابوداؤد ج ۳ کتاب الوصایا باب ماجاء فی التسدید فی اکل مال الیتیم۔☆نسائی ج ۶ کتاب الوصایا باب اجتناب اکل مال الیتیم۔☆ السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۸ کتاب الحدود، باب ماجاء فی تحریم القذف۔

(۲) تفسیر ابن کثیر ج ۳۔سورة النور بحواله ابن ابی حاتم۔☆ المستدرک للحاکم ج ۴ کتاب الاهوال مستدرک نے وان قذف المحصنة لَيَهْدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ نقل کیاهے اور وقد اخرجه مسلم شاهدا بهی نقل کیاهے۔

(۳) احکام القرآن للجصاص ج ۳ الزخرف۔

(۴) السنن الکبری ج ۱۰ کتاب الشهادات، باب التحفظ فی الشهادة والعلم بها۔☆ اس روایت کی سند میں محمد بن سلیمان بن مسمول المکی نامی راوی کے بارے میں حمیدی نے کلام کیاهے اور تکلم فیه الحمیدی ولم یرو من وجه یعتمد علیه والله اعلم۔

(۵) ابوداؤد ج ۳ کتاب الاقضیة، باب فی شهادة الزور۔☆ابنِ ماجه کتاب الاحکام باب ۳۲ شهادة الزور۔ عن خریم بن فاتک۔☆ترمذی ج ۲ ابواب الشهادات، عن ایمن بن خُریم۔ ترمذی نے اَيُّهَا النَّاسُ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ اِشْرَاكٌ بِاللّٰهِ الخ نقل کرکے لکها هے هذا حدیث انما نعرفه من حدیث سفیان بن زیاد وقد اختلفوا فی روایة هذا الحدیث عن سفیان بن زیاد ولانعرفه لایمن بن خریم سماعا من النبی ﷺ۔ مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۸۔۲۳۳ عن ایمن بن خریم۔ اورص ۳۲۱۔۳۲۲۔ عن خریم بن فاتک۔

تعزیرات

تعزیر کی مقدار

۵۹۔ لَایُجلَدُ فَوقَ عشرِ جلداتٍ اِلَّا فِی حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ۔

"اللہ کی مقرر کردہ حدود کے سوا کسی اور جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں۔"

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ یَزِیْدُ بْنُ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ: لَایُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّافِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ۔(۱)

—— حضرت جابر سے مروی ایک دوسری روایت میں لَاعُقُوْبَۃَ فَوْقَ عَشْرِ ضَرَبَاتٍ الخ اور ایک روایت میں لَایُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرَۃِ اَسْوَاطٍ الخ منقول ہے۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ یَحْیٰی وَقُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ وَاَبُوْبَکْرِبْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ وَاللَّفْظُ لِیَحْیٰی، قَالَ یَحْیٰی: اَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ: نَاابُوالْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاکٍ، عَنْ اِبْرَاھِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنِّیْ عَالَجْتُ امْرَاَۃً فِی اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ، وَاِنِّیْ اَصَبْتُ مِنْھَا مَادُوْنَ اَنْ اَمَسَّھَا، فَاَنَا ھٰذَا فَاقْضِ فِیَّ مَاشِئْتَ، فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ: لَقَدْ سَتَرَکَ اللّٰہُ لَوْسَتَرْتَ نَفْسَکَ فَلَمْ یَرُدَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْہِ شَیْئًا، فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاَتْبَعَہُ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا، فَدَعَاہُ وَتَلَا عَلَیْہِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۝ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: یَا نَبِیَّ اللّٰہِ! ھٰذَا لَہٗ خَآصَّۃً؟ قَالَ: بَلْ لِلنَّاسِ کَآفَّۃً۔(۲)

﴿۳﴾ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْکِلَابِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ھَمَّامُ ابْنُ یَحْیٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَۃَ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ،

فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ، وَلَمْ يَسْاَلْهُ عَنْهُ، قَالَ: وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ ﷺ، فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَامَ اِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِیَّ كِتَابَ اللّٰهِ، قَالَ: اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْ قَالَ، حَدَّكَ۔ (۳)

تشریح: محض ایک بستر پر یکجا پایا جانا، ملاعبت کرتے ہوئے دیکھا جانا، یا برہنہ پایا جانا کسی کو زانی قرار دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اور اسلامی شریعت اس حد تک بھی نہیں جاتی کہ کوئی جوڑا ایسی حالت میں پایا جائے تو اس کا ڈاکٹری معائنہ کرا کے زنا کا ثبوت بہم پہنچایا جائے اور پھر اس پر حدِ زنا جاری کی جائے۔ جو لوگ اس طرح کی بے حیائی میں مبتلا پائے جائیں ان پر صرف تعزیر[1] ہے جس کا فیصلہ حالات کے لحاظ سے حاکم عدالت خود کرے گا، یا جس کے لیے اسلامی حکومت کی مجلس شوریٰ کوئی سزا تجویز کرنے کی مجاز ہوگی۔ یہ تعزیر اگر کوڑوں کی شکل میں ہو تو دس کوڑوں سے زیادہ نہیں لگائے جا سکتے۔

اور اگر کوئی شخص پکڑا نہ گیا ہو بلکہ خود نادم ہو کر ایسے کسی قصور کا اعتراف کرے تو اس کے لیے صرف توبہ کی تلقین کافی ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "شہر کے باہر میں ایک عورت سے سب کچھ کر گزرا بجز جماع کے۔ اب حضورؐ جو چاہیں مجھے سزا دیں" حضرت عمرؓ نے کہا "جب خدا نے پردہ ڈال دیا تھا تو تو بھی پردہ پڑا رہنے دیتا" نبی ﷺ خاموش رہے اور وہ شخص چلا گیا۔ پھر آپ نے اسے واپس بلایا اور یہ آیت پڑھی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ۭ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ "نماز قائم کرو دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات گزرنے پر، نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔" (ہود رکوع: ۱۰) ایک شخص نے پوچھا "کیا یہ اسی کے لیے خاص ہے؟" حضورؐ نے فرمایا "نہیں سب کے لیے ہے" (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی) یہی نہیں بلکہ شریعت اس کو بھی جائز نہیں رکھتی کہ کوئی شخص اگر جرم کی تصریح کے بغیر اپنے مجرم ہونے کا اعتراف کرے تو کھوج لگا کر اس سے پوچھا جائے کہ تو نے کون سا جرم کیا ہے۔ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ میں حد کا مستحق ہو گیا ہوں، مجھ پر حد جاری فرمائیے" مگر آپ نے اس سے نہیں پوچھا کہ تو کس حد کا مستحق ہوا ہے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر وہ شخص پھر اٹھا اور کہنے لگا کہ "میں مجرم ہوں مجھے سزا دیجیے" آپؐ نے فرمایا: کیا تو نے ابھی ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے۔؟ اس نے کہا "جی ہاں" فرمایا "بس تو اللہ نے تیرا قصور معاف کر دیا۔" (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ ۲)

---

[1] حد اور تعزیر میں فرق یہ ہے کہ حد ایک مقدر سزا ہے جو شہادت جرم کی شرائط پوری ہونے کے بعد لازماً دی جائے گی اور تعزیر اس سزا کو کہتے ہیں جو قانون میں بلحاظ مقدار و نوعیت بالکل مقرر نہ کر دی گئی ہو، بلکہ جس میں عدالت حالات مقدمہ کے لحاظ سے کمی بیشی کر سکتی ہو۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ ۲۲)

ماخذ

(۱) بخاری ج۲۔کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب کم التعزیر والادب؟☆مسلم ج۲۔کتاب الحدود، باب قدر اسواط التعزیر مسلم نے فوق عشرة اسواط روایت کیاهے۔☆ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب ماجاء فی التعزیر۔☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی التعزیر۔ترمذی نے لایجلد فوق عشر جلدات الخ نقل کیاهے، اور هذا حدیث غریب لانعرفه الا من حدیث بکیر ابن الاشج کها هے۔☆ ابن ماجه کتاب الحدود، باب ۳۲ التعزیر۔ ☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب التعزیر فی الذنوب اس میں فوق عشرة اسواط الخ هے۔☆دارقطنی ج۳ کتاب الحدود، دارقطنی میں لایجلد فوق عشرة اسواط هے۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الاشربة والحد فیها باب ماجاء فی التعزیر وانه لایبلغ به اربعین۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث ۱۳۴۰۵۔

(۲) مسلم ج۲ کتاب التوبة، باب قوله تعالی ان الحسنات یذهبن السیات۔☆ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب فی الرجل یصیب من المرأة دون الجماع فیتوب قبل ان یاخذه الامام۔☆ترمذی ج۲۔ ابواب التفسیر سوره هود۔ هذا حدیث حسن صحیح۔

(۳) بخاری ج۲۔کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة، باب اذا اقر بالحد ولم یبین هل للامام ان یستر علیه؟☆ مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب قوله تعالی ان الحسنات یذهبن السیئات۔☆ ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب فی الرجل یعترف بحدٍ لایسمیه (مختصر)☆مسند احمد ج۳۔ص ۴۹۱۔ عن وائلة بن اسقع۔ اس مقام پر ولم یسأله عنه مروی نهیں هے۔

سزائے رجم کے دو اہم واقعات

ماعز بن مالک اسلمیؓ کا واقعہ

۶۰۔ ماعز بن مالک اسلمی قبیلۂ اسلم کا ایک یتیم لڑکا تھا۔ جس نے حضرت ہزال کے ہاں پرورش پائی تھی۔ یہاں وہ ایک آزاد کردہ لونڈی سے زنا کر بیٹھا۔ حضرت ہزال نے کہا کہ جا کر نبی ﷺ کو اپنے اس گناہ کی خبر کر دے، شاید کہ آپ تیرے لیے دعائے مغفرت فرما دیں۔ اس نے جا کر مسجد نبویؐ میں حضورؐ سے کہا یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیجیے میں نے زنا کی ہے۔ آپ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا وَیْحَکَ، اِرْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ وَتُبْ اِلَیْہِ ''ارے چلا جا اور اللہ سے توبہ و استغفار کر۔'' مگر اس نے پھر سامنے آ کر وہی بات کہی اور آپؐ نے پھر منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر وہی بات کہی اور آپ نے پھر منہ پھیر لیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو متنبہ کیا کہ دیکھ، اب چوتھی بار اگر تو نے اقرار کیا تو رسول اللہ تجھے رجم کرا دیں گے۔ مگر وہ نہ مانا اور پھر اس نے اپنی بات دہرائی۔ اب حضورؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا لَعَلَّکَ قَبَّلْتَ اَوْغَمَزْتَ اَوْنَظَرْتَ ''شاید تو نے بوس و کنار کیا ہوگا یا چھیڑ چھاڑ کی ہوگی یا نظر بد ڈالی ہوگی (اور تو سمجھ بیٹھا ہوگا کہ تو نے زنا کا ارتکاب کیا)'' اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا ''کیا تو اس سے ہم بستر ہوا؟'' اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا ''کیا تو نے اس سے مباشرت کی؟'' اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا ''کیا تو نے اس سے مجامعت کی؟'' اس نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے وہ لفظ استعمال کیا جو عربی زبان میں خاص فعل مباشرت ہی کے لیے بولا جاتا ہے، اور یہ فحش لفظ حضورؐ کی زبان سے نہ پہلے کبھی سنا گیا اور نہ اس کے بعد کسی نے سنا۔ اگر ایک شخص کی جان کا معاملہ نہ ہوتا تو زبان مبارک سے کبھی ایسا لفظ نہ نکل سکتا تھا۔ مگر اس نے اس کے جواب میں بھی ہاں کہہ دیا۔ آپ نے پوچھا حَتّٰی غَابَ ذٰلِکَ مِنْکَ فِیْ ذٰلِکَ مِنْھَا؟ ''کیا اس حد تک کہ تیری وہ چیز اس کی اس چیز میں غائب ہوگئی؟'' اس نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کَمَا یَغِیْبُ الْمِیْلُ فِی الْمُکْحُلَۃِ وَالرِّشَاءُ فِی الْبِئْرِ ''کیا اس طرح جیسے سرمہ دانی میں سلائی اور کنوئیں میں رسی۔'' اس نے کہا ہاں۔ ''کیا تو جانتا ہے کہ زنا کسے کہتے ہیں؟'' اس نے کہا جی ہاں، میں نے اس کے ساتھ حرام طریقے سے وہ کام کیا جو شوہر حلال طریقے سے اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے آپ نے پوچھا ''کیا تیری شادی ہو چکی ہے؟'' اس نے کہا ''جی ہاں'' آپ نے پوچھا ''تو نے شراب تو نہیں پی لی ہے؟'' اس نے کہا نہیں۔ ایک شخص نے اٹھ کر اس کا منہ سونگھا اور تصدیق کی۔ پھر آپ نے اس کے محلہ والوں سے دریافت کیا کہ یہ دیوانہ تو نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہم

نے اس کی عقل میں کوئی خرابی نہیں دیکھی۔ آپ نے ہزال سے فرمایا لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَّكَ '' کاش تم نے اس کا پردہ ڈھانک دیا ہوتا تو تمہارے لیے بہتر تھا۔'' پھر آپ نے ماعز کو رجم کرنے کا فیصلہ صادر فرمادیا اور اسے شہر کے باہر لے جا کر سنگسار کر دیا گیا۔ جب پتھر پڑنے شروع ہوئے تو ماعز بھاگا اور اس نے کہا، '' لوگو مجھے رسول اللہ کے پاس واپس لے چلو، میرے قبیلے کے لوگوں نے مجھے مروادیا۔ انہوں نے مجھے دھوکا دیا کہ رسول اللہ مجھے قتل نہیں کرائیں گے'' مگر مارنے والوں نے اسے مار ڈالا۔ بعد میں جب حضورؐ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ میرے پاس لے آئے ہوتے شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

تحریج ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَنْبَارِيُّ، ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ نَعِيمِ بْنِ هَزَّالٍ، عَنْ اَبِيهِ، قَالَ: كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيمًا فِي حِجْرِ اَبِي، فَاَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ، فَقَالَ لَهُ (اَبِي): اِئْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ، وَاِنَّمَا يُرِيدُ بِذَالِكَ رَجَاءَ اَنْ يَّكُونَ لَهُ مَخْرَجًا، فَاَتَاهُ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اِنِّي زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، فَاَعْرَضَ عَنْهُ، فَعَادَ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اِنِّي زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ حَتّٰى قَالَهَا اَرْبَعَ مِرَارٍ، قَالَ ﷺ: اِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَبِمَنْ؟ قَالَ: بِفُلَانَةَ، قَالَ: هَلْ ضَاجَعْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ بَاشَرْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: هَلْ جَامَعْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَاُمِرَ بِهِ اَنْ يُرْجَمَ فَاُخْرِجَ بِهِ اِلَى الْحَرَّةِ، فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ (جَزِعَ). فَخَرَجَ يَشْتَدُّ، فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُنَيْسٍ، وَقَدْ عَجَزَ اَصْحَابَهُ فَنَزَعَ لَهُ بِوَظِيفِ بَعِيرٍ، فَرَمَاهُ بِهِ، فَقَتَلَهُ، ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ لَعَلَّهُ اَنْ يَّتُوبَ فَيَتُوبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔(۱)

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْجُعْفِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا اَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ لَمَّا اَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكِ نِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ، اَوْ غَمَزْتَ، اَوْ نَظَرْتَ؟ قَالَ: لَا، يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: اَنِكْتَهَا؟ لَا يَكْنِي قَالَ: نَعَمْ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ اَمَرَ بِرَجْمِهِ۔(۲)

﴿۳﴾ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: اَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَنَادَاهُ، فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ حَتّٰى رَدَّدَ عَلَيْهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: اَبِكَ جُنُونٌ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَهَلْ اَحْصَنْتَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ۔(۳)

ـــــ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَاَخْبَرَنِیْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنْتُ فِیْمَنْ رَجَمَهُ، فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰی، فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ، فَاَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ۔

(۴) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَیْرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَیْرٍ، (وَتَقَارَبَا فِیْ لَفْظِ الْحَدِیْثِ) حَدَّثَنَا اَبِیْ، حَدَّثَنَا بُشَیْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ! بْنُ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكِ نِالْاَسْلَمِیَّ، اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ قَدْظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَزَنَیْتُ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تُطَهِّرَنِیْ، فَرَدَّهُ. فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَاهُ. فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ قَدْزَنَیْتُ، فَرَدَّهُ الثَّانِیَةَ،فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی قَوْمِهٖ، فَقَالَ: اَتَعْلَمُوْنَ بِعَقْلِهٖ بَاْسًا تُنْكِرُوْنَ مِنْهُ شَیْئًا؟ فَقَالُوْا: مَانَعْلَمُهٗ اِلَّاوَفِیَّ الْعَقْلِ مِنْ صَالِحِیْنَا فِیْمَا نَرٰی فَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ، فَاَرْسَلَ اِلَیْهِمْ اَیْضًا، فَسَاَلَ عَنْهُ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهٗ لَابَاْسَ بِهٖ وَلَابِعَقْلِهٖ، فَلَمَّا كَانَ الرَّابِعَةَ حَفَرَلَهٗ حُفْرَةً ثُمَّ اَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ۔(۴)

۶۱۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ ماعز بن مالک اسلمی کو جب زنا کے جرم میں رجم کی سزا دے دی گئی تو نبی ﷺ نے راہ چلتے ایک صاحب کو اپنے دوسرے ساتھی سے یہ کہتے سن لیا کہ ''اس شخص کو دیکھو، اللہ نے اس کا پردہ ڈھانک دیا تھا، مگر اس کے نفس نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب تک یہ کتے کی موت نہ مار دیا گیا۔'' کچھ دور آگے جا کر راستے میں ایک گدھے کی لاش سڑتی ہوئی نظر آئی۔ حضورؐ رک گئے اور ان دونوں اصحاب کو بلا کر فرمایا ''اترئیے اور اس گدھے کی لاش تناول فرمائیے۔'' انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ اسے کون کھائے گا؟ فرمایا فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِیْكُمَا انِفاً اَشَدُّ مِنْ اَكْلٍ مِّنْهُ ''ابھی ابھی آپ لوگ اپنے بھائی کی عزت پر جو حرف زنی کر رہے تھے وہ اس گدھے کی لاش کھانے سے بہت زیادہ بری تھی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبُوالزُّبَیْرِ، اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الصَّامِتِ ابْنِ عَمِّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: جَاءَ الْاَسْلَمِیُّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ فَشَهِدَ عَلٰی نَفْسِهٖ اَنَّهٗ اَصَابَ امْرَاَةً حَرَامًا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ یُعْرِضُ عَنْهُ النَّبِیُّ ﷺ، فَاَقْبَلَ فِی الْخَامِسَةِ، فَقَالَ: اَنِكْتَهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: حَتّٰی غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِیْ ذٰلِكَ مِنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ،قَالَ: كَمَا یَغِیْبُ الْمِرْوَدُ فِی الْمُكْحُلَةِ، وَالرِّشَاءُ فِی الْبِئْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَدْرِیْ مَاالزِّنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، اَتَیْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَایَاْتِی الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهٖ حَلَالاً، قَالَ: فَمَا تُرِیْدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ؟ قَالَ: اُرِیْدُ اَنْ تُطَهِّرَنِیْ، فَاَمَرَبِهٖ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلَیْنِ مِنْ اَصْحَابِهٖ یَقُوْلُ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: اُنْظُرْاِلٰی هٰذَاالَّذِیْ سَتَرَاللّٰهُ عَلَیْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰی رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتّٰی مَرَّبِجِیْفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهٖ، فَقَالَ: اَیْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ؟، فَقَالاَ: نَحْنُ ذَانِ یَارَسُوْلَ

اللّٰہِ! قَالَ: اِنْزِلاَ، فَکُلاَمِنْ جِیْفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ، فَقَالاَ: یَانَبِیَّ اللّٰہِ مَنْ یَاْکُلُ مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِیْکُمَا انِفًا اَشَدُّ مِنْ اَکْلٍ مِّنْهُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهُ الْاٰنَ لَفِی اَنْهَارِ الْجَنَّةِ یَنْقَمِسُ فِیْهَا۔(۵)

غامدیہ کا واقعہ

۶۲۔ غامدیہ قبیلہ غامد کی ایک عورت تھی اس نے بھی آ کر چار مرتبہ اقرار کیا کہ وہ زنا کی مرتکب ہوئی ہے اور اسے ناجائز حمل ہے۔ آپؐ نے اسے بھی پہلے اقرار پر فرمایا وَیْحَکِ، اِرْجِعِیْ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰہَ وَتُوْبِیْ اِلَیْهِ۔ مگر اس نے کہا ''یارسول اللہ کیا آپ مجھے ماعز کی طرح ٹالنا چاہتے ہیں، میں زنا سے حاملہ ہوں۔'' یہاں چوں کہ اقرار کے ساتھ حمل بھی موجود تھا، اس لیے آپ نے اس قدر مفصل جرح نہ فرمائی۔ جو ماعز کے ساتھ کی تھی۔ آپؐ نے فرمایا، ''اچھا نہیں مانتی تو جا وضع حمل کے بعد آئیو'' وضع حمل کے بعد وہ بچے کو لے کر آئی اور کہا اب مجھے پاک کر دیجیے آپؐ نے فرمایا ''جا اور اس کو دودھ پلا۔ دودھ چھوٹنے کے بعد آئیو۔ پھر وہ دودھ چھٹانے کے بعد آئی اور ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا بھی لیتی آئی۔ بچے کو روٹی کا ٹکڑا کھلا کر حضورؐ کو دکھایا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ اب اس کا دودھ چھوٹ چکا ہے اور دیکھیے یہ روٹی کھانے لگا ہے۔ تب آپؐ نے بچے کو پرورش کے لیے ایک شخص کے حوالے کیا اور اس کے رجم کا حکم دیا۔

تشریح: ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ شہادت کے بعد دوسری چیز جس سے جرم زنا ثابت ہوسکتا ہے وہ مجرم کا اپنا اقرار ہے۔ یہ اقرار صاف اور صریح الفاظ میں فعل زنا کے ارتکاب کا ہونا چاہیے، یعنی اسے یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ اس نے ایک ایسی عورت سے جو اس کے لیے حرام تھی کَالْمِیْلِ فِی الْمُکْحُلَةِ یہ فعل کیا ہے۔ اور عدالت کو پوری طرح یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ مجرم کسی خارجی دباؤ کے بغیر بطور خود بحالت ہوش وحواس یہ اقرار کر رہا ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ ایک اقرار کافی نہیں ہے بلکہ مجرم کو چار مرتبہ الگ الگ اقرار کرنا چاہیے (یہ امام ابوحنیفہ، امام احمد، ابن ابی لیلی، اسحاق بن راہویہ اور حسن بن صالح کا مسلک ہے) اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہی اقرار کافی ہے (امام مالک، امام شافعی، عثمان البتی اور حسن بصری وغیرہ اس کے قائل ہیں) پھر ایسی صورت میں جب کہ کسی دوسرے تائیدی ثبوت کے بغیر صرف مجرم کے اپنے ہی اقرار پر فیصلہ کیا گیا ہو اگر عین سزا کے دوران میں بھی مجرم اپنے اقرار سے پھر جائے، تو سزا کو روک دینا چاہیے۔ خواہ یہ بات صریحاً ہی کیوں نہ ظاہر ہو رہی ہو کہ وہ مار کی تکلیف سے بچنے کے لیے اقرار سے رجوع کر رہا ہے۔

مندرجہ بالا دونوں واقعات میں بصراحت چار اقراروں کا ذکر ہے اور ابوداؤد میں حضرت بریدہ کی روایت ہے کہ صحابہ کرام کا عام خیال یہی تھا کہ اگر ماعز اور غامدیہ چار مرتبہ اقرار نہ کرتے تو انہیں رجم نہ کیا جاتا۔ البتہ ایک واقعہ میں صرف یہ الفاظ ملتے ہیں کہ جا کر اس کی بیوی سے پوچھ اور اگر وہ اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دے اس میں چار اعترافوں کا ذکر نہیں ہے، اور اسی سے فقہاء کے ایک گروہ نے استدلال کیا ہے کہ ایک ہی اعتراف کافی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، النور، حاشیہ: ۲)

ماعز اور غامدیہ کے لیے دعائے مغفرت

۶۳ ۔ اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِکٍ، لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْقُسِمَتْ بَیْنَ اُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ۔

''ماعز بن مالک کے حق میں دعائے مغفرت کرو اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایک پوری امت پر تقسیم کردی جائے تو سب کے لیے کافی ہو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِیُّ، قَالَ: نَایَحْیٰی بْنُ یَعْلٰی وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ الْمُحَارِبِیُّ، عَنْ غَیْلَانَ وَهُوَ ابْنُ جَامِعٍ الْمُحَارِبِیُّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ بُرَیْدَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، قَالَ: جَآءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِکٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! طَهِّرْنِیْ، فَقَالَ: وَیْحَکَ اِرْجِعْ، فَاسْتَغْفِرِاللّٰهَ وَتُبْ اِلَیْهِ، قَالَ:فَرَجَعَ غَیْرَبَعِیْدٍ، ثُمَّ جَآءَ، فَقَالَ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! طَهِّرْنِیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَاکَانَتِ الرَّابِعَةُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:فِیْمَ اُطَهِّرُکَ؟ فَقَالَ:مِنَ الزِّنَا،فَسَأَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اَبِهٖ جُنُوْنٌ؟ فَاُخْبِرَ اَنَّهٗ لَیْسَ بِمَجْنُوْنٍ۔ فَقَالَ:اَشَرِبَ خَمْرًا؟ فَقَامَ رَجُلٌ، فَاسْتَنْکَهَهٗ، فَلَمْ یَجِدْ مِنْهُ رِیْحَ خَمْرٍ۔قَالَ فَقَالَ:رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:اَزَنَیْتَ؟ فَقَالَ:نَعَمْ، فَاَمَرَبِهٖ، فَرُجِمَ، فَکَانَ النَّاسُ فِیْهِ فِرْقَتَیْنِ۔ قَائِلٌ یَقُوْلُ: لَقَدْ هَلَکَ، لَقَدْ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْئَتُهٗ، وَقَائِلٌ یَقُوْلُ: مَاتَوْبَةٌ اَفْضَلَ مِنْ تَوْبَةِ مَاعِزٍ، اَنَّهٗ جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِیْ یَدِهٖ ثُمَّ قَالَ:اُقْتُلْنِیْ بِالْحِجَارَةِ، قَالَ:فَلَبِثُوْا بِذٰلِکَ یَوْمَیْنِ اَوْثَلَاثَةً، ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺوَهُمْ جُلُوْسٌ۔ فَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَسَ۔فَقَالَ:اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِبْنِ مَالِکٍ، قَالَ:فَقَالُوْا:غَفَرَاللّٰهُ لِمَاعِزِبْنِ مَالِکٍ،قَالَ:فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً، لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ اُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ۔(۲)

ترجمہ : حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ ماعز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے پاک کردیجیے۔ آپ نے فرمایا ارے واپس چل اللہ سے معافی مانگ اور توبہ کر۔ تھوڑی سی دور جا کر واپس آیا اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ مجھے پاک کیجیے۔ نبی ﷺ نے ویسا ہی جواب دیا۔ مگر جب چوتھی بار آیا تو آپ نے پوچھا کس سے پاک کروں میں تجھے؟ بولا زنا سے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اسے جنون تو نہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ اسے جنون قسم کی کوئی چیز لاحق نہیں ہے۔ پھر دریافت فرمایا کہ کیا اس نے شراب پی ہے؟ ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس کا منہ سونگھا۔ اس نے منہ میں شراب کی بو نہیں پائی۔ پھر آپ نے ماعز سے دریافت فرمایا کیا تو نے زنا کی ہے؟ وہ بولا ہاں اس پر آپ نے حکم صادر فرمایا اور اسے سنگسار کردیا گیا۔ اب اس کے بارے میں لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ماعز کو گناہوں نے گھیر لیا اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ دوسرا گروہ یہ کہتا تھا کہ ماعز کی توبہ سے کسی کی توبہ اچھی نہیں۔ وہ خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیا اور عرض کیا کہ مجھے سنگسار کردیجیے لوگ دو تین روز تک ایسی باتیں کرتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ ماعز کے

لیے مغفرت کی دعا کرو۔ لوگوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ماعز کو معاف فرمادے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ ایک امت کے لوگوں میں تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہوجائے۔

۶۴۔ مَهْلاً يَاخَالِدُ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهٗ۔

''خالد، اپنی زبان کو روکو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی تھی کہ اگر ظالمانہ محصول وصول کرنے والا بھی وہ توبہ کرتا تو بخش دیا جاتا۔''

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ الْاَهْوَازِيُّ، ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ، ثَنَا بَشِيْرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ: كُنَّا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَتَحَدَّثُ: اَنَّ الْغَامِدِيَّةَ وَمَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْرَجَعَابَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا، اَوْقَالَ: لَوْلَمْ يَرْجِعَا بَعْدَ اعْتِرَافِهِمَا، لَمْ يُطْلَبْهُمَا، وَاِنَّمَا رُجِمَهُمَا عِنْدَالرَّابِعَةِ۔(۷)

(۲) حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ (وَتَقَارَبَا فِيْ لَفْظِ الْحَدِيْثِ) حَدَّثَنَا اَبِيْ، حَدَّثَنَا بُشَيْرُبْنُ الْمُهَاجِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: فَجَآءَ تِ الْغَامِدِيَّةُ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِيْ وَاِنَّهٗ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ تَرُدُّنِيْ؟ لَعَلَّكَ اَنْ تَرُدَّنِيْ كَمَارَدَدْتَّ مَاعِزًا، فَوَاللّٰهِ! اِنِّيْ الْحُبْلٰى، قَالَ: اِمَّالاَ، فَاذْهَبِيْ حَتّٰى تَلِدِيْ، قَالَ: فَلَمَّا وَلَدَتْ اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ خِرْقَةٍ، قَالَتْ: هٰذَا قَدْ وَلَدْتُّهٗ، قَالَ: اذْهَبِيْ، فَارْضِعِيْهِ، حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ، اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ، فِيْ يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَتْ: هٰذَا يَانَبِيَّ اللّٰهِ! قَدْفَطَمْتُهٗ، وَقَدْاَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، ثُمَّ اَمَرَبِهَا، فَحُفِرَ لَهَا اِلٰى صَدْرِهَا وَاَمَرالنَّاسَ فَرَجَمُوْهَا، فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ، فَرَمٰى رَأْسَهَا، فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ، فَسَبَّهَا، فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ سَبَّهٗ اِيَّاهَا، فَقَالَ، مَهْلاً يَاخَالِدُ! فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَلَهٗ، ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ۔(۸)

ترجمہ: عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ پھر غامدیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ میں نے زنا کی ہے لہٰذا مجھے پاک کردیجیے۔ آپ نے اسے واپس بھیج دیا۔ دوسرے روز وہ پھر آئی اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ مجھے واپس کس لیے بھیج دیتے ہیں؟ شاید آپ ماعز کی طرح مجھے واپس کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم میں تو حاملہ ہوں (اب بھی زنا میں شک ہے؟) آپ نے فرمایا اچھا نہیں مانتی تو جا بچے کی پیدائش کے بعد آنا۔ جب بچہ پیدا

ہوگیا تو اس بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر لائی اور بولی یہ بچہ ہے جسے میں نے جنم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ چلی جا اور اسے دودھ پلا۔ جب اس کا دودھ چھٹے تو پھر آنا۔ جب اس کا دودھ چھٹا تو وہ بچے کو لے کر پھر حاضر ہوئی اور بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ عرض کیا یارسول اللہ میں نے بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے اب یہ کھانے بھی لگا ہے۔ آپ نے اس کو پرورش کے لیے ایک مسلمان کے سپرد کیا۔ پھر آپ نے حکم دیا اور ایک گڑھا کھودا گیا اس میں سینے تک اس عورت کو گاڑ دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اسے سنگسار کردیں، لوگوں نے سنگسار کیا۔ خالد بن ولید ایک پتھر لے کر آگے بڑھے اور اس کے سر پر زور سے مارا جس سے خون اڑ کر خالد کے منہ پر گرا۔ خالد نے اسے برا بھلا کہا نبی ﷺ نے خالد کا اسے برا بھلا کہنا سن لیا۔ فرمایا خالد رک جاؤ ذرا۔ ایسا مت کہو قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ ناجائز محصول لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کو بھی معاف کردیا جاتا۔ پھر آپؐ نے حکم دیا (کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے) چناں چہ اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اسے دفن کیا گیا۔

(۳) حَدَّثَنِیْ اَبُوْغَسَّانَ، مَالِکُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ الْمِسْمَعِیُّ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ (یَعْنِیْ ابْنُ هِشَامٍ) حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ یَحْیٰی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ، حَدَّثَنِیْ اَبُوْقِلَابَةَ اَنَّ اَبَا الْمُهَلَّبِ حَدَّثَهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ: اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَیْنَةَ، اَتَتْ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ وَهِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنٰی فَقَالَتْ: یَانَبِیَّ اللّٰهِ! اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَیَّ، فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ وَلِیَّهَا، فَقَالَ: اَحْسِنْ اِلَیْهَا فَاِذَا وَضَعَتْ، فَاْتِنِیْ بِهَا، فَفَعَلَ، فَاَمَرَبِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فَشُکَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا، ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْهَا۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: تُصَلِّیْ عَلَیْهَا یَانَبِیَّ اللّٰهِ! وَقَدْزَنَتْ؟ قَالَ: لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْقُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ۔ هَلْ وَجَدْتَّ تَوْبَةً اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔(۹)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ زنا سے اسے حمل تھا اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے ایسا جرم کیا ہے جس سے مجھ پر حد واجب ہوگئی ہے لہٰذا آپ مجھ پر حد جاری فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے سرپرست (ولی) کو بلایا اور اسے فرمایا کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ جب بچہ پیدا ہوجائے تو پھر اسے میرے پاس لے آنا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کے کپڑے بدن کے ساتھ ذرا مضبوطی سے باندھے گئے (کہ ستر نہ کھل جائے) پھر حکم دیا اور اسے سنگسار کردیا گیا پھر آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (اس موقعہ پر) حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اس نے تو زنا کی تھی۔ جواب میں آپ نے فرمایا کہ اس نے توبہ بھی تو ایسی کی ہے کہ اگر وہ توبہ مدینے کے ستر ۷۰ آدمیوں پر تقسیم کردی جائے تو سب کو کافی ہوجائے۔ تو نے اس سے بہتر اور عمدہ توبہ کون سی دیکھی ہے کہ اس نے اپنی جان خدا کے واسطے دے دی؟

ماخذ

(۱) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک۔☆ترمذی ج ۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی درء الحد عن المعترف اذا رجع۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب ۹ الرجم۔ عن ابی هریرة (مختصر هے) ☆ السنن الکبری ج۸ کتاب الحدود، باب المعترف بالزنا یرجع عن اقراره فیترک۔ عن ابی هریرة (مختصر) ☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب المعترف یرجع عن اعترافه اس میں صرف فهلاترکتموه هی هے۔

(۲) بخاری ج۲ کتاب الحدودباب هل یقول الإمام للمُقِرِّ لعلّک لمست أوغمزت☆ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک۔☆السنن الکبری ج۸ کتاب الحدود، باب من قال لایقام علیه الحد حتی یعترف اربع مرات۔ عن ابن عباس۔☆سنن دارقطنی ج۳۔حدیث نمبر۱۳۲ ۔☆المستدرک للحاکم ج۴ ص ۳۶۱ عن ابن عباس۔

(۳) بخاری ج۲ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردةِ باب لایرجم المجنون والمجنونة الخ باب سوال الامام المقرَّ هل احصنت۔☆مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔ عن ابی هریرة۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الحدود باب من قال لایقام علیه الحد حتی یعترف اربع مرات۔

(۴) مسلم ج۲ کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی۔☆ابوداؤدج۴ کتاب الحدود، باب المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهینة۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب الحامل اذا اعترفت بالزنا۔☆موطا امام مالک ج۲ کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم عن عبدالله بن ابی ملیکة۔ (مختصر)☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب الحبلی لاترجم حتی تضع ویکفل ولدها۔ عبد الله بن بریده عن ابیه اور باب ماجاء فی الحفر والمرجومة کے تحت بهی منقول هے۔

(۵) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۵۵۳ ۔☆سنن دارقطنی ج۳ص۱۹۷ ۔ کتاب الحدود حدیث نمبر ۳۳۸۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ص۲۲۷ کتاب الحدود، باب من قال لایقام علیه الحد حتّٰی یعترف اربع مرات۔

(۶) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔ ☆سنن دارقطنی ج۳کتاب الحدود حدیث نمبر۳۹۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸۔ کتاب الحدود، باب من قال لایقام علیه الحد حتی یعترف اربع مرات۔

(۷) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب رجم ماعز بن مالک۔

(۸) مسلم ج۲ کتاب الحدود باب حد الزنا۔☆ابوداؤدج۴ کتاب الحدود باب المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها من جهینة۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود باب الحامل اذا اعترفت بالزنا۔☆موطا امام مالک ج۲ کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم (مختصر)☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب الحبلی۔

(۹) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسه بالزنی۔☆ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب المرأة التی امر النبی ﷺ برجمها۔ من جهینة۔☆ترمذی ج ۱ ۔ابواب الحدود، باب منه۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب الرجم (بهت مختصر)☆السنن الکبری ج۸ کتاب الحدود باب اقامة الحد علی من اعترف بالزنا وثبت علیها۔☆سنن دارقطنی ج۳ کتاب الحدود حدیث نمبر۶۸ ۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب الحامل اذا اعترف بالزنا۔

شادی شدہ یہودی مرد اور عورت کے لیے حد رجم

۶۵۔ خیبر کے معزز یہودی خاندانوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ناجائز تعلق پایا گیا۔ توراۃ کی رو سے ان کی سزا رجم تھی یعنی یہ کہ دونوں کو سنگسار کیا جائے (استثناء، باب ۲۲، آیت ۲۳، ۲۴)۔ لیکن یہودی اس سزا کو نافذ کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اس لیے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس مقدمہ میں محمد ﷺ کو پنچ بنایا جائے۔ اگر وہ رجم کے سوا کوئی اور حکم دیں تو قبول کر لیا جائے اور رجم ہی کا حکم دیں تو قبول نہ کیا جائے۔ چناں چہ مقدمہ آپؐ کے سامنے لایا گیا۔ آپ نے رجم کا حکم دیا۔ انہوں نے اس حکم کو ماننے سے انکار کیا۔ اس پر آپ نے پوچھا تمہارے مذہب میں اس کی کیا سزا ہے؟ انہوں نے کہا کوڑے مارنا اور منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کرنا۔ آپ نے ان کے علماء کو قسم دے کر ان سے پوچھا، کیا توراۃ میں شادی شدہ زانی اور زانیہ کی یہی سزا ہے؟ انہوں نے پھر وہی جھوٹا جواب دیا۔ لیکن ان میں سے ایک شخص ابن صوریا جو خود یہودیوں کے بیان کے مطابق اپنے وقت میں توراۃ کا سب سے بڑا عالم تھا، خاموش رہا۔ آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا، میں تجھے اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تم لوگوں کو فرعون سے بچایا اور طور پر تمہیں شریعت عطا کی، کیا واقعی توراۃ میں زنا کی یہی سزا لکھی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ "اگر آپ مجھے ایسی بھاری قسم نہ دیتے تو میں نہ بتاتا۔ واقعہ یہ ہے کہ زنا کی سزا تو رجم ہی ہے۔ مگر ہمارے ہاں جب زنا کی کثرت ہوئی تو ہمارے حکام نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ بڑے لوگ زنا کرتے تو انہیں چھوڑ دیا جاتا اور چھوٹے لوگوں سے یہی حرکت سرزد ہوتی تو انہیں رجم کر دیا جاتا۔ پھر جب اس سے عوام میں ناراضی پیدا ہونے لگی تو ہم نے توراۃ کے قانون کو بدل کر یہ قاعدہ بنا لیا کہ زانی اور زانیہ کو کوڑے لگائے جائیں اور انہیں منہ کالا کر کے گدھے پر الٹے منہ سوار کیا جائے۔ اس کے بعد یہودیوں کے لیے کچھ بولنے کی گنجایش نہ رہی اور آپ کے حکم سے زانی اور زانیہ کو سنگسار کر دیا گیا۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى وَاَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ يَحْيٰى: اَنَا اَبُوْمُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، بِيَهُوْدِيٍّ مُحَمَّمًا مَجْلُوْدًا، فَدَعَاهُمْ، فَقَالَ: هٰكَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِىْ فِىْ كِتَابِكُمْ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، فَدَعَا رَجُلاً مِنْ عُلَمَائِهِمْ، فَقَالَ: اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِىْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى، اَهٰكَذَا تَجِدُوْنَ حَدَّ الزَّانِىْ فِىْ كِتَابِكُمْ؟ قَالَ: لَا، وَلَوْلَا اَنَّكَ نَشَدْتَنِىْ بِهٰذَا لَمْ اُخْبِرْكَ. نَجِدُهُ الرَّجْمَ وَلٰكِنَّهُ كَثُرَ

فِیْ اَشْرَافِنَا، فَکُنَّا اِذَا اَخَذْنَا الشَّرِیْفَ تَرَکْنَاہُ۔وَاِذَا اَخَذْنَا الضَّعِیْفَ اَقَمْنَا عَلَیْہِ الْحَدَّ۔قُلْنَا:تَعَالَوْا فَلْنَجْتَمِعْ عَلٰی شَیْءٍ نُقِیْمُہُ عَلَی الشَّرِیْفِ وَالْوَضِیْعِ، فَجَعَلْنَا التَّحْمِیْمَ وَالْجَلْدَ مَکَانَ الرَّجْمِ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیٰی اَمْرَکَ اِذْ اَمَاتُوْا، فَاَمَرَبِہٖ فَرُجِمَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ: یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ اِلٰی قَوْلِہٖ اِنْ اُوْتِیْتُمْ ھٰذَا فَخُذُوْہُ یَقُوْلُ ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ فَاِنْ اَمَرَکُمْ بِالتَّحْمِیْمِ وَالْجَلْدِ، فَخُذُوْہُ، وَاِنْ اَفْتَاکُمْ بِالرَّجْمِ فَاحْذَرُوْا، فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ، وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ، وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔فِی الْکُفَّارِ کُلِّھَا۔(۱)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے ایک یہودی گزرا جس کا منہ کالا کیا ہوا تھا اور کوڑے کھایا ہوا۔آپ نے یہودیوں کو بلایا اور پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ پھر آپ نے ان کے علماء میں سے ایک عالم آدمی کو بلایا اور فرمایا میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے تورات حضرت موسیٰ پر اتاری، کیا تمہاری کتاب میں زنا کی یہی سزا ہے؟ وہ بولا نہیں اگر تم مجھے اتنی بڑی قسم نہ دیتے تو میں نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں زنا کی حد تو رجم ہے۔لیکن ہمارے اشراف میں زنا کی کثرت ہوگئی۔ جب ہم اشراف کو جرم زنا میں پکڑتے تو انہیں چھوڑ دیتے اور جب غریب وادنیٰ آدمی کو اس جرم میں گرفتار کرتے تو اس پر حد جاری کر دیتے۔آخر ہم نے سوچا کہ ایک جگہ جمع ہو کر فیصلہ کریں کہ ایسی سزا تجویز کریں جو سب پر یکساں لاگو ہو۔ چناں چہ اس کے بعد ہم نے منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کی سزا مقرر کر دی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ میں سب سے پہلے تیرے فرمان کو زندہ کرتا ہوں جسے انہوں نے مردہ کر دیا تھا۔ پھر آپ نے حکم دیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ... (المائدہ: ۴۱) ''اے پیغمبرؐ! تمہارے لیے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی تیز گامی دکھا رہے ہیں...اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مانو....'' یہود کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کے پاس چلو اگر وہ تمہیں منہ کالا کرنے اور کوڑے لگانے کا حکم دیں تو اس پر عمل کرو اور اگر وہ رجم کرنے کا فیصلہ سنائیں تو بچے رہو (تسلیم نہ کرو) اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ ... ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (المائدہ: ۴۴، ۴۵، ۴۷) ـــــ ''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں...اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں...اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں.....ـــــ تک یہ آیات نازل فرمائیں۔ان تمام آیات کا نزول کافروں کے حق میں ہوا۔

(۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی، ثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ،اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، ثَنَا رَجُلٌ مِنْ مُزَیْنَۃَ، ح وَثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا عَنْبَسَۃُ، ثَنَا یُوْنُسُ، قَالَ:قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ: سَمِعْتُ رَجُلاً مِنْ مُزَیْنَۃَ مِمَّنْ

يَتَّبِعُ الْعِلْمَ وَيَعِيْهِ، ثُمَّ اتَّفَقَا: وَنَحْنُ عِنْدَ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، فَحَدَّثَنَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَهٰذَا حَدِيْثُ مَعْمَرٍ وَهُوَ اَتَمُّ، قَالَ: زَنٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ وَامْرَأَةٌ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اِذْهَبُوْا بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَاِنَّهُ نَبِيٌّ بُعِثَ بِالتَّخْفِيْفِ، فَاِنْ اَفْتَانَا بِفُتْيَا دُوْنَ الرَّجْمِ قَبِلْنَاهَا وَاحْتَجَجْنَا بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ، قُلْنَا: فُتْيَا نَبِيٍّ مِنْ اَنْبِيَائِكَ، قَالَ: فَاَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ فِيْ اَصْحَابِهٖ، فَقَالُوْا: يَااَبَاالْقَاسِمِ، مَاتَرٰى فِيْ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ زَنَيَا؟ فَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى اَتٰى بَيْتَ مِدْرَاسِهِمْ، فَقَامَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ: اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰى مُوْسٰى مَاتَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصِنَ؟ قَالُوْا: يُحَمَّمُ وَيُجَبَّهُ وَيُجْلَدُ، وَالتَّجْبِيَةُ اَنْ يُّحْمَلَ الزَّانِيَانِ عَلٰى حِمَارٍ وَتَقَابَلَ اَقْفِيَتُهُمَا وَيُطَافَ بِهِمَا، قَالَ: وَسَكَتَ شَابٌّ مِنْهُمْ، فَلَمَّارَاٰهُ النَّبِيُّ ﷺ سَكَتَ اَلَظَّ بِهِ النَّشْدَةَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِذْ نَشَدْتَنَا فَاِنَّانَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: فَمَا اَوَّلُ مَاارْتَخَصْتُمْ اَمْرَاللّٰهِ، قَالَ: زَنٰى ذُوْقَرَابَةٍ مِنْ مَلِكٍ مِنْ مُّلُوْكِنَا فَاَخَّرَ عَنْهُ الرَّجْمَ. ثُمَّ زَنٰى رَجُلٌ فِيْ اُسْرَةٍ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ رَجْمَهُ فَحَالَ قَوْمُهُ دُوْنَهُ وَقَالُوْا: لَايُرْجَمُ صَاحِبُنَا حَتّٰى تَجِيءَ بِصَاحِبِكَ فَتَرْجُمُهُ، فَاصْطَلَحُوْا عَلٰى هٰذِهِ الْعُقُوْبَةِ بَيْنَهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "فَاِنِّيْ اَحْكُمُ بِمَا فِي التَّوْرَاةِ"، فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا۔(۲)

ـــــ قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَبَلَغَنَا اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِمْ "اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا، كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ یہود میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کی۔ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے کہنے لگے ہمیں اس نبی کے پاس لے چلو جسے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا ہے اگر اس نے رجم سے کم تر سزا دی تو ہم اسے قبول کرلیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس فیصلہ کو بطور دلیل پیش کردیں گے کہ تیرے انبیاء میں سے ایک نبی کا یہ فیصلہ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت اپنے اصحاب کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ یہودیوں نے کہا اے ابوالقاسم تمہارا کیا فیصلہ ہے اس مرد اور عورت کے بارے میں جنہوں نے زنا کی ہو؟ آپ سن کر فی الفور کوئی جواب دیئے بغیر ان کی عبادت گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل فرمائی۔ تم اپنی کتاب میں اس شخص کے بارے میں کیا حکم پاتے ہو جس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کی ہو؟ یہودی بولے اسے منہ کالا کرکے، گدھے پر سوار کرکے گھمایا پھرایا جائے گا اور کوڑے مارے جائیں گے (تجبیہ کہتے ہیں دونوں زانیوں کو گدھے پر الٹے منہ سوار کرکے گھمایا پھرایا جائے) ایک نوجوان ان میں خاموش رہا۔ جب نبی ﷺ نے اسے خاموش دیکھا تو آپ نے اسے سخت قسم دے کر پوچھا تو وہ بولا، آپ نے اتنی سخت قسم

دی ہے اس لیے میں بتاتا ہوں، ہم تورات میں رجم کا حکم پاتے ہیں نبی ﷺ نے دریافت فرمایا پھر تم نے کب حکم الٰہی کو آسان سمجھ کر چھوڑا۔ اس نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہوں میں سے کسی کے قریبی عزیز نے زنا کی تو بادشاہ نے اسے سزائے رجم نہ دی۔ پھر رعایا میں سے کسی عام آدمی نے زنا کی تو بادشاہ نے اسے سزائے رجم دینا چاہی تو اس کے قبیلہ کے لوگ درمیان میں حائل ہو گئے اور بولے پہلے اپنے عزیز کو رجم کرو ورنہ ہمارے آدمی کو رجم نہیں کیا جائے گا۔ آخر سب نے اتفاق کر کے اس سزا کو تسلیم کر لیا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو وہی حکم دیتا ہوں جو تورات میں مذکور ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں کے رجم کا فیصلہ فرمایا اور دونوں رجم کر دیے گئے۔ امام زہری کا قول ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ الخ ''ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ سارے نبی، جو مسلم تھے اسی کے مطابق ان یہودیوں کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے..... انہی لوگوں کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔

﴿۳﴾اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُتِیَ بِیَهُوْدِیٍّ وَیَهُوْدِیَّةٍ قَدْزَنَیَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی جَآءَ یَهُوْدَ، فَقَالَ:مَاتَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاةِ عَلٰی مَنْ زَنَا؟ قَالُوْا نُسَوِّدُ وُجُوْهَهُمَا وَنَحْمِلُهُمَا وَنُخَالِفُ بَیْنَ وُجُوْهِهِمَا وَیُطَافُ بِهِمَا، قَالَ:فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ، فَجَاؤُا بِهَا فَقَرَءُوْهَا حَتّٰی اِذَا مَرُّوْا بِآیَةِ الرَّجْمِ وَضَعَ الْفَتَی الَّذِیْ یَقْرَأُ یَدَهٗ عَلٰی اٰیَةِ الرَّجْمِ وَقَرَءَ مَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا وَرَاءَ هَا، فَقَالَ لَهٗ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ وَهُوَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُرْهُ فَلْیَرْفَعْ یَدَهٗ، فَرَفَعَهَا، فَاِذَا تَحْتَهَاآیَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا۔قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ: كُنْتُ فِیْمَنْ رَجَمَهُمَا فَلَقَدْ رَأَیْتُهٗ یَقِیْهَا مِنَ الْحِجَارَةِ بِنَفْسِهٖ۔(۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی مرد اور ایک عورت پیش کیے گئے جنہوں نے زنا کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس یہود کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا زانی کے متعلق تم لوگ تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ وہ بولے ہم دونوں کے منہ کالا کر کے الٹے رخ دونوں کو سوار کر کے چکر لگواتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا تورات لاؤ اگر تم اپنے بیان میں سچے ہو۔ وہ تورات لے آئے اور پڑھنا شروع کیا تا آں کہ جب رجم کی آیت آئی تو پڑھنے والے نوجوان نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور آگے پیچھے سے پڑھا۔ عبداللہ بن سلام جو نبی ﷺ کے ساتھ ہی تھے عرض کیا یا رسول اللہ اسے کہیے کہ اپنا ہاتھ ذرا اٹھائے اس نے ہاتھ اٹھایا تو نیچے آیت رجم موجود تھی پس رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو رجم کرنے کا حکم فرمایا چناں چہ دونوں کو رجم کر دیا گیا۔ عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں ان کو رجم کرنے والوں میں شامل تھا۔ میں نے اس یہودی کو دیکھا اپنے آپ کو ڈھال یا آڑ بنا کر عورت کو سنگساری سے بچا رہا تھا۔

ابوداؤد الطیالسی کی روایت:

﴿۴﴾عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، اُتِیَ بِیَهُوْدِیٍّ وَیَهُوْدِیَّةٍ قَدْزَنَیَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاتَجِدُوْنَ فِیْ كِتَابِكُمْ؟ قَالُوْا:لَانَجِدُ الرَّجْمَ، فَقَالَ ابْنُ سَلَامٍ كَذَبُوْا،الرَّجْمُ فِی كِتَابِهِمْ، قَالَ:فَدُعِیَ

ابْنُ صُوْرِيَا فَجَعَلَ يَقْرَأُ حَتّٰى اِذَا انْتَهٰى اِلٰى مَوْضِعِ الرَّجْمِ، وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى مَوْضِعِ الرَّجْمِ، فَقَالَ ابْنُ سَلَامٍ: اِرْفَعْ يَدَكَ،فَرَفَعَهَا،فَاِذَاآيَةُ الرَّجْمِ فَقَالَ:يَامُحَمَّدُ الرَّجْمُ فِيْ كِتَابِنَا،فَرَجَمَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَلَاطِ، قَالَ: فَجَعَلَ الْيَهُوْدِيُّ يَقِيْهَا بِنَفْسِهٖ۔(۴)

عبداللہ بن عمر سے مروی روایت:

(۵)عَنِ ابْنِ عُمَرَ،قَالَ:اَتٰى نَفَرٌمِنْ يَهُوْدَ، فَدَعَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْقُفِّ، فَاَتَاهُمْ فِيْ بَيْتِ الْمِدْرَاسِ، فَقَالُوْا: يَاابَاالْقَاسِمِ اِنَّ رَجُلاً مِّنَّازَنٰى بِامْرَأَةٍ،فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ،فَوَضَعُوْالِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِسَادَةً، فَجَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ:ائْتُوْنِيْ بِالتَّوْرٰةِ، فَاُتِيَ بِهَا، فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهٖ وَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ:اٰمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ اَنْزَلَكِ ثُمَّ قَالَ، ائْتُوْنِيْ بِاَعْلَمِكُمْ، فَاُتِيَ بِفَتًى شَابٍّ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةَ الرَّجْمِ نَحْوَحَدِيْثِ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ۔(۵)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ چند یہود آئے اور رسول اللہ ﷺ کو قف کی طرف بلا کر لے گئے۔ آپ بیت المدراس (تورات پڑھنے کی جگہ) میں ان کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم ہم میں سے ایک مرد نے ایک عورت کے ساتھ زنا کی ہے، ان کے درمیان آپ فیصلہ فرمادیں۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تکیہ پیش کیا کہ آپ اس پر تشریف رکھیں۔ آپ اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تورات میرے پاس لاؤ، تورات لائی گئی۔ آپ نے اپنے نیچے سے تکیہ نکالا اور تورات اس پر رکھی اور فرمایا میں تجھ پر ایمان لایا اور اس ذات پر ایمان لایا جس نے تجھے نازل فرمایا۔ پھر فرمایا اپنے میں سے سب سے زیادہ علم والے آدمی کو بلاؤ تو ایک نوجوان لایا گیا (اس کے بعد رجم کا قصہ بیان کیا جیسا کہ مالک نے نافع سے روایت کی ہے)۔

(۶)حَدَّثَنَااِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ:حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ،عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ:اِنَّ الْيَهُوْدَ جَاؤُا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهٗ: اَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَاتَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَانِ الرَّجْمِ؟فَقَالُوْا:نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ، فَاَتَوْا بِالتَّوْرٰةِ فَنَشَرُوْهَا،فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَاقَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ:اِرْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهٗ، فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ، قَالُوْا:صَدَقَ يَامُحَمَّدُ! فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا، فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلَى الْمَرْاَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ۔(۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ یہود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور عورت نے زنا کی ہے آں حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم تورات میں رجم کے متعلق کیا حکم پاتے

ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کو رسوا کرتے ہیں اور انھیں کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ یہ سن کر عبداللہ ابن سلام بولے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تورات میں تو رجم کرنے کا حکم ہے۔ چناں چہ وہ تورات لائے اور کھول کر رکھ دیا۔ ان میں سے ایک صاحب نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ کر چھپالیا اور آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کیا۔ عبداللہ بن سلام نے اسے کہا کہ اپنا ہاتھ ذرا یہاں سے اٹھاؤ۔ اس نے اپنا ہاتھ وہاں سے اٹھایا تو وہیں آیت رجم تھی یہودی فوراً بول اٹھے کہ اے محمد ﷺ عبداللہ بن سلام نے ٹھیک کہا ہے تورات میں آیت رجم ہے۔ آپ نے ان دونوں کو سنگسار کیے جانے کا حکم فرمایا، ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ میں نے اس مرد کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر جھکا پڑتا تھا کہ اسے پتھر لگنے سے بچائے۔

(۷)عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِیَهُوْدِیٍّ وَیَهُوْدِیَّةٍ قَدْ اَحْدَثَا جَمِیْعًا، فَقَالَ لَهُمْ: مَاتَجِدُوْنَ فِیْ کِتَابِکُمْ؟ قَالُوْا: اِنَّ اَحْبَارَنَا اَحْدَثُوْا تَحْمِیْمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِیَةِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: اُدْعُهُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِالتَّوْرَاةِ، فَاُتِیَ بِهَا فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ یَدَهُ عَلٰی اٰیَةِ الرَّجْمِ، وَجَعَلَ یَقْرَأُ مَاقَبْلَهَا وَمَابَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ: اِرْفَعْ یَدَکَ، فَاِذَا اٰیَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ یَدِهٖ، وَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ، فَرَأَیْتُ الْیَهُوْدِیَّ اَجْنَأَ عَلَیْهَا۔(۷)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں ایک یہودی مرد اور عورت کو پیش کیا گیا جنہوں نے زنا کی تھی۔ آپ نے یہودیوں سے پوچھا تم اپنی کتاب میں اس کا کیا حکم پاتے ہو؟ وہ بولے ہمارے احبار (علماء) نے منہ کالا کرنا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کو تورات پیش کرنے کا حکم فرمائیں! چناں چہ تورات لاکر پیش کی گئی۔ ان میں سے ایک آدمی نے آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ کر چھپالیا اور آگے پیچھے سے پڑھنا شروع کیا۔ عبداللہ بن سلام نے اسے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ اوپر اٹھاؤ وہیں ہاتھ کے نیچے آیت رجم تھی۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا اور دونوں سنگسار کر دیئے گئے۔ ابن عمرؓ نے بتایا کہ ان کو بلاط میں رجم کیا گیا۔ میں نے اس یہودی کو دیکھا کہ عورت پر جھکا پڑتا تھا (کہ کسی طرح سنگساری سے بچ جائے)۔

(۸)حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ مُوْسَی الْبَلْخِیُّ، ثَنَا اَبُوْاُسَامَةَ، قَالَ مُجَالِدٌ: اَخْبَرَنَا عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِابْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ تِ الْیَهُوْدُ بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنْهُمْ زَنَیَا، فَقَالَ: اِئْتُوْنِیْ بِاَعْلَمِ رَجُلَیْنِ مِنْکُمْ، فَاَتَوْهُ بِابْنَیْ صُوْرِیَا فَنَشَدَهُمَا کَیْفَ تَجِدَانِ اَمْرَ هٰذَیْنِ فِی التَّوْرٰةِ؟ قَالَا: نَجِدُ فِی التَّوْرٰةِ اِذَا شَهِدَ اَرْبَعَةٌ اَنَّهُمْ رَأَوْذَکَرَهُ فِیْ فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِیْلِ فِی الْمُکْحُلَةِ رُجِمَا، قَالَ: فَمَا یَمْنَعُکُمَا اَنْ تَرْجُمُوْهُمَا؟ قَالَا ذَهَبَ سُلْطَانُنَا فَکَرِهْنَا الْقَتْلَ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّهُوْدِ، فَجَاؤُا بِاَرْبَعَةٍ، فَشَهِدُوْا اَنَّهُمْ رَأَوْاذَکَرَهُ فِیْ فَرْجِهَا مِثْلَ الْمِیْلِ فِی الْمُکْحُلَةِ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِرَجْمِهِمَا۔(۸)

ترجمہ : حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ یہود ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کی تھی۔ آپ نے فرمایا تم اپنے میں سے سب سے بڑے دو عالم میرے پاس لاؤ۔ وہ صوریا کے دونوں بیٹوں کو لے کر آئے۔ آپ نے ان دونوں کو قسم دی اور پوچھا کہ ان دونوں کے متعلق تم تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ تورات میں تو ہم یہ حکم پاتے ہیں کہ جب چار آدمی اس بات کی گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کی شرم گاہ کو عورت کی شرم گاہ میں اس طرح داخل ہوتے دیکھا جیسا کہ سلائی سرمہ دانی میں داخل ہوتی ہے، تو ان دونوں کو رجم کیا جائے۔ آپ نے ان سے پوچھا پھر تم کو کس چیز نے ان کو رجم کرنے سے باز رکھا؟ دونوں بولے، ہماری سلطنت تو چلی گئی تو ہمیں قتل کرنا ناپسند معلوم ہوا۔ پھر آپ نے گواہ طلب فرمائے، وہ چار گواہ لے کر آئے۔ انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے مرد کی شرم گاہ کو عورت کی شرم گاہ میں اس طرح داخل ہوتے دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں۔ آپ نے حکم دیا دونوں کو سنگسار کر دیا گیا۔

(۹)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: زَنٰی رَجُلٌ وَامْرَأَةٌ مِنَ الْیَهُوْدِ وَقَدْ اُحْصِنَا حِیْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ، وَقَدْ کَانَ الرَّجْمُ مَکْتُوْبًا عَلَیْهِمْ فِی التَّوْرٰةِ فَتَرَکُوْهُ وَاَخَذُوْا بِالتَّجْبِیَةِ، یُضْرَبُ مِائَةٌ بِحَبْلٍ مَطْلِیٍّ بِقَارٍ وَیُحْمَلُ عَلٰی حِمَارٍ وَجْهُهُ مِمَّا یَلِیْ دُبُرَ الْحِمَارِ، فَاجْتَمَعَ اَحْبَارٌ مِنْ اَحْبَارِهِمْ فَبَعَثُوْا قَوْمًا آخَرِیْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالُوْا: سَلُوْهُ عَنْ حَدِّ الزَّانِیِّ وَسَاقَ الْحَدِیْثَ۔(۹)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ایک یہودی مرد اور عورت نے زنا کی، وہ دونوں شادی شدہ تھے اور تورات میں ان کے لیے رجم لکھا ہوا تھا۔ لیکن یہود نے اس سزا کو چھوڑ دیا اور اس کی جگہ گدھے پر الٹے رخ سوار کرنے اور تارکول سے لتھڑی ہوئی رسی سے سو دفعہ مارنے کو اختیار کر لیا۔ یہودی علماء جمع ہوئے اور کچھ لوگوں کو آپؐ کے پاس اس جرم کی سزا پوچھنے کے لیے بھیجا۔ الحدیث۔

تشریح : یہودی اس وقت تک اسلامی حکومت کی باقاعدہ رعایا نہیں بنے تھے بلکہ اسلامی حکومت کے ساتھ ان کے تعلقات معاہدات پر مبنی تھے۔ ان معاہدات کی رو سے یہودیوں کو اپنے اندرونی معاملات میں آزادی حاصل تھی اور ان کے مقدمات کے فیصلے انہی کے قوانین کے مطابق ان کے اپنے جج کرتے تھے۔ نبی ﷺ کے پاس یا آپ کے مقرر کردہ قاضیوں کے پاس اپنے مقدمات لانے کے لیے وہ از روئے قانون مجبور نہ تھے لیکن یہ لوگ جن معاملات میں خود اپنے مذہبی قانون کے مطابق فیصلہ کرنا نہ چاہتے تھے۔ ان کا فیصلہ کرانے کے لیے نبی ﷺ کے پاس اس امید پر آجاتے تھے کہ شاید آپ کی شریعت میں ان کے لیے کوئی دوسرا حکم ہو اور اس طرح وہ اپنے مذہبی قانون کی پیروی سے بچ جائیں۔ (تفہیم القرآن، ج ۱، المائدہ، حاشیہ: ۷۰)

ماٰخذ

(۱) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب رجم الیهود، اهل الذمة فی الزنی۔ براء بن عازب کی ایک دوسری روایت میں اللهم انی اول من احیا ماامانوا من کتابک کے الفاظ بھی مسلم اور ابوداؤد دونوں نے روایت کیے ہیں۔ ☆ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ابن ماجه کتاب الحدود، باب رجم الیهودی والیهودیة۔ ☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸۔ کتاب الحدود باب ماجاء فی حد الذمیین الخ عن براء بن عازب۔

(۲) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب فی رجم الیهودیین حدیث ۴۴۴۹۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۵۵۲۔

(۳) مسلم ج۲ کتاب الحدود، باب رجم الیهود، اهل الذمة فی الزنی۔☆ دارمی ج۲ کتاب الحدود باب فی الحکم بین اهل الکتاب الخ حدیث ۲۳۲۶۔☆موطا امام مالک کتاب الحدود، باب ماجاء فی الرجم۔ عن ابن عمر۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الحدود باب ماجاء فی حد الذمیین الخ عن ابن عمر۔

(۴) ابوداؤد الطیالسی ج۸۔ص ۲۵۳۔۲۵۴۔ عن ابن عمر۔

(۵) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب حد الزنا۔☆ترمذی ابواب الحدود، باب ماجاء فی رجم اهل الکتاب۔ ترمذی نے تفصیل بیان نہیں کی صرف ان النبی ﷺ رجم یهودیا ویهودیة وفی الحدیث قصة۔ هذا حدیث حسن صحیح۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب رجم الیهودی والیهودیة بهت مختصر۔☆نصب الرایة للزیلعی ج۳۔ حدیث۱۷۔

(۶) بخاری ج۲ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب احکام اهل الذمة واحصانهم اذا زنوا ورفعوا الی الامام۔

(۷) بخاری ج۲۔ کتاب المحاربین من اهل الکفر والردة باب الرجم بالبلاط۔☆مجمع الزوائد ج۶ ص ۲۷۱۔ عن ابن عباس۔

(۸) ابوداؤد ج۴۔کتاب الحدود، باب فی رجم الیهودیین۔

(۹) ابوداؤد۔ج۴۔کتاب الحدود، باب فی رجم الیهودیین۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد الذمیین۔

آیت رجم کے بارے میں تحقیق

۶۶ ۔اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَکَ بَعْدَ اِذْ اَمَاتُوْہُ۔

''خدایا! میں پہلا شخص ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں، جب کہ انہوں نے اسے مردہ کر دیا تھا۔''

پس منظر : یہودیوں کے ہاں زنا کا جو مقدمہ پیش ہوا تھا، اس کا فیصلہ کرتے ہوئے حضورؐ نے توراۃ منگوائی تھی اور اس کی آیت کو فیصلہ رجم کی بنا قرار دیا تھا۔ مسلم اور ابوداؤد میں ہے کہ حضورؐ نے اس مقدمہ کا فیصلہ کرتے وقت یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔

تشریح : بلاشبہ یہ بات متعدد روایات میں آئی ہے کہ آیت رجم قرآن کی آیت تھی۔ لیکن مجھے اس بات کو قبول کرنے میں جن وجوہ سے تامل ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ جن روایات میں اس آیت کا ذکر آیا ہے ان کو جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے الفاظ میں نمایاں اختلاف ہے۔ کسی میں... اَلْبَتَّۃ کا لفظ ہے اور کسی میں نہیں ہے۔ کسی میں اَلْبَتَّۃ پر آیت ختم ہوگئی ہے، اور کسی میں اَلْبَتَّۃ کے بعد نَکَالاً مِّنَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ کے الفاظ ہیں۔ اور کسی میں اس کے بجائے بِمَا قَضَیَا مِنَ اللَّذَّۃِ کے الفاظ۔ اگر یہ واقعی قرآن کی آیت تھی، لوگوں کو یاد تھی، اور سزائے رجم کے حق میں نص کی حیثیت رکھتی تھی تو اس کے الفاظ نقل کرنے میں یہ اختلاف کیسا ہے؟

۲۔ سنت سے جو حکم بتواتر معنی ثابت ہے وہ کچھ اور ہے اور آیت کے صریح الفاظ سے جو حکم نکلتا ہے وہ کچھ اور۔ سنت سے جو چیز ثابت ہے وہ تو یہ ہے کہ شادی شدہ مرد ہو یا عورت جب زنا کا ارتکاب کرے تو اسے رجم کیا جائے خواہ وہ جوان ہو یا سن رسیدہ۔ بخلاف اس کے آیت سے جو حکم نکلتا ہے وہ یہ ہے کہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت سے جب زنا کا صدور ہو تو اس کو رجم کیا جائے، خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہ ہو۔ اس طرح یہ روایات سنت ثابتہ قطعیہ کے خلاف پڑتی ہیں۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لیے بعض بزرگوں نے شیخ کو شیب اور شیخہ کو ثیبہ کا ہم معنی قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ قطعاً ایک من مانی تاویل ہے۔ عربی زبان کی لغت، محاورات، استعمالات حتیٰ کہ استعارات و کنایات تک میں اس امر کی کوئی گنجایش نہیں ہے کہ شیخ اور شیخہ کے الفاظ سے شیب اور ثیبہ مراد لیے جا سکیں۔

۳۔ خود آیت کے الفاظ اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھَا الْبَتَّۃَ قرآن کے معیارِ فصاحت سے اس قدر فروتر ہیں کہ ذوقِ زبان یہ باور نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ قرآن میں نازل فرمائے ہوں گے۔

۴۔ کوئی مرفوع روایت ایسی موجود نہیں ہے کہ جو یہ بتاتی ہو کہ نبی ﷺ نے اس کی تلاوت منسوخ کرنے اور مصحف سے اس کو خارج کر دینے یا اس میں درج نہ کرنے کا حکم دیا ہو۔

۵۔ یہودیوں کے ہاں زنا کا جو مقدمہ پیش ہوا تھا اس کا فیصلہ کرتے ہوئے حضورؐ نے توراۃ منگوائی تھی اور اس کی آیت کو فیصلہ رجم کی بنا قرار دیا تھا۔ مسلم اور ابوداؤد میں ہے کہ حضورؐ نے اس مقدمہ میں رجم کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَوَّلُ مَنْ اَحْیَا اَمْرَکَ اِذْ اَمَاتُوْہُ ''خدایا میں پہلا شخص ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کر رہا ہوں جب کہ انہوں نے اسے مردہ کر دیا تھا۔''

۶۔ جس مقدمہ میں حضورؐ نے یہ فرما کر رجم کا فیصلہ صادر کیا تھا کہ ''بخدا میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کروں گا'' اس میں کہیں یہ مذکور نہیں ہے کہ حضورؐ نے آیت اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ کا حوالہ دیا ہو اور فرمایا ہو کہ یہ ہے کتاب اللہ کا فیصلہ، اور اس کی تلاوت اگرچہ منسوخ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے۔ لہٰذا حضورؐ کا مذکورہ بالا ارشاد لازماً اس آیت کی طرف اشارہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ کتاب اللہ کی رو سے آپ چونکہ حاکم مجاز تھے، اس لیے آپؐ کا فیصلہ کتاب اللہ ہی کا فیصلہ ہے۔ اور اس کی یہ تاویل بھی ممکن ہے کہ یہودیوں کے مقدمہ میں آپؐ نے توراۃ کے مطابق رجم کا جو حکم دیا تھا اس کی توثیق بعد میں اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں فرما دی تھی۔ براء بن عازبؓ کی روایت ہے کہ اسی مقدمہ کے متعلق سورہ مائدہ کی وہ آیات نازل ہوئیں جو یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ لَا یَحْزُنْکَ الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ سے لے کر وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (آیت ۴۱-۴۷) پر تمام ہوتی ہیں ملاحظہ ہو۔ (مسند احمد، مسلم اور ابوداؤد حوالہ سابقہ)

۷۔ زنا بعد احصان کے لیے رجم کا قانون اپنے ثبوت کے لیے اس آیت کا محتاج نہیں ہے۔ اسے ثابت کرنے کے لیے بجائے خود یہ بات ہی کافی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ حکم بیان فرمایا اور متعدد مقدمات میں اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ پھر آپؐ کے بعد خلفائے راشدین اسی پر عمل کرتے رہے۔ اور ان کے بعد تمام فقہاء اور محدثین اس پر متفق رہے۔ یہ چیز جب ایک قانون کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے تو پھر ایک منسوخ التلاوت آیت سے ثابت کرنے کی کیا ضرورت ہے جو اگر ثابت ہو بھی جائے تو اس قانون کے لیے حجت نہیں بن سکتی۔ اس لیے کہ یہ آیت رجم کی علت بڑھاپے میں زنا کے ارتکاب کو قرار دے رہی ہے اور جس قانون کے لیے اس کو حجت ٹھیرایا جاتا ہے اس میں علتِ رجم شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرنا ہے۔

۸۔ یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ اس آیت کی صرف تلاوت منسوخ ہوئی ہے اور اس کا حکم باقی رہ گیا ہے۔ کیوں کہ جو حکم باقی رہا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ بوڑھا اور بوڑھی اگر غیر شادی شدہ بھی ہوں تو رجم کیے جائیں۔ بل کہ باقی رہنے والا حکم اس

کے بالکل برعکس یہ ہے کہ غیر شادی شدہ مجرم اگر بوڑھا بھی ہو تو کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے اور شادی شدہ مجرم اگر جوان بھی ہو تو اسے رجم کرنا چاہیے۔

اس سلسلہ میں علامہ ابن ہمام کی یہ رائے بھی قابل غور ہے جسے علامہ آلوسی نے نقل کیا ہے:

''یہ کہنا (کہ زانی محصن کے حق میں سورہ نور کی آیت اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ کے حکم کو) منسوخ کرنے والی چیز سنت قطعیہ ہے، زیادہ صحیح ہے بہ نسبت اس کے کہ آیت مذکورہ (اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ) کو اس کا ناسخ قرار دیا جائے۔ اس لیے کہ یہ بات قطعی طور پر ثابت نہیں ہے کہ یہ آیت قرآن میں نازل ہوئی تھی پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی۔ اگر حضرت عمرؓ نے خطبہ میں اس کا ذکر کیا اور لوگ خاموش رہے (جیسا کہ روایات میں بیان کیا جاتا ہے) تو یہ اس کا قطعی ثبوت نہیں ہے۔ کیوں کہ اجماعِ سکوتی کا حجت ہونا مختلف فیہ ہے اور وہ حجت ہو بھی تو ہم قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمام مجتہد صحابہ اس موقع پر موجود تھے۔ پھر اس امر میں بھی کوئی شک نہیں کہ حضرت عمرؓ کی طرف اس روایت کی نسبت بھی ظنی ہے۔ اور یہی وجہ ہے واللہ اعلم، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب شراحہ کو جلد اور رجم کی سزا دی تو کہا کہ میں نے اس کو کتاب اللہ کے مطابق کوڑے لگوائے ہیں اور سنت رسول اللہ کے مطابق رجم کرایا ہے۔ اس قول میں حضرت علیؓ نے رجم کے لیے منسوخ التلاوۃ آیت قرآنی کو حجت میں پیش نہیں فرمایا۔''

(روح المعانی جلد ۱۸، ص ۷۱)

رہا نسخ تلاوت مع بقاء الحکم کا مسئلہ، تو اس میں شک نہیں کہ علماء اصول نسخ کی اس قسم کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر میں اعتراف کرتا ہوں کہ انتہائی غور کرنے پر بھی میں اس مسئلے کو نہیں سمجھ سکا ہوں۔ نسخ تلاوت کے لیے اگر موزوں ہو سکتی تھیں تو وہ آیتیں جن کا حکم منسوخ ہو چکا ہو نہ کہ کوئی ایسی آیت جس کا حکم باقی ہو۔ (رسائل و مسائل سوم، تاویل... کیا...)

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالاً مِنَ الْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَبَيْنَمَا أَنَا فِي مَنْزِلِهِ بِمِنًى وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا... فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ، قَامَ، فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِي أَنْ أَقُولَهَا، لَا أَدْرِي لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ أَجَلِي فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ، إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الرَّجْمِ، فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا فَلَدَا رَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ وَاللّٰهِ! مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ، وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ الخ۔ (۱)

ابن عباس سے منقول ہے:

﴿۲﴾ قَالَ عُمَرُ: لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ قَائِلٌ: لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ اَلَا وَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى۔(۲)

﴿۳﴾ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ: لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى اَنَاخَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ كَوَّمَ كَوْمَةً بَطْحَاءَ، ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَائَهٗ وَاسْتَلْقٰى ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ،فَقَالَ:اَللّٰهُمَّ كَبُرَتْ سِنِّيْ، وَضَعُفَتْ قُوَّتِيْ،وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِيْ،فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَمُضَيِّعٍ، وَلَامُفَرِّطٍ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ:اَيُّهَا النَّاسُ، قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ، وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ اِلَّا اَنْ تَضِلُّوْا بِالنَّاسِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، وَضَرَبَ بِاِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى ثُمَّ قَالَ:اِيَّاكُمْ اَنْ تَهْلِكُوْا عَنْ اٰيَةِ الرَّجْمِ يَقُوْلُ قَائِلٌ: لَانَجِدُ حَدَّيْنِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! لَوْلَا اَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَكَتَبْتُهَا الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ فَاِنَّا قَدْ قَرَاْنَاهَا۔ قَالَ مَالِكٌ، قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ:فَمَا انْسَلَخَ ذُوالْحِجَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُمَرُرَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ يَحْيٰى، سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ قَوْلَهٗ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبُ وَالثَّيِّبَةُ فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ۔(۳)

﴿۴﴾ اَخْبَرَنَااَبُوْبَكْرِ بْنُ فُوْرِكٍ اَنْبَاَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا يُوْنُسُ ابْنُ حَبِيْبٍ، ثَنَا اَبُوْدَاوٗدَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ يُوْنُسَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ الصَّلْتِ، اِنَّهُمْ كَانُوْا يَكْتُبُوْنَ الْمَصَاحِفَ عِنْدَ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ فَاَتَوْا عَلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَقَالَ زَيْدٌ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔(۴)

﴿۵﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْمُحَمَّدٍ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الْاَصْبَهَانِيُّ اِمْلَاءً، اَنْبَاَ اَبُوْسَعِيْدِ نِابْنُ الْاَعْرَابِيِّ، اَنْبَاَ الْحَسَنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ نِالزَّعْفَرَانِيُّ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:قَالَ عُمَرُ قَدْخَشِيْتُ اَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ:مَانَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ،اَلَاوَاِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ اِذَا اُحْصِنَ الرَّجُلُ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْكَانَ الْحَمَلُ اَوِالْاِعْتِرَافُ فَقَدْ قَرَاْنَاهَا،اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ۔ وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ۔ (۵)

——— رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيْحِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَغَيْرِهٖ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ۔

﴿۶﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْنَصْرِبْنُ قَتَادَةَ، اَنْبَأَ اَبُوْمَنْصُوْرِ نِ الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ النَّضْرَوِیُّ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَجْدَةَ، ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ، قَالَ: قَالَ لِیْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ کَاَیِّنْ تَعُدُّوْا اَوْکَاَیِّنْ تَقْرَأُ سُوْرَةَ الْاَحْزَابِ، قُلْتُ: ثَلَاثٌ وَّسَبْعِیْنَ آیَةً قَالَ:اَقَطُّ لَقَدْ رَاَیْتُهَا وَاِنَّهَا لَتَعْدِلُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ، وَاِنَّ فِیْهَا الشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَکَالاً مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۔(۶)

﴿۷﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوالْحَسَنِ الْمُقْرِی، اَنْبَأَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ، ثَنَا یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، ثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ،قَالَ:نُبِّئْتُ عَنِ ابْنِ اَخِیْ کَثِیْرِ بْنِ الصَّلْتِ، قَالَ:کُنَّا عِنْدَمَرْوَانَ وَفِیْنَا زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ زَیْدٌ:کُنَّا نَقْرَأُ الشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ، قَالَ:فَقَالَ مَرْوَانُ:اَفَلَا نَجْعَلُهُ فِی الْمُصْحَفِ، قَالَ:لَااَلَاتَرٰی الشَّابَّیْنِ الثَّیِّبَیْنِ یُرْجَمَانِ، قَالَ:وَقَالَ ذَکَرُوْا ذٰلِکَ، وَفِیْنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ:اَنَا اَشْفِیْکُمْ مِنْ ذَاکَ، قَالَ: قُلْنَا:کَیْفَ؟ قَالَ: اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ، فَاَذْکُرُکَذَا وَکَذَا فَاِذَا ذَکَرَالرَّجْمَ اَقُوْلُ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ!اُکْتُبْنِیْ آیَةَ الرَّجْمِ، قَالَ: فَاَتَیْتُهٗ، فَذَکَرْتُهٗ،قَالَ:فَذَکَرَ آیَةَ الرَّجْمِ قَالَ:فَقَالَ:یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُکْتُبْنِیْ آیَةَ الرَّجْمِ، قَالَ: لَااَسْتَطِیْعُ ذَاکَ۔(۷)

ـــــ فِیْ هٰذَا وَمَاقَبْلَهٗ دَلَالَةٌ عَلٰی اَنَّ آیَةَ الرَّجْمِ حُکْمُهَا ثَابِتٌ وَتِلَاوَتُهَا مَنْسُوْخَةٌ۔وَهٰذَا مِمَّا لَااَعْلَمُ فِیْهِ خِلَافًا۔

﴿۸﴾ حَدَّثَنَا اَبُوْالْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوْبَ، اَنْبَأَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الْحَکَمِ، اَنْبَأَ ابْنُ وَهْبٍ، اَخْبَرَنِی اللَّیْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَیْفٍ اَنَّ خَالَتَهٗ اَخْبَرَتْهُ قَالَتْ:لَقَدْ اَقْرَأَنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰیَةَ الرَّجْمِ الشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ بِمَا قَضَیَا مِنَ اللَّذَّةِ ۔(۸)

ـــــ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاهُ بِهٰذِهِ السِّیَاقَةِ۔

﴿۹﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْالْعَبَّاسِ الْقَاسِمُ بْنُ الْقَاسِمِ السِّیَارِیُّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسٰی الْبَاشَانِیُّ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحَسَنِ ابْنِ شَقِیْقٍ، اَنْبَأَ الْحُسَیْنُ بْنُ وَاقِدٍ، ثَنَا یَزِیْدُ النَّحْوِیُّ، عَنْ عِکْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:مَنْ کَفَرَ بِالرَّجْمِ فَقَدْ کَفَرَ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ قَوْلَهٗ عَزَّوَجَلَّ: یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمْ کَثِیْرًا مِّمَّا کُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْکِتٰبِ (المائدہ:۱۵) فَکَانَ الرَّجْمُ مِمَّا اَخْفَوْا۔(۹)

ـــــ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخْرِجَاهُ۔

ماخذ

(۱) بخاری ج۲ کتاب الحدود باب رجم الحبلی من الزنا اذا احصنت۔☆مسلم ج۲ کتاب الحدود باب حد الزنا۔ (باب رجم الیهود، اهل الذمة فی الزنی)۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۵۱۲۔

(۲) بخاری ج۲۔☆ابوداؤد ج۴۔ کتاب الحدود، باب فی الرجم۔☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود باب ماجاء فی تحقیق الرجم۔☆ابن ماجه کتاب الحدود باب ۹ الرجم۔ابن ماجه میں وقد قراتها کے بعد (اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَةُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ) بهی منقول هے۔☆ السنن الکبریٰ ج۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود باب فی حد المحصنین بالزنا۔

(۳) مؤطا امام مالک ج۲ کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم۔☆کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۵۱۶ اور ۱۳۵۲۳۔

(۴) السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب الحدود، باب فی حد المحصنین بالزنا۔☆المستدرک للحاکم ج۴ کتاب الحدود، باب من کفر بالرجم فقد کفر بالقرآن مستدرک کی اس روایت میں البتة تک هے نکالا من الله ورسوله وغیره نهیں هے۔

(۵) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔ ☆ مؤطا امام مالک ج۲ کتاب الحدود باب ماجاء فی الرجم (او الاعتراف) تک۔

(۶) السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸۔ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب۔ حدیث ۱۶۹۱۱۔ ☆المستدرک للحاکم ج۴ کتاب الحدود، باب من کفر بالرجم فقد کفر بالقرآن۔ هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه۔

(۷) السنن الکبریٰ للبیهقی ج ۸ کتاب الحدود، باب مایستدل به علی ان السبیل هو جلد الزانیین ورجم الثیب حدیث ۱۶۹۳۱۔ کنزالعمال ج۵ حدیث نمبر ۱۳۴۸۲۔

(۸) المستدرک للحاکم ج۴۔ کتاب الحدود، باب من کفر بالرجم فقد کفر بالقرآن۔

(۹) المستدرک للحاکم ج۴ کتاب الحدود، باب من کفربالرجم فقد کفر بالقرآن حدیث ۸۰۶۹/۴۶۔

قتلِ خطا

قتلِ خطا کا خون بہا اور عاقلہ

۶۷۔ احادیث سے یہ بات بتواتر ثابت ہے کہ قتل خطا کے لیے نبی ﷺ نے سو اونٹ خون بہا مقرر فرما دیا تھا جن کی قیمت اُس زمانے میں دس ہزار درہم کے برابر تھی (۱۰ ہزار درہم = ۲۲ سیر ۱۲ چھٹانک چاندی)۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ، قَالَ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، ح وَثَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَبِي الزَّرْقَاءِ، ثَنَا اَبِيْ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى اَنَّ مَنْ قَتَلَ خَطَأً فَدِيَتُهٗ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ: ثَلَاثُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ، وَثَلَاثُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ، وَثَلَاثُوْنَ حِقَّةٌ، وَعَشَرَةٌ بَنِي لَبُوْنٍ ذَكَرٍ۔(۱)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا میں فیصلہ فرمایا کہ اس کی دیت میں سو اونٹ دیے جائیں (ان کی تفصیل اس طرح ہوگی) تیس اونٹنیاں ایک برس کی عمر والی۔ تیس ہی دو برس کی اور تیس تین سالہ اور دس نر اونٹ جو دو سال مکمل کر کے تیسرے میں داخل ہوئے ہوں۔

﴿۲﴾ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، وَمُسَدَّدٌ، اَلْمَعْنٰى قَالَا: ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ اَوْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: خَطَبَ يَوْمَ الْفَتْحِ بِمَكَّةَ، فَكَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ اِلٰى هٰهُنَا حَفِظَتْهُ عَنْ مُسَدَّدٍ ثُمَّ اتَّفَقَا... اَلَا اِنَّ دِيَةَ الْخَطَاءِ شِبْهُ الْعَمْدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِائَةٌ مِنَ الْاِبِلِ۔ مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهَا اَوْلَادُهَا وَحَدِيْثُ مُسَدَّدٍ اَتَمُّ۔(۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز خطاب (خطبہ) فرمایا: پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہا پھر فرمایا کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی الٰہ نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور

لشکروں کو شکست سے دوچار کیا... فرمایا سن لو قتل خطا، شبہ العمد کے مشابہ ہے جو کوڑے یا لاٹھی سے قتل کیا گیا ہو سو اونٹ دیت ہے ان میں چالیس تو وہ ہوں گی جن کے پیٹ میں بچے ہوں (حاملہ یا گابھن) اور مسند سے مروی حدیث مکمل ہے۔

تشریح: یہ خون بہا کا معاملہ اس لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ قرآن مجید میں اس کا حکم دیا گیا ہے اور صاف ارشاد ہوا ہے کہ اللہ سے قتل خطا کی معافی حاصل کرنے کے لیے کفارے کے ساتھ اس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اب اگر ہمارا ملکی قانون قتل خطا کی کوئی دوسری سزا دے، خواہ وہ قید ہو یا جرمانہ تو یقیناً وہ اس کفارے اور تاوان کا بدل نہیں ہو سکتی جو آخرت میں ایک مسلمان کو خدا کے حضور بری الذمہ کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اس لیے ہم ذرا وضاحت کے ساتھ خون بہا کے قاعدے کو یہاں بیان کرتے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اس سے ٹھیک ٹھیک واقفیت ہو جائے۔

۱۔ خون بہا ادا کرنے کی ذمہ داری شریعت نے صرف قاتل پر نہیں ڈالی ہے، بلکہ اس کے ''عاقلہ'' کو اس کے ساتھ برابر کا شریک کیا ہے۔

۲۔ ''عاقلہ'' سے مراد فقہائے حنفیہ کی تحقیق کے مطابق ایک شخص کے اعوان وانصار ہیں۔ اگر وہ شخص کسی سرکاری محکمہ کا آدمی ہو تو اس محکمے کے تمام ملازم اس کے عاقلہ ہیں۔ ورنہ بدرجۂ آخر خزانۂ سرکار اس کی دیت ادا کرے گا۔

۳۔ عاقلہ پر قتل خطا کی دیت کا یہ بار اس لیے نہیں ڈالا گیا ہے کہ ایک شخص کے گناہ کی سزا سب کو دی جائے، بلکہ اس لیے ڈالا گیا ہے کہ ایک بھائی پر احیاناً جو بار گناہ آپڑا ہے، اس کی ذمہ داری ادا کرنے میں اس سے قریبی تعلق رکھنے والے سب لوگ اس کا ہاتھ بٹائیں، اور تنہا اس پر اتنا بوجھ نہ پڑ جائے کہ اس کی کمر توڑ دے۔ نیز جس خاندان کو اس کی غلطی کی وجہ سے جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے اس کی تلافی بھی آسانی سے ہو جائے یہ ایک طرح کا صدقہ یا فی سبیل اللہ چندہ ہے جو ہر اس شخص کی مدد کے لیے اس کے وسیع حلقۂ اقارب سے حاصل کیا جاتا ہے جس سے کوئی مہلک غلطی سرزد ہو جائے۔ ہم اس کو اخلاقی انشورنس سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

۴۔ عاقلہ سے پورا خون بہا بیک وقت وصول نہیں کیا جائے گا بل کہ تین سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے لیا جائے گا۔ اگر عاقلہ کی وسعت کو پیش نظر رکھا جائے تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فی کس دو تین آنے ماہوار سے زیادہ چندے کا بار کسی شخص پر نہیں پڑ سکتا۔

۵۔ یہ چندہ صرف مردوں سے لیا جائے گا۔ عاقلہ میں عورتیں شامل نہیں ہیں۔

۶۔ خون بہا لینے کے حق دار مقتول کے وارث ہوتے ہیں۔ جس قاعدے سے میراث تقسیم ہوتی ہے اسی قاعدے سے یہ رقم بھی وارثوں میں تقسیم کی جائے گی۔

۷۔ مقتول کے وارث ہی خون بہا معاف کرنے کے حق دار ہیں۔ اور یہ معافی قرآن کی زبان میں ان کی طرف سے قاتل پر صدقہ ہے۔

ان احکام پر اگر کوئی شخص غور کرے تو وہ بلا تامل یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ یہ طریقہ اخلاقی وتمدنی حیثیت سے موجودہ ملکی قانون کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے۔ اس میں ایک طرف ۶۰ روزوں کا کفارہ اس شخص کے دل کو پاک کر دیتا ہے جس کی غفلت یا غلطی سے ایک جان ضائع ہوئی۔ دوسری طرف یہی کفارہ آس پاس کے سب لوگوں کو چوکنا کر دیتا ہے کہ وہ ایسی غلطیوں اور غفلتوں میں مبتلا ہونے سے بچیں۔ اس میں ایک طرف خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس خاندان کے آنسو پونچھے جائیں جس کا ایک فرد قاتل کی غلطی کا شکار ہوا ہے۔ دوسری طرف اس خوں بہا کا بار عاقلہ پر ڈال کر اس کی ادائیگی کو آسان کر دیا گیا ہے۔ پھر یہ ادائے دیت کی مشترک ذمہ داری ایک طرف عاقلہ کو چوکنا کرتی ہے کہ وہ اپنے افراد کی نگرانی کریں، تو دوسری طرف یہ ہر ہر فرد میں یہ احساس بھی پیدا کرتی ہے کہ وہ ایک ہمدرد اور شریک رنج وراحت برادری سے تعلق رکھتا ہے، نہ کہ ایسی برادری سے جس میں "کسے را با کسے کارے نباشد۔" (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل قتل...)

خون بہا کی مقدار

۶۸۔ نبی ﷺ نے خون بہا کی مقدار سو اونٹ، یا دو سو گائیں، یا دو ہزار بکریاں مقرر فرمائی ہے۔

تخریج: ﴿۱﴾ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا حَمَّادٌ، اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰی فِی الدِّیَةِ عَلٰی اَهْلِ الْاِبِلِ مِائَةٌ مِنَ الْاِبِلِ وَعَلٰی اَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَیْ بَقَرَةٍ، وَعَلٰی اَهْلِ الشَّاةِ اَلْفَیْ شَاةٍ، وَعَلٰی اَهْلِ الْحُلَلِ مِائَتَیْ حُلَّةٍ وَعَلٰی اَهْلِ الْقَمْحِ شَیْئًا لَمْ یَحْفَظْهُ مُحَمَّدٌ۔ (۳)

ترجمہ: حضرت عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت کے سلسلہ میں اونٹ کے مالکوں پر سو اونٹ، گائے بیل کے مالکوں پر دو سو گائیں اور بکریوں کے مالکوں پر دو ہزار بکریاں اور حلوں (جوڑوں) کے مالکوں پر دو سو جوڑے اور گندم کے مالکوں پر اتنی گندم جس کی صحیح مقدار محمد بن اسحاق کو یاد نہیں رہی۔

﴿۲﴾ اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: اَنْبَاَ مُحَمَّدُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ مُوْسٰی، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهٖ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قُتِلَ خَطَاً فَدِیَتُهٗ مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ، ثَلَاثُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَثَلَاثُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَثَلَاثُوْنَ حِقَّةٌ وَعَشَرَةٌ بَنِیْ لَبُوْنٍ ذُكُوْرٍ۔ قَالَ۔ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُقَوِّمُهَا عَلٰی اَهْلِ الْقُرٰی اَرْبَعَ مِائَةِ دِیْنَارٍ اَوْعِدْلَهَا مِنَ الْوَرِقِ، وَیُقَوِّمُهَا عَلٰی اَهْلِ الْاِبِلِ اِذَا غَلَتْ رَفَعَ فِیْ قِیْمَتِهَا، وَاِذَاهَانَتْ نَقَصَ مِنْ قِیْمَتِهَا عَلٰی نَحْوِالزَّمَانِ مَاكَانَ فَبَلَغَ قِیْمَتُهَا عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَابَیْنَ الْاَرْبَعِ مِائَةِ دِیْنَارٍ اِلٰی ثَمَانِ مِائَةِ دِیْنَارٍ اَوْعِدْلَهَا

مِنَ الْوَرِقِ۔قَالَ:وَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَنَّ مَنْ کَانَ عَقْلُہٗ فِی الْبَقَرِ عَلٰی اَھْلِ الْبَقَرِ مِائَتَیْ بَقَرَۃٍ، وَمَنْ کَانَ عَقْلُہٗ فِی الشَّاۃِ اَلْفَیْ شَاۃٍ الخ۔(۴)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو غلطی سے قتل کیا گیا اس کی دیت سو اونٹ ہے (وہ اس طرح) کہ تیس یک سالہ اونٹ اور تیس ہی دو سالہ اور تیس سہ سالہ جو چوتھے سال میں قدم رکھ چکا ہو اور دس دو سالہ نر اونٹ، اور رسول اللہ ﷺ نے دیہاتیوں کے لیے چار سو دینار یا اس کے مساوی چاندی، اور اونٹ کے مالکوں کے لیے جیسے وقت کے اعتبار سے قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ہوتا اسی طرح مقرر فرمادیتے۔آپ اپنے عہد میں چار سو دینار سے آٹھ سو دینار تک قیمت مقرر فرماتے یا اس کے مساوی چاندی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جس کے ذمہ دیت گائے کی صورت میں دینی ہوتی تھی ان کے لیے دو سو گائیں اور جس کے ذمہ دیت بکریوں کی صورت میں دینی ہوتی تھی اس کے لیے دو ہزار بکریاں مقرر فرمائیں۔

(۳)حَدَّثَنَا یَحْیٰی بْنُ حَکِیْمٍ، نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عُثْمَانَ، نَاحُسَیْنُ نِ الْمُعَلِّمُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ،عَنْ اَبِیْہِ، عَنْ جَدِّہٖ، قَالَ:کَانَتْ قِیْمَۃُ الدِّیَۃِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثَمَانَ مِائَۃِ دِیْنَارٍ اَوْثَمَانِیَۃَ الْاٰفِ دِرْھَمٍ۔ وَدِیَۃُ اَھْلِ الْکِتَابِ یَوْمَئِذٍ نِالنِّصْفُ مِنْ دِیَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ، قَالَ:فَکَانَ ذٰلِکَ کَذٰلِکَ حَتّٰی اسْتُخْلِفَ عُمَرُ، فَقَامَ خَطِیْبًا فَقَالَ:اَلَا اِنَّ الْاِبِلَ قَدْغَلَتْ، قَالَ:فَفَرَضَھَا عُمَرُ عَلٰی اَھْلِ الذَّھَبِ اَلْفَ دِیْنَارٍ، وَعَلٰی اَھْلِ الْوَرَقِ اثْنَی عَشَرَ اَلْفَ دِرْھَمٍ وَعَلٰی اَھْلِ الْبَقَرِ مِائَتَیْ بَقَرَۃٍ وَعَلٰی اَھْلِ الشَّاۃِ اَلْفَیْ شَاۃٍ وَعَلٰی اَھْلِ الْحُلَلِ مائَتَیْ حُلَّۃٍ الحدیث۔(۵)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں دیت کی مقدار (سکوں میں) آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار درہم تھی۔اور اہل کتاب کی اس وقت مسلمانوں سے آدھی تھی۔یہ حکم اسی طرح جاری رہا کہ حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے اور آپ خطاب کرنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اب اونٹ کی قیمت گراں ہوچکی ہے۔راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے سونے کے مالکوں پر ہزار دینار اور چاندی والوں کے لیے بارہ ہزار درہم دیت قرار دے دی، نیز گائے بیل والوں کے لیے دو سو گائیں اور بکریوں کے مالک پر دو ہزار بکریاں اور حلہ والوں پر دو سو حلہ دیت مقرر کی الخ۔

تشریح: اگر دوسری کسی شکل میں کوئی شخص خون بہا دینا چاہے تو اس کی مقدار انہی چیزوں کی بازاری قیمت کے لحاظ سے معین کی جائے گی۔مثلاً نبی ﷺ کے زمانے میں نقد خون بہا دینے والوں کے لیے ۸ر سو دینار یا ۸ر ہزار درہم مقرر تھے۔جب حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو انہوں نے فرمایا کہ اونٹوں کی قیمت اب چڑھ گئی ہے۔لہٰذا اب سونے کے سکے میں ایک ہزار دینار یا چاندی کے سکے میں ۱۲ر ہزار درہم خون بہا دلایا جائے گا۔مگر واضح رہے کہ خون بہا کی یہ مقدار جو مقرر کی گئی ہے قتل عمد کی صورت کے لیے نہیں ہے بل کہ قتلِ خطا کی صورت کے لیے ہے۔ (تفہیم القرآن ج ۱، النساء، حاشیہ: ۱۲۲)

لاوارث قاتل کی دیت کون ادا کرے گا؟

۶۹ ۔ مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیَّ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَہٗ، اَعْقِلُ لَہٗ وَاَرِثُہٗ۔(ابوداؤد)

''اگر کوئی شخص بے سہارا اہل وعیال چھوڑے تو ان کی کفالت میرے ذمے ہے، اور اگر کوئی مال و دولت چھوڑے تو وہ اس کے ورثہ کے لیے ہے۔ اور میں لاوارث کا وارث ہوں، میں اس کی طرف سے دیت بھی دوں گا اور اس کا ورثہ بھی لوں گا۔''

تخریج: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ:ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْ عَامِرٍ (اَلْهُوذَنِيِّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ لُحَيِّ) عَنِ الْمِقْدَامِ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیَّ، وَرُبَّمَا قَالَ:اِلَی اللّٰهِ وَاِلٰی رَسُوْلِهٖ" وَمَنْ تَرَکَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهٖ، وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَہٗ، اَعْقِلُ لَہٗ، وَاَرِثُہٗ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَہٗ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُہٗ۔(۲)

ترجمہ : حضرت مقدام سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے بے سہارا اہل وعیال چھوڑا تو ان کی کفالت میرے ذمہ ہے اور بسا اوقات یہ بھی فرمایا کہ ان کی کفالت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ذمہ ہے، اور جو کوئی مال و دولت چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور میں لاوارث کا وارث ہوں۔ میں اس کی جانب سے دیت بھی دوں گا اور اس کا ورثہ بھی لوں گا۔ اور ماموں بھی لاوارث کا وارث ہے، اس کی طرف سے دیت بھی دے گا اور اس کا ورثہ بھی لے گا۔

تشریح : اگر قاتل ایک لاوارث آدمی ہو یا اس کا قریب تر حلقہ اولیاء دیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو اس صورت میں صحیح یہ ہے کہ اس کی دیت کا بوجھ وسیع تر حلقہ اولیاء پر ڈالا جائے، حتیٰ کہ بالآخر اس کا بوجھ ریاست کے خزانے پر پڑنا چاہیے۔ اس قول کا ماخذ یہی حدیث ہے جس میں نبی ﷺ نے رئیس مملکت ہونے کی حیثیت سے فرمایا ہے: مَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیَّ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِہٖ وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَّاوَارِثَ لَہٗ، اَعْقِلُ لَہٗ وَاَرِثُہٗ۔

اس حدیث کی رو سے ریاست ہر اس شہری کی وارث ہے جو لاوارث مر گیا ہو اور ہر اس شہری کی عاقلہ ہے جس کی دیت ادا کرنے والا کوئی نہ ہو۔ خود عقل کی رو سے ایسا ہی ہونا چاہیے، کیوں کہ ریاست ملک میں امن کی ذمہ دار ہے، اگر وہ قتل کو روکنے میں ناکام رہی ہے تو مقتول کے وارثوں کے نقصان کی تلافی یا تو اسے قاتل کے وارثوں اور حامیوں سے کرانی چاہیے یا پھر خود کرنی چاہیے۔ (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: قصاص...)

قاتل کے ساتھ اس کے اولیاء بھی دیت ادا کریں

۷۰۔ قُوْمُوْا فَدُوْا۔

''اٹھو اور دیت ادا کرو۔''

شرح ہدایہ فتح القدیر میں منقول ہے:

تخریج : وَالْاَصْلُ فِیْ وُجُوْبِهَا عَلَی الْعَاقِلَةِ قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِیْ حَدِيْثِ حَمَلِ بْنِ مَالِكٍ لِلْاَوْلِيَاءِ قُوْمُوْا فَدُوْهُ۔[1]

پس منظر: حمل بن مالک والی روایت میں صاف مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے اولیاء قاتل کو خطاب کر کے فرمایا، اٹھو اور دیت ادا کرو۔

تشریح : قاضی یقیناً یہ حق رکھتا ہے کہ قاتل کے اولیاء کو دیت ادا کرنے پر مجبور کرے۔ اس حدیث سے یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ دیت ادا کرنے کی ذمہ داری میں قاتل کے ساتھ اس کے اولیاء بھی شریک ہیں۔ البتہ اس امر میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ دیت ادا کرنے کے معاملے میں قاتل کے اولیاء (یا عاقلہ) کن لوگوں کو قرار دیا جائے گا؟ شافعیہ کے نزدیک ''عاقلہ سے مراد'' ورثہ یا عصبہ ہیں، اور حنفیوں کے نزدیک وہ تمام لوگ عاقلہ ہیں جو زندگی کے معاملات میں ایک شخص کے پشت پناہ اور سہارا بنتے ہوں، خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا ہم پیشہ برادری والے یا وہ لوگ جو عہد و پیمان کی بنا پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کے پابند ہوں۔ شافعیہ نے جو رائے دی ہے وہ صرف اس معاشرے کے لیے موزوں ہے جس میں قبائلی سسٹم رائج ہو۔ لیکن حنفیہ کی رائے ان معاشروں میں بھی چل سکتی ہے جن میں قبیلے کے بجائے دوسرے نسبی یا معاشی یا تمدنی روابط کی بنا پر لوگ ایک دوسرے کے پشت پناہ بنتے ہوں۔ حنفیہ کی رائے کے مطابق ایک سیاسی پارٹی بھی اپنے ایک فرد کی عاقلہ بن سکتی ہے، کیوں کہ اس کے ارکان زندگی کے اہم معاملات میں ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہوتے ہیں، اور بڑی حد تک ایک دوسرے کی ذمہ داریوں میں شریک سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب معاشرے کی بنیادیں قبائلی نظام کی بہ نسبت زیادہ وسیع ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے ایک فوجی کی دیت کا ذمہ دار اس کے پورے لشکر کو ٹھہرایا۔ چناں چہ فتح القدیر میں ہے: فَاِنَّهٗ لَمَّا دَوَّنَ الدَّوَاوِيْنَ جَعَلَ الْعَقْلَ عَلٰی اَهْلِ الدِّيْوَانِ وَكَانَ ذٰلِكَ بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرٍ مِّنْهُمْ۔ (ج۸ ص۴۲) ''حضرت عمرؓ نے جب عسکری نظام قائم کیا تو دیت کو پورے اہل لشکر پر عائد کیا۔ آپ کا یہ فعل صحابہ کی ایک مجلس میں انجام دیا گیا اور انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔''

رہا یہ سوال، کہ اولیاء یا عاقلہ پر دیت عائد کرنا، گناہ گار کی سزا بے گناہوں کو دینے کا ہم معنی تو نہیں ہے؟ تو اس کا

---

[1] علامہ ابن الہمام کی شرح ہدایہ فتح القدیر تکملہ ج ۱۰، کتاب المعاقل۔

جواب آپ خود پالیتے اگر اس امر پر غور فرماتے کہ ایک شخص اجتماعی زندگی کے اندر رہتے ہوئے قتل جیسے اجتماع کش فعل کا ارتکاب بالعموم اپنے حمایتیوں کے بل بوتے پر ہی کیا کرتا ہے۔ اگر وہ لوگ جن کی حمایت اور پشتیبانی پر وہ بھروسہ رکھتا ہے، یہ جان لیں کہ اس کی ایسی حرکات کی ذمہ داری میں وہ بھی شریک ہوں گے تو اسے قابو میں رکھنے کی خود کوشش کریں گے اور اسے ایسی چھوٹ نہ دیں گے کہ وہ دوسروں کی جانیں لیتا پھرے۔ کیا عجب کہ دیت کے ذمہ دار اولیاء کے لیے ''عاقلہ'' کا لفظ اسی رعایت سے اختیار کیا گیا ہو۔ عقل کے معنی روکنے اور باندھنے کے ہیں شاید ابتداءً اس لفظ کو اختیار کرنے میں یہی مناسبت پیش نظر ہو کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا کام یہ ہے کہ آدمی کو قابو میں رکھیں اور ایسا بے قابو نہ ہونے دیں کہ وہ قتل وغارت کا ارتکاب کرنے لگے۔ (رسائل ومسائل دوم، فقہی مسائل: قصاص...)

صدقہ کی نیت سے قصاص کی معافی کا ثواب

۱۷۔ مَنْ جُرِحَ فِیْ جَسَدِہٖ جَرَاحَۃً فَتَصَدَّقَ بِھَا کُفِرَ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ بِمِثْلِ مَاتَصَدَّقَ بِہٖ۔

''یعنی جس کے جسم میں کوئی زخم لگایا گیا اور اس نے معاف کر دیا تو جس درجے کی یہ معافی ہوگی اس کے بقدر اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ، ثَنَا شُجَاعُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا ھُشَیْمٌ عَنْ مُغِیْرَۃَ، عَنِ الشَّعْبِیِّ، قَالَ: قَالَ عُبَادَۃُ ابْنُ الصَّامِتِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: مَنْ جُرِحَ فِیْ جَسَدِہٖ جَرَاحَۃً، فَتَصَدَّقَ بِھَا کَفَّرَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَنْہُ بِمِثْلِ مَاتَصَدَّقَ بِہٖ۔(۷)

تشریح: یعنی جو شخص صدقہ کی نیت سے قصاص معاف کر دے اس کے حق میں یہ نیکی اس کے بہت سے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ (تفہیم القرآن ج ۱، المائدہ، حاشیہ: ۷۵)

ماٰخذ

(۱) ابوداؤد ج۴ کتاب الدیات، باب الدیة کم ھی؟ ☆نسائی ج۸ کتاب القسامة والدیات، باب کم دیة شبه العمد الخ۔☆ابن ماجه کتاب الدیات باب دیة الخطأ۔☆ السنن الکبری ج۸ کتاب الدیات باب من قال ھی اربا ع علی اختلاف بینھم فی الاوصاف۔ قال علی: محمد بن راشد ضعیف عند اھل الحدیث۔

(۲) ابوداؤد ج۴، کتاب الدیات، باب فی دیة الخطاء شبه العمد۔☆نسائی ج۸ کتاب القسامة باب کم دیة شبه العمد۔☆ ابن ماجه کتاب الدیات، باب دیة شبه العمد۔☆ دارقطنی ج۳۔ کتاب الحدود عن ابن عمر۔☆نسائی اور دارقطنی دونوں نے مائة من الابل کے بعد مغلظة بھی بیان کیاھے۔☆مسند احمد ج۲ ص۱۰۳ ابن

عمر۔☆سنن دارمی ج۲کتاب الدیات، باب الدیة فی شبه العمد دارمی میں روایت کا آخری حصه هے۔☆السنن الکبری ج۸ کتاب الدیات باب دیة النفس اورباب اسنان الابل المغلظة فی شبه العمد۔

(۳) ابوداؤد ج۴۔کتاب الدیات، باب الدیة کم هی؟

(۴) نسائی ج۸کتاب القسامة، باب کم دیة شبه العمد۔☆ ابوداؤد ج۴کتاب الدیات، باب فی الخطأ شبه العمد۔ ☆ابن ماجه کتاب الدیات باب دیة الخطأ۔

(۵) ابوداؤد ج۴۔کتاب الدیات، باب الدیة کم هی؟

(۶) ابوداؤد ج۳کتاب الفرائض، باب فی میراث ذوی الارحام۔☆ ابن ماجه کتاب الفرائض باب۹ ذوی الارحام۔

(۷) مسند احمد ج۵ص۳۲۹۔ انهی عباده بن صامت سے ص۳۱۶ پر مامن رجل یجرح فی جسده جراحة بهی مروی هے اور مجمع الزوائد ج۵ص۳۰۲ پر بهی کتاب الحدود باب ماجاء فی العفو عن الجانی والقاتل کے تحت منقول هے۔ عن عبادة بن الصامت۔☆ترمذی ج۱ ابواب الدیات، باب ماجاء فی العفو، اور ابن ماجه نے کتاب الدیات میں باب العفو فی القصاص کے تحت ابوالدرداء سے مامن رجل یصاب بشیء من جسده فیتصدق به الارفعه اللّٰه به درجة الخ بهی مذکورهے۔

فصل:۱۱

مرتد کی سزا

حکم قتل مرتد کا ثبوت حدیث سے

۷۲۔ مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔

''جو شخص (مسلمان) اپنا دین بدل دے اسے قتل کردو۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَیُّوْبَ، عَنْ عِکْرِمَةَ قَالَ: اُتِیَ عَلِیٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِکَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْکُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِنَهْیِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَاتُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ، وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ بَدَّلَ دِیْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔(۱)

ترجمہ: حضرت عکرمہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ کے پاس کچھ زندیق لوگ لائے گئے۔ حضرت علیؓ نے ان کو جلوا دیا۔ حضرت ابن عباس کو جب یہ اطلاع ملی تو فرمایا کہ اگر میں ان کی جگہ ہوتا تو ان کو نہ جلواتا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے عذاب کی طرح عذاب نہ دو فرما کر اس سے منع فرمایا ہے بل کہ میں تو ان کو قتل کرتا اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنا دین بدل ڈالا ہو اسے قتل کردو۔

تشریح: یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور متعدد دوسرے صحابہؓ سے مروی ہے۔ اور تمام معتبر کتب حدیث میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں:

۷۳۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّابِاِحْدٰی ثَلٰثٍ: اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ، وَالْمُفَارِقُ لِدِیْنِهِ التَّارِکُ لِلْجَمَاعَةِ۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسلمان ہو اور شہادت دیتا ہو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون تین جرائم کے سوا کسی صورت میں حلال نہیں: ایک یہ کہ اس نے کسی کی جان لی ہو اور قصاص کا مستحق

ہوگیا ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ شادی شدہ ہو اور زنا کرے، تیسرے یہ کہ اپنے دین کو چھوڑ دے اور جماعت سے الگ ہو جائے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ،قَالَ:حَدَّثَنَا اَبِیْ،قَالَ:حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ،عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ، اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّیِّبُ الزَّانِیُ، وَالْمُفَارِقُ لِدِیْنِهِ التَّارِکُ الْجَمَاعَةَ (لِلْجَمَاعَةِ)۔(۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے:

۷۴۔ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺقَالَ: لَایَحِلُّ دَمَ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا رَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ اِحْصَانِهٖ، اَوْ کَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ اَوِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ۔ (نسائی)

''رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں الا یہ کہ اس نے شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کی ہو، یا مسلمان ہونے کے بعد کفر اختیار کیا ہو، یا کسی کی جان لی ہو۔''

تخریج: اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ، قَالَ:ثَنَا یَحْیٰی، قَالَ:ثَنَا سُفْیَانُ،قَالَ : ثَنَا اَبُوْاِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّارَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ اِحْصَانِهٖ، اَوْکَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ، اَوِالنَّفْسِ بِالنَّفْسِ، وَقَفَهٗ زُهَیْرٌ۔(۳)

حضرت عثمانؓ کی روایت ہے:

۷۵۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثٍ، رَجُلٌ کَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ اَوْ زَنٰی بَعْدَ اِحْصَانِهٖ اَوْقَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ۔ (نسائی)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے، کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے بجز تین صورتوں کے۔ ایک یہ کہ کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہوگیا ہو، دوسرے یہ کہ شادی شدہ ہونے کے بعد اس نے زنا کی ہو، تیسرے یہ کہ وہ قتل کا مرتکب ہو بغیر اس کے کہ اسے جان کے بدلے جان لینے کا حق حاصل ہوا ہو۔''

نسائی نے عثمان کے حوالہ سے نقل کیا ہے:

تخریج: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّابِاِحْدٰی ثَلَاثٍ،کَفَرَ بَعْدَ اِیْمَانٍ، اَوْزَنٰی بَعْدَ اِحْصَانٍ، اَوْیَقْتُلُ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ فَیُقْتَلُ۔(۴)

حضرت عثمانؓ ہی سے دوسری روایت ہے:

۷۶۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لَایَحِلُّ دَمُ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ

اِحْصَانِهٖ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ اَوْقَتَلَ عَمَدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ اَوِارْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ۔ (نسائی)

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین جرائم کی پاداش میں۔ ایک یہ کہ کسی نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کی ہو، اس کی سزا سنگساری ہے۔ دوسرے یہ کہ کسی نے عمداً قتل کا ارتکاب کیا ہو، اس پر قصاص ہے۔ تیسرے یہ کہ کوئی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو، اس کی سزا قتل ہے۔''

تخریج: (۱) اَخْبَرَنَا اَبُوالْاَزْهَرِ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ، قَالَ: اَنْبَاَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّابِاِحْدٰى ثَلَاثٍ، رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ اَوْقَتَلَ عَمَدًا، فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ اَوِارْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ، فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ۔(۵)

(۲) اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اَبُوْاُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ ابْنِ رَبِيْعَةَ، قَالَا: كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ، وَكُنَّا اِذَا دَخَلْنَا مَدْخَلاً نَسْمَعُ كَلَامَ مَنْ بِالْبَلَاطِ۔ فَدَخَلَ عُثْمَانُ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ، فَقَالَ: اِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُوْنِيْ بِالْقَتْلِ، قُلْنَا: يَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ، قَالَ: فَلِمَ يَقْتُلُوْنَنِيْ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِلَّابِاِحْدٰى ثَلَاثٍ، رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ، اَوْزَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ، اَوْقَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ، فَوَاللّٰهِ! مَازَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَلَااِسْلَامٍ، وَلَا تَمَنَّيْتُ اَنَّ لِيْ بِدِيْنِيْ بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِيَ اللّٰهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَلِمَ يَقْتُلُوْنَنِيْ۔(۶)

ترجمہ: ابوامامہؓ اور عبداللہ بن عامر کا بیان ہے کہ حضرت عثمانؓ بلوائیوں کی وجہ سے جب محصور تھے ہم اس وقت ان کے ساتھ تھے۔ ہم جب گھر میں داخل ہوتے تو باہر میدان میں موجود لوگوں کی باتیں سن رہے ہوتے۔ پس ایک روز حضرت عثمانؓ داخل ہوئے اور باہر نکل گئے اور فرمایا یہ بلوائی لوگ مجھے قتل کی دھمکیاں دیتے ہیں ہم نے کہا آپ کو ان کے مقابلہ میں اللہ کافی ہے، حضرت عثمانؓ نے کہا پس مجھے یہ لوگ کیوں قتل کرتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں مگر تین جرائم کی پاداش میں ایک یہ کہ کوئی آدمی اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا ہو یا شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کی ہو یا بغیر کسی قصاص میں قتل کرنے کے اس نے قتل کیا ہو۔ واللہ! میں نے تو نہ دور جاہلیت میں زنا کی ہے اور نہ اسلام قبول کرنے کے بعد، نہ میں نے دین کو جس کی ہدایت مجھے اللہ نے فرمائی ہے تبدیل کرنے کی خواہش کی ہے اور نہ میں نے کسی کو قتل کیا ہے پھر وہ مجھے قتل کیوں کرتے ہیں؟

تشریح: تاریخ کی تمام معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ یہ حدیث حضرت عثمانؓ نے اپنے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر ہزاروں آدمیوں کے سامنے اس وقت بیان کی تھی، جب کہ باغی آپ کے مکان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور آپ کے قتل کے

درپے تھے۔ باغیوں کے مقابلے میں آپ کے استدلال کی بنا یہ تھی کہ اس حدیث کی رو سے تین جرائم کے سوا کسی چوتھے جرم میں ایک مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے اور میں نے ان میں سے کوئی جرم نہیں کیا ہے، لہٰذا مجھے قتل کر کے تم لوگ خود مجرم قرار پاؤ گے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح یہ حدیث حضرت عثمان کے حق میں باغیوں پر صریح حجت بن رہی تھی۔ اگر یہ امر ذرہ برابر بھی مشتبہ ہوتا کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں، تو سینکڑوں آوازیں بلند ہو جاتیں کہ آپ کا بیان غلط ہے یا مشکوک ہے، لیکن باغیوں کے پورے مجمع میں سے کوئی ایک شخص بھی اس حدیث کی صحت پر اعتراض نہ کر سکا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے:

۷۷۔ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهٗ اِلَی الْیَمَنِ ثُمَّ اَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ فَاَلْقٰی لَهٗ اَبُوْمُوْسٰی وِسَادَةً لِیَجْلِسَ اِلَیْهَا فَاُتِیَ رَجُلٌ کَانَ یَهُوْدِیًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ کَفَرَ فَقَالَ مُعَاذٌ لَااَجْلِسُ حَتّٰی یُقْتَلَ قَضَاءَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ۔ (نسائی، بخاری، ابوداؤد)

''نبی ﷺ نے ان (حضرت ابوموسیٰؓ) کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ پھر اس کے بعد معاذ بن جبل کو ان کے معاون کی حیثیت سے روانہ کیا جب معاذ وہاں پہنچے تو انہوں نے اعلان کیا کہ لوگو! میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا فرستادہ ہوں۔ ابوموسیٰ نے ان کے لیے تکیہ رکھا تا کہ اس سے ٹیک لگا کر بیٹھیں۔ اتنے میں ایک شخص پیش ہوا جو پہلے یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا، پھر یہودی ہو گیا۔ معاذؓ نے کہا میں ہرگز نہ بیٹھوں گا جب تک یہ شخص قتل نہ کر دیا جائے، اللہ اور اس کے رسول کا یہی فیصلہ ہے، معاذؓ نے یہ بات تین دفعہ کہی۔ آخر کار جب وہ قتل کر دیا گیا تو معاذ بیٹھ گئے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَحَدَّثَنِیْ حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ حُمَیْدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهٗ اِلَی الْیَمَنِ، ثُمَّ اَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذَالِکَ، فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: اَیُّهَا النَّاسُ! اِنِّیْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ، فَاَلْقٰی لَهٗ اَبُوْمُوْسٰی وِسَادَةً لِیَجْلِسَ عَلَیْهَا، فَاُتِیَ بِرَجُلٍ کَانَ یَهُوْدِیًّا، فَاَسْلَمَ ثُمَّ کَفَرَ، فَقَالَ مُعَاذٌ: لَااَجْلِسُ حَتّٰی یُقْتَلَ۔ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ۔(۷)

تشریح: خیال رہے کہ یہ واقعہ نبی ﷺ کی حیات طیبہ میں پیش آیا۔ اس وقت حضرت ابوموسیٰ آنحضرت ﷺ کے گورنر کی حیثیت میں اور حضرت معاذ وائس گورنر کی حیثیت میں تھے۔ اگر ان کا یہ فعل واقعی اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر مبنی نہ ہوتا تو یقیناً نبی ﷺ اس پر باز پرس فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے:

۷۸۔ کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ یَکْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَزَلَّهُ الشَّیْطَانُ فَلَحِقَ بِالْکُفَّارِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّقْتَلَ یَوْمَ الْفَتْحِ۔ فَاسْتَجَارَ لَهٗ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ فَاَجَارَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (ابوداؤد)

''عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کسی زمانے میں رسول اللہ ﷺ کا کاتب (سکریٹری) تھا۔ پھر شیطان نے اس کو پھسلا دیا اور کفار سے جاملا۔ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر بعد میں حضرت عثمان نے اس کے لیے پناہ مانگی، رسول اللہ نے اس کو پناہ دے دی۔''

تخریج: حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْمَرْوَزِیُّ، ثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ ابْنِ وَاقِدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ یَزِیْدَ النَّحْوِیِّ، عَنْ عِکْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ سَرْحٍ، یَکْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَزَلَّهُ الشَّیْطَانُ، فَلَحِقَ بِالْکُفَّارِ، فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ اَنْ یُّقْتَلَ یَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَ لَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔ فَاَجَارَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔(۸)

اس آخری واقعہ کی تشریح حضرت سعد بن ابی وقاص کی روایت میں ہم کو یہ ملتی ہے:

۷۹۔ لَمَّا کَانَ یَوْمُ فَتْحِ مَکَّةَ اِخْتَبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ بِهٖ حَتّٰی اَوْقَفَهٗ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَایِعْ عَبْدَ اللّٰهِ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَنَظَرَ اِلَیْهِ ثَلٰثًا کُلُّ ذٰلِکَ یَاْبٰی فَبَایَعَهٗ بَعْدَ ثَلٰثٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَمَا کَانَ فِیْکُمْ رَجُلٌ رَشِیْدٌ یَقُوْمُ اِلٰی هٰذَا حِیْنَ رَاٰنِیْ کَفَفْتُ یَدِیْ عَنْ بَیْعَتِهٖ فَیَقْتُلَهٗ فَقَالُوْا مَانَدْرِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَافِیْ نَفْسِکَ اِلَّا اَوْ مَأْتَ اِلَیْنَا بِعَیْنِکَ؟ فَقَالَ اَنَّهٗ لَایَنْبَغِیْ لِنَبِیٍّ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ خَائِنَةُ الْاَعْیُنِ۔

''جب مکہ فتح ہوا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے عثمان بن عفان کے دامن میں پناہ لی، عثمانؓ اس کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ عبداللہ کی بیعت قبول فرمالیجیے۔ حضورؐ نے سر اٹھایا اور اس کی طرف دیکھا اور چپ رہے۔ تین دفعہ یہی ہوا اور آپ اس کی طرف بس دیکھ دیکھ کر رہ جاتے تھے۔ آخر تین دفعہ کے بعد آپ نے اس کو بیعت میں لے لیا۔ پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہارے اندر کوئی ایسا بھلا آدمی موجود نہ تھا کہ جب اس نے دیکھا کہ میں نے بیعت سے ہاتھ روک رکھا ہے تو آگے بڑھتا اور اس شخص کو قتل کر دیتا؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ہمیں معلوم نہ تھا کہ آپ کیا چاہتے ہیں، آپ نے آنکھ سے اشارہ کیوں نہ فرمادیا؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ ایک نبی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ آنکھوں کی چوری کرے۔''

تخریج: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ، ثَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ، ثَنَا اَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: زَعَمَ السُّدِّیُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: لَمَّا کَانَ یَوْمُ فَتْحِ مَکَّةَ، اِخْتَبَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ بِهٖ حَتّٰی اَوْقَفَهٗ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَایِعْ عَبْدَ اللّٰهِ، فَرَفَعَ رَاْسَهٗ، فَنَظَرَ اِلَیْهِ، ثَلَاثًا، کُلَّ ذٰلِکَ یَاْبٰی، فَبَایَعَهٗ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اَمَا کَانَ فِیْکُمْ رَجُلٌ رَشِیْدٌ یَقُوْمُ اِلٰی هٰذَا حَیْثُ رَاٰنِیْ کَفَفْتُ یَدِیْ عَنْ بَیْعَتِهٖ فَیَقْتُلَهٗ؟ فَقَالُوْا: مَانَدْرِیْ یَارَسُوْلَ

اللّٰهِ مَافِیْ نَفْسِکَ، اَلَّا اَوْمَأْتَ اِلَیْنَا بِعَیْنِکَ؟ قَالَ: اِنَّهٗ لَایَنْبَغِیْ لِنَبِیٍّ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ خَائِنَةُ الْاَعْیُنِ۔(۹)

حضرت عائشہؓ سے روایت :

۸۰۔ اِنَّ امْرَأَةً اِرْتَدَّتْ یَوْمَ اَحَدٍ فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ تُسْتَتَابَ فَاِنْ تَابَتْ وَاِلَّا قُتِلَتْ۔ (بیہقی)

''جنگ احد کے موقع پر (جب کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی) ایک عورت مرتد ہوگئی۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس سے توبہ کرائی جائے، اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کردی جائے۔''

تخریج: نَامُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ حَاتِمِ الطَّوِیْلُ، نَامُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ یُوْنُسَ السِّرَاجُ، نَامُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ عَیَّاشٍ، نَا اَبِیْ، نَامُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِکِ الْاَنْصَارِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اِرْتَدَّتْ امْرَأَةٌ یَوْمَ اُحُدٍ، فَاَمَرَالنَّبِیُّ ﷺ اَنْ تُسْتَتَابَ، فَاِنْ تَابَتْ، وَاِلَّاقُتِلَتْ۔(۱۰)

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے:

۸۱۔ اِنَّ امْرَأَةً اُمَّ رَوْمَانَ اِرْتَدَّتْ فَاَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِاَنْ یُّعْرَضَ عَلَیْهَا الْاِسْلَامُ فَاِنْ تَابَ وَاِلَّاقُتِلَتْ۔

(دارقطنی، بیہقی)

''ایک عورت ام رومان (یا ام مروان) نامی مرتد ہوگئی تو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے سامنے پھر اسلام پیش کیا جائے، پھر وہ توبہ کرلے تو بہتر ورنہ قتل کردی جائے۔''

تخریج: اَخْبَرَنَا اَبُوْبَکْرٍاَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ الْفَقِیْهُ، اَنْبَأَ عَلِیُّ بْنُ عُمَرَ، الْحَافِظُ، ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ بَطْحَا، ثَنَا نَجِیْحُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ الزُّهْرِیُّ، ثَنَا مَعْمَرُ بْنُ بَکَّارٍ السَّعْدِیُّ، ثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ امْرَأَةً یُقَالُ لَهَا اُمُّ مَرْوَانَ، اِرْتَدَّتْ عَنِ الْاِسْلَامِ، فَاَمَرَالنَّبِیُّ ﷺ اَنْ یُعْرَضَ عَلَیْهَا الْاِسْلَامُ، فَاِنْ رَّجَعَتْ، وَاِلَّاقُتِلَتْ۔(۱۱)

——— بیہقی کی دوسری روایت اس سلسلے میں یہ ہے کہ فَاَبَتْ اَنْ تُسْلِمَ فَقُتِلَتْ،'' اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا، اس بنا پر قتل کردی گئی۔''

خلافت راشدہ کے نظائر

اس کے بعد دور خلافت راشدہ کے نظائر ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں ایک عورت جس کا نام ام قرفہ تھا، اسلام لانے کے بعد کافر ہوگئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا، مگر اس نے توبہ نہ کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے قتل کرادیا۔ (دارقطنی، بیہقی)

(۲) عمرو بن عاص حاکم مصر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ایک شخص اسلام لایا تھا، پھر کافر ہو گیا، پھر اسلام لایا پھر کافر ہو گیا۔ یہ فعل وہ کئی مرتبہ کر چکا ہے۔ اب اس کا اسلام قبول کیا جائے یا نہیں؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ جب تک اللہ اس سے اسلام قبول کرتا ہے تم بھی کیے جاؤ۔ اس کے سامنے اسلام پیش کرو، مان لے تو چھوڑ دو ورنہ گردن مار دو۔
(کنز العمال)

(۳) سعد بن ابی وقاص اور ابوموسیٰ اشعری نے تستر کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ قاصد نے حضرت عمرؓ کے سامنے حالات کی رپورٹ پیش کی۔ آخر میں حضرت عمرؓ نے پوچھا کوئی اور غیر معمولی بات؟ اس نے عرض کیا ہاں اے امیر المومنین! ہم نے ایک عرب کو پکڑا جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو گیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا پھر تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا ہم نے اسے قتل کر دیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا، ''تم نے ایسا کیوں نہ کیا کہ اسے ایک کمرے میں بند کر کے دروازہ کا تیغہ لگا دیتے پھر تین دن تک روزانہ ایک روٹی اس کے پاس پھینکتے رہتے، شاید کہ وہ اس دوران میں توبہ کر لیتا۔ خدایا یہ کام میرے حکم سے نہیں ہوا، نہ میرے سامنے ہوا، نہ میں اسے سن کر راضی ہوا۔'' لیکن حضرت عمرؓ نے اس پر حضرت سعدؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ سے کوئی باز پرس نہیں کی اور نہ کوئی سزا تجویز کی۔[1] (طحاوی، نیز موطا بیہقی، وکتاب الام للشافعی)

(۴) حضرت عبداللہ ابن مسعود کو اطلاع ملی کہ بنی حنیفہ کی ایک مسجد میں کچھ لوگ شہادت دے رہے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے یہ سن کر حضرت عبداللہ نے پولس بھیجی اور ان کو گرفتار کر کے بلا لیا۔ جب وہ لوگ ان کے سامنے پیش ہوئے تو سب نے توبہ کر لی اور اقرار کیا کہ ہم آئندہ ایسا نہ کریں گے۔ حضرت عبداللہ نے اوروں کو تو چھوڑ دیا، مگر ان میں سے ایک شخص عبداللہ ابن النواحہ کو موت کی سزا دی۔ لوگوں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے کہ آپ نے ایک ہی مقدمہ میں دو مختلف فیصلے کیے۔ حضرت عبداللہ نے جواب دیا کہ یہ ابن النواحہ وہ شخص ہے جو مسیلمہ کی طرف سے نبی ﷺ کے پاس سفیر بن کر آیا تھا، میں اس وقت حاضر تھا۔ ایک دوسرا شخص حجر بن وثال بھی اس کے ساتھ سفارت میں شریک تھا۔ آں حضرت نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ان دونوں نے جواب دیا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا کہ اگر سفارتی وفد کو قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت عبداللہ نے کہا میں نے اسی وجہ سے ابن النواحہ کو سزائے موت دی ہے۔[2] (طحاوی)

---

[1] اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سعد اور ابوموسیٰ کا فعل تھا تو قانون کی حدود کے اندر، لیکن حضرت عمرؓ کی رائے میں قتل سے پہلے اس شخص کو توبہ کا موقع دینا زیادہ بہتر تھا۔

[2] اس بات کو سمجھنے کے لیے یہ جان لینا ضروری ہے کہ بنی حنیفہ کا قبیلہ ابن النواحہ اور حجر بن وثال سمیت پہلے مسلمان ہو چکا تھا۔ پھر مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو یہ لوگ اس کی نبوت کے قائل ہو گئے۔ اس بنا پر جب نبی ﷺ نے عبداللہ بن النواحہ اور حجر بن وثال سے فرمایا کہ ''اگر سفیروں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا'' تو اس کا صریح مطلب یہ تھا کہ اس ارتداد کی وجہ سے تو واجب القتل ہو چکا ہے، لیکن چونکہ اس وقت تو سفیر بن کر آیا ہے اس لیے تجھ پر شریعت کا یہ حکم نافذ نہیں کیا جا سکتا۔

واضح رہے کہ یہ واقعہ حضرت عمرؓ کے زمانے کا ہے جب کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ ان کے ماتحت کوفہ کے چیف جج تھے۔

(۵) کوفہ میں چند آدمی پکڑے گئے جو مسیلمہ کی دعوت پھیلا رہے تھے، حضرت عثمانؓ کو اس باب میں لکھا گیا۔ آپ نے جواب میں لکھا، ان کے سامنے دین حق اور شہادت لا الہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ پیش کی جائے، جو اسے قبول کرے اور مسیلمہ سے براءت کا اظہار کردے اسے چھوڑ دیا جائے اور جو دین مسیلمہ پر قائم رہے اسے قتل کر دیا جائے۔ (طحاوی)

(۶) حضرت علیؓ کے سامنے ایک شخص پیش کیا گیا جو پہلے عیسائی تھا، پھر مسلمان ہوا پھر عیسائی ہوگیا۔ آپ نے اس سے پوچھا تیری اس روش کا کیا سبب ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے عیسائیوں کے دین کو تمہارے دین سے بہتر پایا۔ حضرت علیؓ نے پوچھا عیسیٰؑ کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ اس نے کہا وہ میرے رب ہیں، یا یہ کہا کہ وہ علی کے رب ہیں۔ اس پر حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ (طحاوی)

(۷) حضرت علیؓ کو اطلاع دی گئی کہ ایک گروہ عیسائی سے مسلمان ہوا پھر عیسائی ہوگیا۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو گرفتار کرا کے اپنے سامنے بلوایا اور حقیقت حال دریافت کی۔ انہوں نے کہا ہم عیسائی تھے، پھر ہمیں اختیار دیا گیا کہ عیسائی رہیں یا مسلمان ہو جائیں، ہم نے اسلام کو اختیار کرلیا، مگر اب ہماری رائے یہ ہے کہ ہمارے سابق دین سے افضل کوئی دین نہیں ہے، لہٰذا اب ہم عیسائی ہو گئے۔ اس پر حضرت علیؓ کے حکم سے یہ لوگ قتل کر دیئے گئے اور ان کے بال بچے غلام بنا لیے گئے۔ (طحاوی)

(۸) حضرت علیؓ کو اطلاع دی گئی کہ کچھ لوگ آپ کو اپنا رب قرار دیتے ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا آپ ہمارے رب ہیں اور ہمارے خالق ورازق ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، تمہاری حالت پر افسوس ہے، میں تو تم جیسا ایک بندہ ہوں، تمہاری طرح کھاتا اور پیتا ہوں، اگر اللہ کی اطاعت کروں گا تو وہ مجھے اجر دے گا اور اس کی نافرمانی کروں تو مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے سزا دے گا۔ لہٰذا تم خدا سے ڈرو اور اپنے اس عقیدے کو چھوڑ دو مگر انہوں نے انکار کیا۔ دوسرے دن قنبر نے آکر عرض کیا کہ وہ لوگ پھر وہی بات کہہ رہے ہیں۔ آپ نے انہیں بلا کر دریافت کیا اور انہوں نے وہی سب باتیں دہرا دیں۔ تیسرے روز حضرت علیؓ نے انہیں بلا کر دھمکی دی کہ اگر اب تم نے وہ بات کہی تو میں تم کو بدترین طریقہ سے قتل کروں گا، مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ آخر کار حضرت علیؓ نے ایک گڑھا کھدوایا، اس میں آگ جلوائی، پھر ان سے کہا، دیکھو اب بھی اپنے اس قول سے باز آجاؤ ورنہ میں تمہیں اس گڑھے میں پھینک دوں گا، مگر وہ اپنے اسی عقیدے پر قائم رہے۔ تب حضرت علیؓ کے حکم سے وہ سب اس گڑھے میں پھینک دیئے گئے۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص: ۲۳۸)

(۹) حضرت علیؓ رحبہ کے مقام پر تھے کہ آپ کو ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ یہاں ایک گھر کے لوگوں نے اپنے ہاں ایک بت رکھ چھوڑا ہے اور اس کی پرستش کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ خود وہاں تشریف لے گئے۔ تلاشی لینے پر بت نکل آیا۔ حضرت علیؓ نے اس گھر میں آگ لگا دی اور وہ گھر والوں سمیت جل گیا۔ (فتح الباری، ج ۱۲، ص: ۲۳۹)

(۱۰) حضرت علیؓ کے زمانے میں ایک شخص پکڑا ہوا آیا جو مسلمان تھا پھر کافر ہو گیا۔ آپ نے اسے ایک مہینہ تک توبہ کی مہلت دی، پھر اس سے پوچھا، مگر اس نے توبہ سے انکار کر دیا۔ آخر کار آپ نے اسے قتل کرا دیا۔

(کنز العمال ج ۱ ص: ۳۱۳)

تشریح: یہ دس نظیریں پورے دور خلافت راشدہ کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چاروں خلفاء کے زمانہ میں جب بھی ارتداد کا واقعہ پیش آیا ہے اس کی سزا قتل ہی دی گئی ہے، اور ان میں سے کسی واقعہ میں بھی نفس ارتداد کے سوا کسی دوسرے جرم کی شمولیت ثابت نہیں ہے، جس کی بنا پر یہ کہا جا سکے کہ قتل کی سزا دراصل اس جرم پر دی گئی تھی نہ کہ ارتداد پر۔

تخریج: ﴿۱﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ عَمْرٍو، ثَنَا اَبُو الْعَبَّاسِ الْاَصَمُّ ثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِیْ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ التَّنُوْخِیِّ، اَنَّ امْرَاَةً يُقَالُ لَهَا اُمُّ قِرْفَةَ، كَفَرَتْ بَعْدَ اِسْلَامِهَا. فَاسْتَتَابَهَا اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ تَتُبْ، فَقَتَلَهَا۔(۱۲)

﴿۲﴾ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلٰی عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ فَسَاَلَهُ عَنِ النَّاسِ، فَاَخْبَرَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ عُمَرُ: هَلْ كَانَ فِيْكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ فَقَالَ: نَعَمْ، رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهِ. قَالَ: فَمَا فَعَلْتُمْ بِهِ؟ قَالَ: قَرَّبْنَاهُ، فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ، فَقَالَ عُمَرُ: اَفَلَا حَبَسْتُمُوْهُ ثَلَاثًا، وَاَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا وَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ يَتُوْبُ وَيُرَاجِعُ اَمْرَ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَمْ اَحْضُرْ وَلَمْ اٰمُرْ وَلَمْ اَرْضَ اِذْ بَلَغَنِیْ۔(۱۳)

مرتدوں کے خلاف خلیفہ اول کا جہاد

مگر ان سب نظیروں سے بڑھ کر وزنی نظیر اہل ردہ کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جہاد ہے اس میں صحابہ کرامؓ کی پوری جماعت شریک تھی۔ اس سے اگر ابتدا میں کسی نے اختلاف کیا بھی تھا تو بعد میں وہ اختلاف اتفاق سے بدل گیا۔ لہٰذا یہ معاملہ اس بات کا صریح ثبوت ہے کہ جن لوگوں نے براہ راست نبی ﷺ سے دین کی تعلیم و تربیت پائی تھی، ان سب کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ جو گروہ اسلام سے پھر جائے اس کے خلاف اسلامی حکومت کو جنگ کرنی چاہیے۔

بعض لوگ اس جہاد کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ مرتدین کی حیثیت دراصل باغیوں کی تھی کیوں کہ انہوں نے حکومت کا ٹیکس (زکوٰۃ) دینا بند کر دیا تھا اور وہ حکومت کے عاملوں کو الگ کر کے خود اپنی حکومتیں قائم کرنے لگے تھے۔ لیکن یہ توجیہ چار وجوہ سے قطعی غلط ہے:

(۱) جہاد جن لوگوں کے خلاف کیا گیا تھا۔ وہ سارے کے سارے مانعین زکوٰۃ ہی نہیں تھے بلکہ ان میں مختلف قسم کے مرتدین شامل تھے۔ کچھ لوگ ان مدعیان نبوت پر ایمان لے آئے تھے، جنہوں نے عرب کے مختلف گوشوں میں اپنی نبوت کا اعلان کیا تھا۔ کچھ کو محمد ﷺ کی نبوت کا یقین نہ رہا تھا اور وہ کہتے تھے کہ لَوْ كَانَ مُحَمَّدٌ نَبِيًّا مَا مَاتَ

''اگر محمد نبی ہوتے تو مرتے نہیں'' کچھ لوگ تمام ضروریات دین کے قائل تھے اور زکوٰۃ بھی ادا کرنے کے لیے تیار تھے، مگر ان کا کہنا یہ تھا کہ ہم اپنی زکوٰۃ بطورِ خود جمع اور خرچ کریں گے، ابوبکر کے عاملوں کو نہیں دیں گے۔ کچھ اور لوگ کہتے تھے۔ اَطَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا كَانَ بَيْنَنَا فَوَاعَجَباً مَا بَالُ مُلْكِ اَبِیْ بَكْرٍ ''ہم نے خدا کے رسول کی پیروی کر لی جب کہ وہ ہمارے درمیان تھے، مگر مقام حیرت ہے کہ یہ ابوبکر کی حکومت ہم پر کیوں مسلط ہوئی۔''[1]

(۲) ان سب مختلف قسم کے لوگوں کے لیے صحابہؓ نے باغی کے بجائے ''مرتد'' کا لفظ، اور اس ہنگامے کے لیے بغاوت کے بجائے ''ارتداد'' کا لفظ استعمال کیا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی نگاہ میں وہ اصل جرم جس کے یہ لوگ مرتکب ہوئے تھے، ارتداد تھا نہ کہ بغاوت۔ جنوب عرب میں جن لوگوں نے لقیط بن مالک الازدی کی نبوت تسلیم کر لی تھی ان کے خلاف حضرت ابوبکرؓ نے عِکْرِمہ بن ابی جہل کو جہاد کے لیے روانہ کرتے وقت یہ ہدایت کی تھی کہ وَمَنْ لَقِيتَهٗ مِنَ الْمُرْتَدَّةِ بَيْنَ عُمَانَ اِلٰى حَضْرَ مَوْتَ وَالْيَمَنِ فَنَكِّلْ بِهٖ ''عمان سے حضرموت اور یمن تک جہاں مرتدوں کو پاؤ، کچل ڈالو۔''

(۳) جن لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا، ان کے معاملہ میں جب یہ شبہ ظاہر کیا گیا کہ ایسے لوگوں کے خلاف جنگ کرنا جائز بھی ہے یا نہیں تو حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا تھا کہ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ''خدا کی قسم جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا، میں اس سے جنگ کروں گا'' اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ خلیفہ اول کی نگاہ میں ان کا اصل جرم ٹیکس نہ دینا نہیں تھا بلکہ دین اسلام کے دو ارکان میں سے ایک کو ماننا اور دوسرے کو نہ ماننا تھا۔ اور آخر کار جس بنا پر صحابہ کرام نے ان مانعین زکوٰۃ سے جنگ کرنے کے معاملے میں خلیفہ سے اتفاق کیا وہ یہی تھی کہ خلیفہ برحق کے دلائل سے انہیں اس امر کا پورا اطمینان ہو گیا کہ نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرنے کی وجہ سے یہ لوگ دائرہ دین سے باہر نکل چکے ہیں۔

(۴) ان سب سے بڑھ کر فیصلہ کن چیز سیدنا ابوبکرؓ صدیق کا وہ فرمان عام (Proclamation) ہے جو آپ نے عرب کے مختلف گوشوں میں مرتدین کے خلاف جہاد کے لیے ۱۱ فوجیں روانہ کرتے وقت ہر فوج کے کمانڈر کو لکھ کر دیا تھا۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب (البدایہ والنہایہ ج ۶، ص: ۳۱۶) میں پورا فرمان نقل کیا ہے۔ اس کے حسب ذیل فقرے خاص طور پر قابلِ غور ہیں:

> ''تم میں سے جن لوگوں نے شیطان کی پیروی قبول کی ہے اور جو اللہ سے بے خوف ہو کر اسلام سے کفر کی طرف پھر گئے ہیں، ان کی اس حرکت کا حال مجھے معلوم ہوا، اب میں نے فلاں شخص کو مہاجرین و انصار اور نیک نہاد تابعین کی ایک فوج کے ساتھ تمہاری طرف بھیجا ہے۔ اور اسے ہدایت کر دی ہے کہ ایمان کے سوا کسی سے کچھ قبول نہ کرے، اور اللہ عزوجل

---

[1] گویا انہیں اعتراض اس بات پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت کا نظام قائم ہو اور سب مسلمانوں کو اسی طرح اس مرکز سے وابستہ رہنے پر مجبور کیا جائے جس طرح وہ رسول اللہ کی شخصیت سے وابستہ تھے۔

کی طرف دعوت دے یا فقیر کی کوئی نذر سنے یا کسی جگہ کوئی اس کی دعوت ان اللہ قبول کرنے کا اور اقرار کرنے کے بعد اپنے عمل درست رکھے گا، اس نے اقرار کردہ قوانین کو اپنا لیا کا راستہ راہ راست پر چلنے میں مدد دے گا۔ اور جو انکار کرے گا اس سے وہ لڑے گا یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ اس کو حکم دے دیا گیا ہے کہ انکار کرنے والوں میں سے جس پر وہ قابو پائے، اسے چاہیے کہ وہ ان کی جتھیوں کو وہ جا دے، ان کو نیست و نابود کر دے، ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لے اور اسلام کے دائرہ سے چھوڑ دے۔ پس جو اس کی بات مان لے گا وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو نہ مانے گا وہ اللہ کو عاجز نہ کر سکے گا۔ میں نے اپنے فرستادہ امیر کو یہ بھی ہدایت کر دی ہے کہ میری اس تجویز کو تمہارے ہر مجمع میں سنا دے اور یہ کہ اسلام قبول کرنے کی علامت اذان ہے۔ جہاں سے اذان کی آواز آئے، اس بستی سے تعرض نہ کرو اور جہاں سے یہ آواز نہ آئے وہاں کے لوگوں سے پوچھ گچھ کرو کیوں اذان نہیں دیتے۔ اگر وہ انکار کریں تو ان پر ٹوٹ پڑو اور اگر اقرار کریں تو ان کے ساتھ وہی طریقہ کار اختیار کرو جس کے وہ مستحق ہیں۔"

تخریج: حدثنا یحیی بن بکیر، قال: حدثنا اللیث عن عقیل، عن ابن شهاب، قال: اخبرنی عبید الله ابن عبد الله ابن عتبة ان ابا هریرة قال: لما توفی النبی ﷺ واستخلف ابوبکر، وکفر من کفر من العرب، قال عمر: یا ابا بکر! کیف تقاتل الناس وقد قال النبی ﷺ: امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا: لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله ونفسه الا بحقه، وحسابه علی الله، قال ابوبکر: والله! لاقاتلن من فرق بین الصلاة والزکاة، فان الزکاة حق المال، والله! لو منعونی عناقا کانوا یؤدونها الی رسول الله ﷺ لقاتلتهم علی منعها، قال عمر: فوالله! ما هو الا ان رایت ان قد شرح الله صدر ابی بکر للقتال، فعرفت انه الحق۔ (۱۰)

ائمہ مجتہدین کا اتفاق

اب بحث طویل ہو جائے گی اگر ہم پہلی صدی ہجری سے لے کر اس چودھویں صدی تک کے فقہاء کی تحریریں مسلسل نقل کریں۔ لیکن ہم اتنا لکھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسئلہ کے جزئیات میں مذاہب اربعہ کے درمیان خواہ کتنا ہی اختلاف ہو، بہر حال بجائے خود یہ مسئلہ کہ "مرتد کی سزا قتل ہے" فقہ کے چاروں مذاہب میں متفق علیہ ہے:

امام مالک کا مذہب ان کی کتاب موطا میں یوں لکھا ہے:

"زید بن اسلم سے مالک نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنا دین بدلے اس کی گردن مار دو۔ اس حدیث کے متعلق مالک نے کہا جہاں تک ہم سمجھ سکتے ہیں واللہ اعلم اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلام سے نکل کر کسی دوسرے طریقے کا پیرو ہو جائے مگر اپنے کفر کو چھپا کر اسلام کا اظہار کرتا ہے جیسا کہ زندیقوں اور اسی طرح کے دوسرے لوگوں کا وطیرہ ہے۔ تو اس کا جرم ثابت ہو جانے کے بعد اسے قتل کر دیا جائے اور توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے کیوں کہ ایسے لوگوں کی توبہ کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اور جو شخص اسلام سے نکل کر علانیہ کسی دوسرے طریقے کی پیروی اختیار

کرے اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، توبہ کرلے تو خیر ورنہ قتل کیا جائے۔'' (باب القضاء فی من ارتد عن الاسلام)

حنابلہ کا مذہب ان کی مستند ترین کتاب ''المغنی'' میں اس طرح بیان ہوا ہے:

''امام احمد بن حنبل کی رائے یہ ہے کہ جو عاقل و بالغ مرد و عورت اسلام کے بعد کفر اختیار کرے اسے تین دن تک توبہ کی مہلت دی جائے، اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔ یہی رائے حسن بصری، زہری، ابراہیم نخعی، مکحول، حماد، لیث، اوزاعی، شافعی اور اسحاق بن راہویہ کی ہے۔'' (جلد ۱۰، ص: ۷۴)

مذہب حنفی کی تصریح امام طحاوی نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں اس طرح بیان کی ہے:

''اسلام سے مرتد ہونے والے شخص کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف اس امر میں ہے کہ آیا اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے یا نہیں؟ ایک گروہ کہتا ہے کہ اگر امام اس سے توبہ کا مطالبہ کرے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر اگر وہ شخص توبہ کرلے تو چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہم ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے یہ رائے اختیار کی ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ توبہ کا مطالبہ کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔ ان کے نزدیک مرتد کی حیثیت حربی کافر کی سی ہے، جن حربی کافروں تک ہماری دعوت پہنچ چکی ہے، ان کو جنگ شروع کرنے سے پیشتر اسلام کی طرف دعوت دینا غیر ضروری ہے، البتہ جنہیں دعوت نہ پہنچی ہو ان پر حملہ آور ہونے سے پہلے حجت تمام کرنی چاہیے۔ اسی طرح جو شخص اسلام سے ناواقفیت کی بنا پر مرتد ہوا ہو اس کو تو پہلے سمجھا کر اسلام کی طرف واپس لانے کی کوشش کر لینی چاہیے۔ مگر جو شخص سوچ سمجھ کر اسلام سے نکلا ہو، اسے توبہ کی دعوت دیئے بغیر قتل کر دیا جائے۔ امام ابو یوسف کا بھی ایک قول اسی رائے کی تائید میں ہے، چناں چہ وہ کتاب الاملاء میں فرماتے ہیں کہ میں مرتد کو قتل کروں گا اور توبہ کا مطالبہ نہ کروں گا، ہاں اگر وہ خود ہی جلدی کر کے توبہ کرلے تو میں اسے چھوڑ دوں گا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے کروں گا۔'' (کتاب السیر، بحث استتابۃ المرتد)

مذہب حنفی کی مزید تصریح ہدایہ میں اس طرح ہے:

''جب کوئی شخص اسلام سے پھر جائے (العیاذ باللہ) تو اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے۔ اگر اسے کوئی شبہ ہو تو اسے صاف کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیوں کہ بہت ممکن ہے وہ کسی شبہ میں مبتلا ہو اور ہم اس کا شبہ دور کر دیں تو اس کا شر ایک بدتر صورت (قتل) کے بجائے ایک بہتر صورت (دوبارہ قبول اسلام) سے دفع ہو جائے۔ مگر مشائخ فقہاء کے قول کے مطابق اس کے سامنے اسلام پیش کرنا واجب نہیں ہے کیوں کہ اسلام کی دعوت تو اس کو پہنچ چکی۔''

(باب احکام المرتدین)

افسوس ہے کہ فقہ شافعی کی کوئی معتبر کتاب اس وقت میرے پاس نہیں ہے، مگر ہدایہ میں ان کا جو مذہب نقل کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

''شافعی سے منقول ہے کہ امام کو لازم ہے کہ مرتد کو تین دن کی مہلت دے اور اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس سے پہلے اسے قتل کر دے۔ کیوں کہ ایک مسلمان کا ارتداد بظاہر کسی شبہ ہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایک مدت ضرور ہونی

چاہیے۔ جس میں اس کے لیے غور و تامل کا موقع ہو اور ہم اس غرض کے لیے تین دن کافی سمجھتے ہیں۔"

(باب احکام المرتدین)

غالباً ان شہادتوں کے بعد کسی شخص کے لیے اس امر میں شبہ کرنے کی کوئی گنجایش باقی نہیں رہتی کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے، اور یہ سزا نفس ارتداد کی ہے نہ کہ کسی اور جرم کی جو ارتداد کے ساتھ شامل ہو گیا ہو۔

بعض لوگ حدیث اور فقہ کی باتیں سن کر یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ قرآن میں یہ سزا کہاں لکھی ہے؟ ایسے لوگوں کی تسلی کے لیے اگرچہ ہم نے اس بحث کی ابتدا میں قرآن کا حکم بھی بیان کر دیا ہے، لیکن اگر بالفرض یہ حکم قرآن میں نہ بھی ہوتا تو حدیث کی کثیر التعداد روایات، خلفائے راشدین کے فیصلوں کی نظیریں اور فقہاء کی متفقہ رائیں اس حکم کو ثابت کرنے کے لیے بالکل کافی تھیں۔ ثبوت حکم کے لیے ان چیزوں کو نا کافی سمجھ کر جو لوگ اس کا حوالہ قرآن سے مانگتے ہیں ان سے ہمارا سوال یہ ہے کہ تمہاری رائے میں کیا اسلام کا پورا قانون تعزیرات وہی ہے جو قرآن میں بیان ہوا ہے؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو گویا تم کہتے ہو کہ قرآن میں جن افعال کو جرم قرار دے کر سزا تجویز کر دی گئی ہے، ان کے ماسوا کوئی فعل اسلامی حکومت میں جرم مستلزم سزا نہ ہوگا۔ پھر ایک مرتبہ غور کر لو، کیا اس قاعدے پر تم دنیا کی کوئی حکومت ایک دن بھی کامیابی کے ساتھ چلا سکتے ہو؟ اور اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور تم خود بھی تسلیم کرتے ہو کہ قرآن کے بیان کردہ جرائم اور سزاؤں کے علاوہ اسلامی نظام حکومت میں دوسرے جرائم بھی ہو سکتے ہیں اور ان کے لیے تفصیلی قانون تعزیرات کی ضرورت ہے، تو ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ جو قانون نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کی حکومت میں رائج تھا اور جس کو مسلسل تیرہ سو برس تک تمام امت کے جج، مجسٹریٹ اور علماء قانون بالاتفاق تسلیم کرتے رہے ہیں، آیا وہ اسلامی قانون کہلانے کا زیادہ مستحق ہے یا وہ قانون جسے آج چند ایسے لوگ تجویز کریں جو غیر اسلامی علوم اور غیر اسلامی تہذیب و تمدن سے مغلوب و متاثر ہیں اور جن کو اسلامی علوم کی ادھوری تعلیم بھی میسر نہیں آئی ہے؟ (مرتد کی سزا، ۲: ۱۸۔۔۔)

اقامت حدود الٰہی

۸۲۔ اقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

"اللہ کی حدود میں سے ایک حد قائم کرنے کی برکت ۴۰ دن کی بارش سے زیادہ ہے۔"

تخریج: (۱) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا سَعِيْدُ ابْنُ سِنَانٍ، عَنْ اَبِي الزَّاهِرِيَّةِ، عَنْ اَبِيْ شَجَرَةَ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً، فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔(۱۵)

——— فِي الزَّوَائِدِ: فِيْ إِسْنَادِهِ سَعِيْدُ بْنُ سِنَانٍ، ضَعَّفَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ وَغَيْرُهُ، وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: يُضَعُّ الْحَدِيْثَ۔

(۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يَزِيْدَ (اَظُنُّهُ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ

یَزِیْدَ) عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِیْرٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَدٌّ یُعْمَلُ بِهٖ فِی الْاَرْضِ، خَیْرٌ لِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ اَنْ یُمْطَرُوْا اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا۔(۱۶)

تشریح: بارش کی برکت یہ ہے کہ اس سے زمین سیراب ہوتی ہے، فصلیں خوب تیار ہوتی ہیں، خوش حالی بڑھتی ہے، مگر اقامت حدود کی برکت اس سے بڑھ کر ہے کہ اس سے فتنہ وفساد اور ظلم و بدامنی کی جڑ کٹتی ہے، خدا کی مخلوق کو امن چین سے زندگی بسر کرنا نصیب ہوتا ہے اور قیام امن سے وہ طمانیت میسر آتی ہے جو تمدن کی جان اور ترقی کی روح ہے۔

(الجہاد فی الاسلام، باب اول: قتل بالحق)

ماخذ

(۱) بخاری ج۲ کتاب استتابة المعاندین والمرتدین وقتالهم باب حکم المرتد اور ج۱ کتاب الجهاد، باب لایعذب بعذاب اللّٰه، اور کتاب الاعتصام، باب قول اللّٰه وامرهم شوریٰ بینهم۔☆ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد۔☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء فی المرتد۔☆نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد۔☆ابن ماجه، کتاب الحدود، باب المرتد عن دینه۔☆مسند احمد ج۱ ص ۲۔۷۔۲۸۲۔۲۸۳۔۳۲۳ وغیره۔☆دارقطنی ج۲ کتاب الحدود۔☆مؤطا امام مالک ج۲ کتاب الاقضیة، باب القضاء فیمن ارتد عن الاسلام۔ ☆نیل الاوطار ج۷ ابواب احکام الردة والاسلام، باب قتل المرتد۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام اور باب قتل من ارتد عن الاسلام اذا ثبت علیه رجلا کان او امرأة۔

(۲) بخاری ج۲ کتاب الدیات، باب قول اللّٰه ان النفس بالنفس الآیة۔☆مسلم ج۲ کتاب القسامة باب مایباح به دم المسلم۔☆ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد۔☆ترمذی ج۱ ابواب الحدود، باب ماجاء من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه۔☆نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم، باب ذکر مایحل به دم المسلم۔ ☆دارقطنی ج۳ کتاب الحدود۔☆سنن دارمی ج۲ کتاب السیر باب لایحل دم رجل یشهد ان لااله الا اللّٰه۔☆ مسنداحمد ج۱ ص ۶۱۔۶۳۔۶۵۔۷۰۔ ۱۶۳۔ ۳۸۲۔ ۴۲۸۔۴۴۴۔۴۶۵ وغیره ج۶ ص ۱۸۱۔۲۱۴۔☆ السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ ص ۲۰۲۔ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام اذاثبت علیه رجلاً کان اوامرأة۔

(۳) نسائی ج۷ کتاب المحاربة، باب ذکر مایحل به دم المسلم۔

(۴) نسائی ج۷ کتاب المحاربة، باب ذکر مایحل به دم المسلم۔اسی عثمان کے حوالہ سے سنن دارمی نے ج۲ کتاب الحدود باب مایحل به دم المسلم کے تحت متذکرہ روایت بیان کی ہے۔☆ابوداؤد نے ج۴ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد کے ضمن میں حضرت عائشہ سے قدرے اختلاف الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔ اور

السنن الکبری نے ج۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام کے تحت اس روایت کو ذکر کیاھے۔

(۵) نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم باب الحکم فی المرتد۔

(۶) نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم۔ باب ذکرمایحل به دم المسلم۔☆السنن الکبریٰ للبیهقی ج۸ کتاب المرتد، باب قتل من ارتد عن الاسلام۔

(۷) نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد۔☆بخاری ج۲ کتاب الاستتابة المعاندین والمرتدین باب حکم المرتد والمرتدة اور مسلم ج۲ کتاب الامارة باب النهی عن طلب الامارة۔☆ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام۔

(۸) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد۔☆نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم باب توبة المرتد۔☆السنن الکبریٰ ج۸ کتاب المرتد، باب مایحرم الدم من الاسلام زندیقا کان اوغیره۔ عن ابن عباس۔

(۹) ابوداؤد ج۴ کتاب الحدود، باب الحکم فیمن ارتد اور ابوداؤد نے کتاب الجهاد میں بھی اسے نقل کیاھے۔ ☆نسائی ج۷ کتاب تحریم الدم، باب الحکم فی المرتد۔☆السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب المرتد باب من قال فی المرتد یستتاب مکانه، فان تاب والا قتل۔

(۱۰) سنن دارقطنی ج۲ کتاب الحدود۔

(۱۱) السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب المرتد باب قتل من ارتد عن الاسلام اذا ثبت علیه رجلا کان اومرأة۔ ☆سنن دارقطنی ج۲ کتاب الحدود۔☆دراقطنی نے ج۲ ص۳۳۷ پر حضرت جابر سے فعرض علیها فابت ان تسلم، فقتلت کے الفاظ بیان کیے ھیں۔

(۱۲) السنن الکبری للبیهقی ج۸ کتاب المرتد، باب قتل من ارتد عن الاسلام اذا ثبت علیه رجلا کان اوامرأة۔ ☆سنن دارقطنی ج۲☆دارقطنی نے ان ابابکر قتل ام قرفة الفزاریة فی ردتها قتلة مثلة۔ شد رجلیها بفرسین ثم صاح بهما فشقاها۔ نقل کیاھے۔

(۱۳) مؤطا امام مالک ج۲ کتاب الاقضیة، باب القضاء فیمن ارتد عن الاسلام۔

(۱۴) بخاری ج۲ کتاب استتابة المعاندین والمرتدین الخ باب قتل من ابی قبول الفرائض، وما نسبوا الی الردة۔

(۱۵) ابن ماجه ج۲۔ کتاب الحدود، باب اقامة الحدود۔☆نسائی ج۸ کتاب قطع السارق، باب الترغیب فی اقامة الحد۔ ☆نسائی میں عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ، قَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ: اِقَامَةُ حَدٍّ بِاَرْضٍ خَیْرٌ لِاَهْلِهَا مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ھے۔

(۱۶) ابن ماجه ج۲ کتاب الحدود، باب اقامة الحدود،☆نسائی ج۸۔ کتاب قطع السارق باب الترغیب فی اقامة الحد۔ نسائی نے ثلاثین نقل کیاھے۔☆مسند احمد ج۲ عن ابی هریرة، نسائی والی روایت کے الفاظ اور ص۳۶۲ پر حَدٌّ یُقَامُ فِی الْاَرْضِ خَیْرٌ لِلنَّاسِ مِنْ اَنْ یُمْطَرُوْا ثَلَاثِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا منقول ھے۔☆مجمع الزوائد ج۶۔ کتاب الحدود، باب اقامة الحدود۔ عن ابن عباس۔ اس میں وَحَدٌّ یُقَامُ فِی الْاَرْضِ بِحَقِّهٖ اَزْکٰی مِنْ مُّطِرَ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا منقول ھے۔ وَقَالَ:لایروی عن ابن عباس الابهذا الاسناد، وفیه زریق بن السخت ولم اعرفه۔

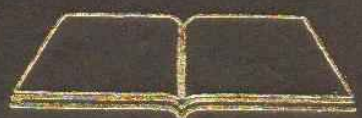

ادارۂ معارفِ اسلامی